از املاک سید شاه رضا جعفری نسب حیدرآبادی

رد الخوارج ۲ آئینه مذهب سنی

٥٧٥١

٥٧٥٢

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ
إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

۲۸-۲۹ اکتوبر سنہ ۱۹۲۲ء کے یادگار اور معرکۃ الآراء شیعہ کنونشن موعظ حسنہ سے
حضور حجۃ الاسلام والمسلمین صدر المفسرین نباض دہر فقیہ عصر حکیم الامۃ سرکار
شریعتمدار علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان جب فارغ ہوئے تو اسوقت
قریباً دس ہزار کے مختلف المذاہب مجمع عام میں عبدالواحد نامی ایک شخص نے رسالہ
موسومہ "رد الشیعہ" سرکار علامہ کے پیش کر کے تحریری جواب طلب کیا
جس کا جواب باصواب مرغوب شیخ و شاب

مسمی بہ

ردّ الخوارج

ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۳ء میں
جناب سیادت مآب مناظر بے بدل مبلغ بے مثل
مولوی السید رحمت اللہ شاہ صاحب ساکن
سانده کلاں ضلع لاہور
نے تصنیف کیا

اور خاص فائدہ اور ملاحظہ شیعیان حیدر کرار کے لئے بصرف
زر کثیر انجمن حسینیہ تصوّو والی لین۔ انجمن شیڈ لاہور نے
طبع کر کے شائع کیا۔

پبلک پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام
رگھو نندن شرما مینیجر کے چھپا

اشاعت ۱۰۰۰ قیمت ۱۲ر

5601/1

انجمن حسینیہ

اس انجمن کو بعض مومنین باشندگان موضع اَمُھَٹ ضلع سلطان پور (اودھ) نے جو بہ سلسلۂ ملازمت ریلوے مقیم حال لاہور ہیں۔ اُس مظلوم غریب الوطن کی یادگار میں قائم کیا ہے۔ جس نے اسلام کی پژمردہ کھیتی کو اپنے و نیز اپنی قلیل فوج کے خون سے سرسبز و شاداب فرما دیا۔ چونکہ بانیان انجمن کی تعداد اسکی فوج کی تعداد سے بالکل ملتی جلتی ہے۔ اسلئے انجمن ہذا کا خاص مقصد زینت عزاداری محافل و مجالس آئمہ ہدیٰ علیہم السلام رکھا گیا ہے۔ اور ایکسال سے متواتر علاوہ محرم کے ٣٩ محافل و مجالس ولادت و شہادت معہ عیدین وغیرہ کیجاتی ہیں جس میں قرب و جوار کے مومنین شریک ہو کر داخل حسنات ہوتے ہیں۔

مگر مذکورہ بالا فرائض ایک انجمن کے لئے ناکافی سمجھکر خاکسار نے سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام والمسلمین صدر المفسرین نباض دھر فقیہ عصر حکیم الامہ جناب علّامہ السیّد علی حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان دام برکاتہم کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش کی کہ کوئی ایسا کام اس انجمن کو بمثل دیگر انجمنوں کے مرحمت فرمایا جاوے جس سے انجمن کو پوری طاقت ہو جائے اور قوم کو بھی اُسکے خواب غفلت سے بیدار ہونے کا موقع ملے۔

چنانچہ جناب علامہ صاحب نے یہہ کتاب اپنی اُس نظر عنایت و محبت سے جو اکثر ان بانیان انجمن پر رہا کرتی ہے طبع کرانے کی خاطر مرحمت فرما کر مزید عزت بخشی۔ لہذا مجھے قوی امید ہے کہ جملہ حضرات شیعہ اس کتاب کو ضرور خرید کرینگے اور انجمن کی امداد مدنظر رکھتے ہوئے اسکی فروخت میں کماحقہ سعی فرمائینگے جسکے لئے انجمن انکی تہ دل سے مشکور ہوگی۔ علاوہ بریں حضرات شیعہ کو اس کتاب کے مطالعہ سے اُن خارجیوں کو جوابدینے کی پوری قوت ہو جائیگی جو اشرار اس مذہب کے مٹانے کے درپے رہا کرتے ہیں۔ گو یہہ مذہب وہ مذہب ہے کہ جسکے مٹانے کے لئے تیرہ سو برس کے اندر میں کوئی اسلحہ باقی نہیں رہگیا جو نہ اُٹھا ہو۔ لیکن بفضلہ تعالے مذہب شیعہ براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ کے ساتھ دنیا میں اپنی روشنی کو دوبالا کرتا رہا۔ یہانتک کہ وہ زمانہ آگیا جسکے واسطے آنکھیں مدتوں سے مشتاق تھیں۔ یعنی شہنشاہ اعظم سرکار برطانیہ عظمیٰ کا دور شروع ہوتے ہی شیر و بکری کو ایک گھاٹ پر پانی پینا پڑا۔ ہر مذہب کو اُسکے اصول و قواعد کے رُو سے آزادی دیگئی اور اُسیوقت سے تمام مذاہب اپنی اپنی جداگانہ مشنیں قائم کرکے اشاعت مذہب میں مشغول ہوگئے۔ مگر افسوس ہماری قوم میں ابتک یہہ حس نہیں پیدا ہوئی تمام ہندوستان کے شیعہ غفلت کی نیند میں سرشار ہیں البتہ جناب سرکار علامہ حائری صاحب قبلہ ہی ایک تنہا دم اسوقت تمام صوبۂ پنجاب و ہندوستان میں ہل چل مچائے ہوئے ہیں کاشکہ یہاں کے باشندے اسکا عشر عشیر بھی کرتے تو آئندہ مردم شماری میں سوائے مذہب شیعہ کے دوسرا مذہب

خادم القوم **عنایت حسین خان** آنریری سکرٹری انجمن حسینیہ لکھنؤ والی انجمن حسینیہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وآلہ الطاہرین الطیبین واصحابہ المنتجبین خصوصاً یعسوب الدین ولی رب العالمین وصی سید المرسلین حارب الناکثین والقاسطین امیر المومنین وامام المتقین قاتل المشرکین والکافرین المصلی الی القبلتین الضارب بالسیفین فاتح البدر والحنین والد الحسن والحسین کاشف المشکلات واقف المعضلات ممدوح آیۃ انما ولیکم اللہ موصوف بحدیث من کنت مولاہ باب مدینۃ علم المصطفیٰ مالک لافتیٰ صاحب ھل اتیٰ کرار غیر فرار الملقب بہ حیدر کرار وارث المحراب والمنبر ساقی الکوثر قسیم النار والجنۃ ابن عم الرسول زوج البتول اسد اللہ الغالب کل غالب مطلوب کل طالب مظہر العجائب ومظہر الغرائب ومفرق الکتائب امام المشارق والمغارب علی ابن ابی طالب صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ

اما بعد وہ یادگار وعظ معرکۃ الآراء جو شب درمیانی یوم ہفتہ واتوار مورخہ ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۲۲ء بمقام لاہور اندرون دروازہ موچی بیرون کوچہ شیعیان جناب مولانا علامہ آقا سید علی حائری صاحب مجتہد کی شریں زبانی سے منعقد ہوا اور اس وعظ کے دوران میں ایک شخص عبد الواحد نامی جس نے اپنے آپ کو علمبردار اپنے رسالہ میں لکھا ہوا ہے۔ ایک رسالہ موسومہ بہ ردِ شیعہ پیش کرکے اُس کا جواب طلب کیا چونکہ رسالۂ مذکورہ عالمانہ صفت سے متصف نہ تھا۔ اسواسطے سرکارِ علامہ حائری کے جواب دینے کی کسی صورت میں ضرورت نہ تھی۔ اور وہ رسالہ بغرض جواب ہی احقر کو عطا ہوا۔ اور اس رسالہ میں مؤلف مذکور نے دفعات حسب کتب قانونی مروجہ سرکار لکھکر پیش کیا تھا۔ اسواسطے حقیر نے بھی ایک طرز جدید اختیار کی یعنے رسالہ عبد الواحد مذکور کو عرضی دعوے قرار دیکر اُس کا

جوابدعوے دیگر و تنقیحات قائم کرکے بعدش شہادت از کتب فریقین و بحث و فیصلہ درج کیا جیساکہ عدالت ہاے دیوانی میں مقدمات فیصل ہوتے ہیں جو خالی از لطف نہ ہوگا اور اس رسالہ کا نام **ردّ الخوارج** رکھکر بہ غرض افادۂ اہل اسلام و مؤمنین مرصع بہ زیور کتب اہلسنت سے کرکے پیش ناظرین کیا۔ اور اس میں داہیں جانب عرضی دعوے یعنی رسالہ ردّ شیعہ مؤلفہ علمبردار یزید و معاویہ اور اُسکے بائیں جانب جوابدعوے منجانب سید رحمت اللہ شاہ غلام علمبردار حسینی ہے اور عدالت حضرتِ انصاف سے حکم صادر ہوا کہ عرضی دعوے کو درج رجسٹر کرکے بنام مدعاعلیہم حضرات شیعہ کو بذریعۂ سید رحمت اللہ شاہ صاحب برائے جوابدہی طلب کرکے جوابدعوے لیا جاوے اور حسب الحکم عدالت بنام غلام علمبردار حسینی مؤلف جوابدعوے طلب کیا گیا اور جوابدعوے داخل عدالت انصاف ہوا۔

عرضی دعوےٰ

دفعہ ۱۔ اسلام کے فرقوں میں سے دو فرقے بہت مشہور ہیں ایک کو اہلسنت والجماعۃ اور دوسرے کو اہل شیعہ کہتے ہیں اور ان دونوں فرقوں کی بہت سی شاخیں ہیں جو کہ اُن سے نکلی ہوئی ہیں اور یہہ دونوں فرقے ابتدائے اسلام سے ہیں اور جہاں کہیں جاؤ تو اہلسنت والجماعت ایک بہت بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں مگر اہل شیعہ چند گھروں میں ہوتے ہیں اور یہہ دونوں فرقے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی برحق مانتے ہیں کعبہ شریف کو خدا تعالے کا گھر جانتے ہیں اور اُس کی طرف مُنہہ کرکے نماز ادا کرتے ہیں اور قرآن مجید کو خدا تعالے کا فرمان جان کر اُس کی تابعداری کرتے ہیں صرف فرق اتنا ہے کہ اہلسنت والجماعت تو حضرت

جوابدعوے

بجواب دفعہ ۱ عرضی دعوے۔ دفعہ ۱۔ عرضی دعوے کسی قدر درست ہے۔ اور یہہ تسلیم نہیں کیا جاتا کہ مذہب اہل سنت ابتداے اسلام سے ہے۔ اور نہ ہی سُنی و شیعہ کی توحید و نبوت ایک قسم کی ہے بلکہ از حد فرق ہے۔ اور اصحاب ثلاثہ یعنی ابوبکر و عمر و عثمان جنکو اہلسنت عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں انکو شیعہ مومن و مُسلم تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی وہ اس قابل تھے کہ انکو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاوے اور فرقۂ اہلسنت معاویہ اور یزید کے عہد میں بنا اور در اصل اہلسنت معاویہ اور یزید کے ہواخواہ ہیں اور وہ دونوں جناب علیؑ اور حسنینؑ کے دشمن تھے اسواسطے اُنکے ہواخواہ بھی اُنکے در اصل دشمن ہیں۔

محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے بعد جو چھ شخص بزرگانِ اسلام سے
ہوئے ہیں یعنی حضرت ابوبکرؓ صدیق -
حضرت عمرؓ فاروق حضرت عثمانؓ ذوالنورین
حضرت علیؓ - حضرت امام حسنؓ - حضرت
امام حسینؓ رضی اللہ عنہم کو عزت کی نگاہ
سے دیکھتے ہیں اور اہل شیعہ ان چھ
بزرگوں میں سے پہلے تین بزرگوں حضرت
ابوبکرؓ صدیق - حضرت عمرؓ فاروق - اور
حضرت عثمانؓ ذوالنورین رضی اللہ عنہم
کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے بلکہ صرف
حضرت علیؓ - اور حضرت امام حسنؓ - اور
حضرت امام حسینؓ رضی اللہ عنہم کو عزت
کی نگاہ سے دیکھتے ہیں -

دفعہ ۲ - چونکہ یہہ تفاوت ابتدائے
اسلام سے ہے اس لئے بہت سے لوگ
اس سے واقفیت نہیں رکھتے اور اس
امر کی ضرورت تھی کہ اس اختلاف کے
موجبات ابتدائی بیان کرکے لوگوں کو
سچے واقعات سے مطلع کیا جاوے -
اور اس امر میں کسی خاص شخص کی رو
رعایت نہ کیجاوے کیونکہ جس وقت نفسانی
خیالات کی تابعداری کی جاوے تو سچے
واقعات نظر انداز ہو جاتے ہیں

اور نہ ہی تسلیم کیا جاتا ہے کہ ابوبکر
صدیق تھے - اور نہ عمر فاروق تھے -
اور نہ ہی عثمان ذوالنورین تھے -

بجواب دفعہ ۲ عرضی دعوے

یہہ تسلیم نہیں کیا جاتا کہ مؤلف
عرضی دعوے یعنے علمبردار یزید
و معاویہ نے سچے واقعات بغیر
رو رعایت کے تحریر کئے ہیں اور
نہ ہی شجرۂ نسب پورے طور
پر جو مبنی بر نیک نیتی ہو تحریر
ہوا ہے - جس کی صداقت شجرۂ
نسب مندرجۂ ذیل سے ثابت ہوتی
ہے *

دفعہ ۳۔ عرضی دعوے منجانب علمبردار یزید و معاویہ

سو پیشتر اسکے کہ اصل واقعات اس تفاوت کے بیان کیئے جائیں اس امر کی ضرورت ہے کہ ان اصحاب کا شجرۂ نسب بیان کیا جاوے۔ تاکہ ہر ایک شخص جان سکے کہ بزرگان اسلام میں باہمی کیا رشتہ تھا۔ اور وہ ضرورت مندرجۂ ذیل شجرہ نسب سے پوری کی گئی ہے۔

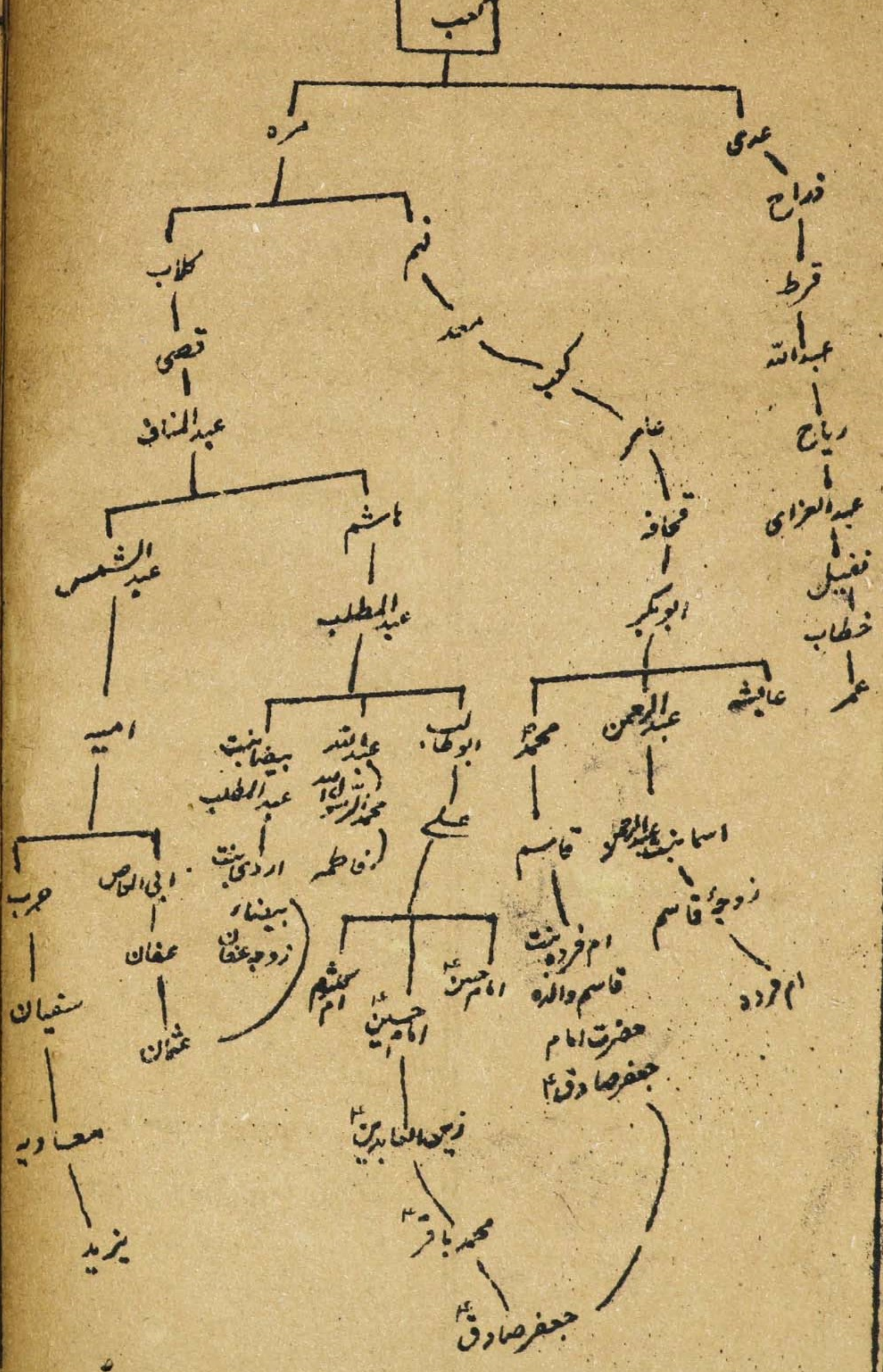

جواب دعوے بجواب دفعہ ۳ - منجانب غلام علمبردار حسینی

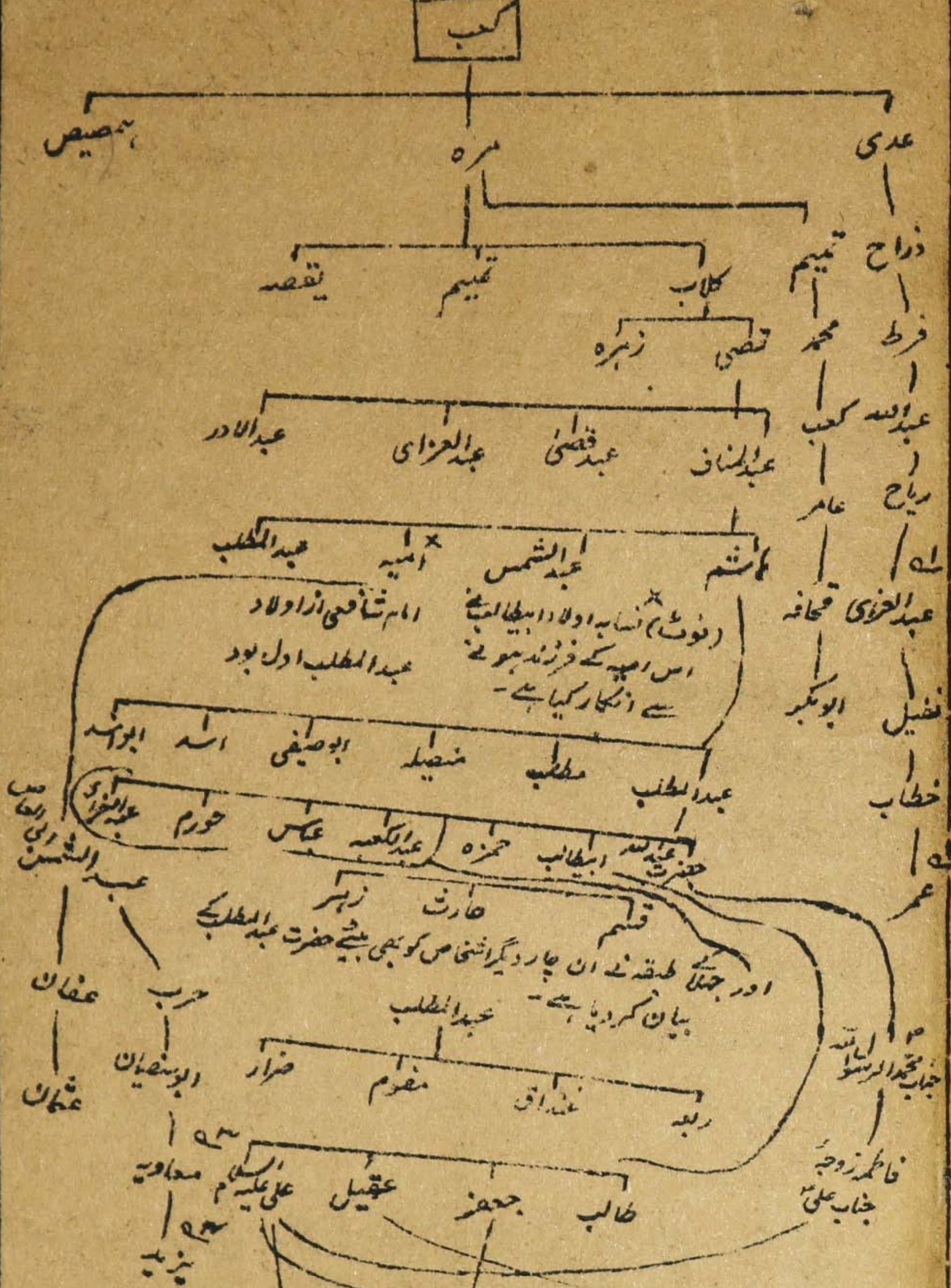

سٹ عبدالعزای اس لئے کہ نسب میں نہایت پیچیدگی ہے جس صاف طور پر ثابت نہیں ہو سکتا کہ خلیفہ دوم کا نسب کس سے ملتا ہے

سٹ اسکی والدہ کا حال قابل بیان ہے جو حاشیہ پر دی جاویگی - سٹ معاویہ کا حلالی ہونا بھی قابل بیان ہے - سٹ یزید کا حلالی ہونا بھی قابل بیان ہے ❖

دفعہ ۴ عرضیدعوے منجانب علمبردار یزید و معاویہ

اس شجرۂ نسب میں ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور چہار یار کبار رضی اللہ عنہم کا دادا کعب ایک ہی تھا۔

(الف) اور کعب کے بیٹے عدی کی نسل سے خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے جس کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں تھیں۔

(ب) حضرت علی کرم اللہ وجہ کی بیٹی ام کلثوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیاہی گئی تھیں۔ آپ کے گھر ایک لڑکا زید پیدا ہوا تھا۔

۴ آپکا مبنی بر فعل
معاویہ شاہی ہے۔
جناب ام کلثوم بنت علیؑ
کا کوئی نکاح ہمراہ عمر نہوا
اور آپ ناحق گالیاں دیتے ہیں
اور برملا کہتے ہیں لعنت
خدا کی اوپر جھوٹے کی*

دفعہ ۵۔ اور مرہ کے بیٹے فہم کی نسل سے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جنکی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں تھیں۔ ۴۵

بجواب دفعہ ۴ منجانب غلام علمبردار حسینی

کوئی تحقیقات وحوالہ کسی کتب نسب سے نہیں دیا گیا کہ شجرۂ نسب مندرجہ دفعہ ۳ صحیح ہونے کا گمان ہو۔ اور جس سے یہہ ثابت ہو سکے کہ واقعی حضرت عمر آپ کا پیشوا عدی وکعب کی نسل سے تسلیم ہو سکے جس کو آپ نے ثابت نہیں کیا اور مذہب دفعہ مذکور بالکل غلط و ناقابل تسلیم ہے۔ کوئی نکاح عمر کا جناب ام کلثوم دختر جناب علیؑ و فاطمہؑ سے نہیں ہوا۔ بلکہ حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت محمد بن جعفر طیارؓ سے ہوا۔ اور جو نکاح آپنے بیان کیا ہے وہ ام کلثوم دختر ابی بکر تھیں جو عہد عمر میں مرگئی۔ اور ام کلثوم بنت جناب فاطمۃ الزہراؑ تو میدان کربلا میں موجود تھیں اور اس کا جواب بارہا دندان شکن آپ کو مل چکا ہے مگر از راہ عداوت آپ گالیاں دیتے ہیں اور یہ فعل۴

۴۵ (ب) محمد بن ابوبکر کا
بیٹا قاسم عبدالرحمن ابوبکر
کی بیٹی اسماء سے بیاہا گیا
تھا جنکی بیٹی ام فردہ کا نکاح
پنجم امام محمد باقر سے ہوا اور
اسکے گھر ششم امام جعفر
صادق پیدا ہوا

بجواب دفعہ ۵۔ عرضی دعوے درست ہے اور قابل تسلیم ہے ...

دفعہ ۶ عرضیہ دعوے منجانب علمبردار یزید و معاویہ

(الف) عبدالمناف کی نسل سے خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ اس لئے حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شجرہ نسب عبدالمناف تک جاننا فرض ہے۔

(ب) حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے باپ عبداللہ کی بہن بیضا کی لڑکی اروی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔

(ج) محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دو لڑکیاں رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیاہی گئی تھیں جس لئے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں ٭

بجواب دفعہ ۶ منجانب غلام علمبردار حسینی ؑ

صحیح طور پر معلوم نہیں ہوتا کہ واقعی حضرت عثمان خلیفہ ثالث سفیان عبدالمنافی تھے۔ اور یہ بھی کسیطرح ثابت نہیں ہے کہ بوجہ عثمان شجرۂ رسولخدا صلعم عبدالمناف تک جاننا ضروری ہے اسکو اگر تسلیم بھی کیا جاوے کہ عبدالمناف تک شجرۂ نسب جاننا ضروری ہے تو بباعث جناب رسولخدا صلعم نہ کہ برائے عثمان اور یہ بھی غلط ہے کہ رسولخدا صلعم کی پھوپھی کی بیٹی عثمان کی ماں تھی۔ اور بیضا کا نام علماء نسابین نے کتب نسب میں درج نہیں کیا اور اس سے بھی قطعی انکار ہے کہ رقیہ و ام کلثوم رسولخدا صلعم کی دختران تھیں جو عثمان کی بیویاں تھیں بوقت شہادت اسکی تصریح پورے طور پر کی جاوے گی ٭

دفعہ ۷ - (الف) حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دادا عبدالمطلب ایک ہی تھا۔ (ب) حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی۔ (ج) حضرت علی ؑ کے گھر حضرت فاطمہ کے بطن سے دو بیٹے حسن اور حسین اور ایک لڑکی ام کلثوم

بجواب دفعہ ۷ - عرضیہ دعوے کے دو ضمن الف اور ب درست ہیں یعنے حضرت علی ؑ اور حضرت رسولخدا صلعم کا دادا ایک تھا اور حضرت فاطمۃ الزہرا ؑ جو بضعۂ رسولخدا تھیں وہ حضرت علی ؑ کے ساتھ بیاہی گئی تھی۔ اور ضمن ج دفعہ مذکور سے ثابت ہوتا ہے کہ مولف عرضی دعوے کو علم نسب سے ہرگز ہرگز کوئی واقفیت نہیں ہے۔

ہوئی تھی جو کہ خلیفہ دوم حضرت عمر کے
ساتھ بیاہی گئی تھی۔

جس نے اولاد جناب صدیقہ فاطمۃ الزہرا
کی اولاد تحریر کرتے وقت حضرت
زینب اور قصہ جناب محسن کو متروک
کیا ہے مگر قصہ حضرت محسن تو اپنی
خلیفہ دوم کی کرتوت کیوجہ سے نہ
تحریر کیا اور حضرت زینب کا متروک
کرنا مبنی بر ناواقفیت ہے۔ اور حضرت
ام کلثوم کا ذکر شادی کرتے وقت شرم
نہیں آئی ہزار دفعہ جواب اس کے
ملے مگر بازی گر کے مطابق میں نہ مانوں
میں نہ مانوں کے مطابق کیا گیا ہے۔
وہ تو آپکی خلیفہ ابی بکر کی صاحبزادی
تھی۔ اور شیعہ بھی قابل تسلیم نہیں ہے کہ
ام کلثوم دختر علی کا نکاح ہمراہ عمر ہوا ص

ص بلکہ انکی شادی تو ہمراہ محمد بن جعفر طیار ہوئی تھی۔ اور
آپ کی ام کلثوم تو عہد معاویہ میں مرگئی تھی اور ام کلثوم دختر
حضرت علیؑ تو بعد واقعہ کربلا زندہ تھیں۔ اور ام کلثوم بنت
علیؑ کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ اور آپکی ام کلثوم دختر ابی بکر
سے ایک لڑکا زید پیدا ہوا۔ جس کو بوقت شہادت پورے
طور پر ظاہر کیا جاوے گا۔

دفعہ ۸۔ الف خلیفہ اول حضرت
ابوبکر صدیق کی بیوی اسماء بیٹی
عمیس کی تھی۔ جس کے گھر محمد بن ابی بکر
پیدا ہوا تھا اور وہ چھوٹا تھا۔ جبکہ
حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کے بعد
اسماء بیٹی عمیس کو حضرت علی نے اپنے
نکاح میں لے لیا۔ اور ساتھ ہی محمد
بن ابی بکر صدیق بھی اپنی ماں کے ساتھ
ہی حضرت علی کی پرورش میں آگیا۔
(ب) محمد بن ابوبکر کی شادی حضرت
علی نے اپنی کسی لڑکی کے ساتھ کر دی
جسکا ... ہوا کہ محمد بن ابوبکر کے بیٹے

بجواب دفعہ ۸ ضمن الف دفعہ مذکور صحیح
ہے۔ اور مد (ب) دفعہ مذکور کا
جزو اول بالکل غلط ہے۔ یعنی محمد
بن ابی بکر کا نکاح حضرت علی کی کسی
دختر سے نہیں ہوا اور نہ ہی اپنے
دعوے میں بیان کیا گیا ہے کہ کس بیٹی
سے ہوا اور نہ کوئی حوالہ کسی کتب
مستند کا دیا گیا ہے۔ بلکہ محمد بن ابی بکر
کا نکاح حضرت عمر کی پیاری بیٹی حضرت
حفصہ کی بہن سے ہوا تھا۔ اور اس
نکاح کے کرانے والی حضرت عائشہ
تھیں۔ اور جزو دوسرا مد (ب) ...

عرضی دعوے

قاسم کی لڑکی ام فروہ کا نکاح حضرت امام
حسین کے بیٹے زین العابدین کے بیٹے
پنجم امام محمد باقر سے ہوا جس کے گھر امام
ششم جعفر صادق پیدا ہوا ۔

دفعہ ۹-(الف) امیہ کی اولاد کو بنی
امیہ کہتے ہیں اور ہاشم کی اولاد کو جس سے
حضرت علی تھا بنی ہاشم کہتے ہیں -
(ب) امیہ کے دو بیٹے ابی العاص اور حرب
تھے ابی العاص حضرت عثمان کا دادا تھا
اور حرب حضرت معاویہ کا دادا تھا-
(ج) خلیفہ سوم حضرت عثمان کی شہادت
کے بعد خلافت بنو امیہ سے نکل کر بنی ہاشم کے
خاندان میں چلی گئی اور خلیفہ چہارم حضرت
علی مقرر ہوا-(د) امیر معاویہ نے جو کہ حضرت
عثمان کا پڑدادا زاد بھائی تھا حضرت علی
سے حضرت عثمان کے قاتل کو طلب کیا تاکہ قاتل
قصاص میں مارا جائے مگر چونکہ وہ قاتل نہ دیا
گیا اسلئے فریقین میں جنگ ہوتی رہی -
(ہ) حضرت علی اور امیر معاویہ کے بعد
انکی اولاد میں بھی جنگ رہی اور یزید
بن امیر معاویہ نے حضرت امام حسین کو شہید کیا ۔

حسب بالا اسوقت اسلام
دور دراز ملک تک تھا اگر
اگر ایک مسلمہ تھا یا نہ ہو تو
اسکو اجماع نہیں کہہ سکتے
وہ صرف چند آدمیوں کا
مشورہ تھا جو خلاف تھا
خدا اور رسول تھا صرف
استعدا یا قبضہ کا سلسلہ

جواب دعوے

کہ حضرت ام فروہ پوتی محمد بن ابو بکر کا نکاح
حضرت امام محمد باقر سے ہوا اور آپ کے
ہاں امام ششم جناب جعفر صادق پیدا ہوئے اور
انکے صادق تصدیق کرنے سے ثابت ہوا کہ انکے
بالمقابل جو تمہارا امام تھا وہ کاذب تھا ۔

بجواب دفعہ ۹ یہ درست ہے کہ اولاد
امیہ کو بنو امیہ اور اولاد ہاشم کو بنو ہاشم
کہتے ہیں۔ مگر امیہ حضرت عبدالمناف کا
پسر نہ تھا بلکہ غلام تھا- اور جیسی امیہ
اور ہاشم کی پیدائش تمہاری کتب سے
ظاہر ہے- کہ ان دونوں کی پشتیں ملی
ہوئی تھیں اور پیدا اکٹھے ہوئے تھے یہ
غلط ہے کبھی اس طرح پیدائش نہیں ہوئی
اور نہ ہو سکتی ہے - (ب) یہ امر قابل
تسلیم ہے کہ امیہ دو بیٹے تھے مگر یہ قابل تسلیم
نہیں ہے کہ واقعی معاویہ صحیح طور پر پوتا
حرب کا ثابت ہو سکے-(ج) خلافت کوئی
جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہ تھی جو ایک
سے دوسرے کے پاس منتقل ہو گئی ہو خلافت
کا تعین خدا کے ہاتھ ہے - نہ کہ اجماع پر
جیسا کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ
اور لفظ اجماع بھی کسی طرح درست نہیں ہے
کیونکہ بنو ہاشم سے اسوقت ایک فرد
بشر بھی موجود نہ تھا- سب آپ کے
پیشوا تھے- اور اسوقت اجماع صرف
اس چار دیواری میں محدود نہ تھا ۴۴

بقیہ جواب دعوے منجانب غلام علمبردار حسینیؑ

بادشاہی حضرت علیؑ پر بظاہر منتہی ہوئی مگر خلافت کا کوئی تعلق ابوبکر و عمر و عثمان سے نہ تھا اور نہ وہ خلیفہ تھے۔ بلکہ حضرت ابی بکر صاحب خود اپنی زبان سے انکار فرماتے ہیں کہ میں خلیفہ نہیں ہوں بلکہ خالفہ یعنی بےخیر و برکت ہوں اور وہ کبھی خلیفہ نہیں ہو سکتا جو زیر تسلط شیطان ہو۔ (۱) معاویہ کو کوئی حق قصاص طلبی نہ تھا۔ اور نہ ہی عثمان جیسے مقتول کا قصاص مسلمانوں میں ہے اور نہ ہی عثمان کا وہ فعل کہ جس سے قتل ہوا قابلِ اسلام تھا۔ بلکہ ایسے دھوکہ باز تو کبھی دعوے اسلام نہیں کر سکتے اور اگر بفرض محال عثمان کا گناہ ثابت نہ بھی کیا جاوے۔ تو مروان جیسے ملحد و منکر خداؐ رسول کو اپنا وزیر بنانا خلاف از عقل ہے مگر ہائے وہ بیچارہ کیا کرتا چونکہ بیوی کا بھائی تھا اسواسطے حسب فرمان اپنی بیوی کے اُسکو مدینہ میں بُلایا گیا حالانکہ حضرت رسولخداؐ نے اُسکو نکالا تھا۔ اور ابوبکر جسکو آپ خلیفہ کہتے ہیں اور عمران ہر دو نے بھی اسکو باہر ہی رکھا بلکہ آگے سے دُور کیا اور حضرت عثمان نے انکو بُلا کر وزیر المعظم کیا مگر خود کردہ را علاج چیست اور جو فعل معاویہ تھا۔ خارج از اسلام ہے اور وہی بانئے مذہبِ خوارج کا ہے اور الحمد للہ کہ آپ کا پیشوا ایسا شخص بانی آپکے مذہب سنت والجماعت کا ہے نہ معاویہ خود مُسلمان تھا اور نہ ہی یزید ابن معاویہ مسلم تھا بلکہ اُس نے تو معاویہ کے اسلام کا نقشہ ہی دکھلا دیا۔ چنانچہ جسوقت اہل بیت بعد از واقعہ کربلا اسیر ہوکر بمقام دمشق پہنچے تو عمر سعد نے عریضہ بھیجکر داخلہ دمشق کی نسبت پوچھا تو یزید نے حکم دیا کہ ان اسیروں کو تمام شہر کے گرداگرد پھرایا جاوے اور میرے باپ کی یعنی معاویہ کی قبر پر ان قیدیوں کو ٹھیرایا جاوے کہ اُس کی روح خوش ہو۔ اس سے ثابت ہے کہ معاویہ اور یزید ہرود مسلم نہ تھے۔ ومن قتل مومنا متعمداً فجزاؤہ جہنم الخ

عرضی دعوے منجانب علمبردار یزید و معاویہ

دفعہ ۱۰۔ حضرت علیؑ کی نو بیویاں تھیں اوّل حضرت فاطمہؑ بیٹی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتی میں آپنے کوئی دوسری شادی نہ کی۔ دوم ام البنین بیٹی حرم کی جس سے آپ کے چار بیٹے تھے۔ عبداللہ۔ عثمان۔ جعفر۔ محمد اکبر جو کہ حنفیہ کے نام سے مشہور رہیں۔ سوم اسماء بیٹی عمیس کی جو کہ محمد بن ابوبکر کی والدہ

اور حضرت ابوبکر صدیق کی بیوہ تھیں - چہارم حبیبہ بیٹی ربیعہ کی جس سے آپ کا بیٹا عمر پیدا ہوا تھا - پنجم امامہ بیٹی العاص کی - ششم خوہہ بیٹی جعفر بن قیس کی - ہفتم مجاد رفت بیٹی امرءالقیس کی - ہشتم لیلی بیٹی مسعود کی - نہم ام سعید بیٹی غزوہ کی ؛

جواب دعوے منجانب غلام علمبردار حسینی ع

بجواب دفعہ ۱۰ - واہ مولوی صاحب آپ کی نسب دانی یہہ ہے کہ آپ اول تو نام ہی غلط بیان کرتے ہیں - حضرت اسماء جن کے والد کا نام عمیس تھا آپ عمسل تحریر کرتے ہیں - اور جو اولاد حضرت ام البنین تحریر کی ہے وہ آپ کی ہی نسب دانی پر موقوف ہے مگر علمبردار یزید و معاویہ علمبردار حسینی علیہ السلام کی حقیقت کو کیا جانے کوشش کر آپ نسب نامہ تو درست کر لیتے تاکہ کچھ تو واقفیت ہو جاتی - مگر خیر تم نے تو روزگار بنایا ہوا ہے - کتب فروشی کرو اور نزرے و دھوکہ دیکر روٹی کھاؤ ؛

عرضی دعوے منجانب علمبردار یزید و معاویہ

دفعہ ۱۱ - فاطمہ بیٹی حضرت امام حسین کی عثمان کے پوتے عبداللہ بن عمر کے ساتھ بیاہی گئی تھی اور سکینہ بیٹی امام حسین کی عثمان کے دوسرے پوتے زید بن عمر کے ساتھ بیاہی گئی تھی - اور حضرت علی کے بھتیجے عبداللہ بن جعفر کی بیٹی ام کلثوم حضرت عثمان کے بیٹے رمان سے بیاہی گئی تھی - اور چونکہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد خلافت بنو امیہ سے نکل کر بنی ہاشم میں چلی گئی تھی - اس لئے ان لڑکیوں کی اولاد کا جو بنی ہاشم سے تھیں پتہ نہیں ملتا کہ کہاں ماری گئیں ؛

جواب دعوے منجانب غلام علمبردار حسینی ع

بجواب دفعہ ۱۱ - بالکل غلط ہے - حضرت فاطمہ بیٹی امام حسین علیہ السلام کا عقد ہمراہ حضرت حسن مثنیٰ ابن امام حسن علیہ السلام کے ہوا - اور حضرت علیہا السلام جو کہ صغر سنی میں ہی بعد از واقعۂ کربلا بعہد طفولیت مرگئی تھی - اور عبداللہ بن جعفر طیار کی بیٹی حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت محمد سے جو کہ حضرت علی کا پسر ہے اُس سے ہوا تھا - مگر میں کچھ اور نہیں کہتا صرف جھوٹے پر لعنت خدا کی - اور یہہ جو تم نے لکھا ہے کہ اُنکی اولاد کا پتہ نہیں ملتا - نہ کوئی شادی ہوئی اور نہ کوئی اولاد اُنکے

ہوئی جس کا تو نے ایک بہتان عظیم باندھکر اہلبیت علیہم السلام کو مثل معاویہ گالیاں دی ہیں +

عرضی دعوےٰ منجانب علمبردار یزید و معاویہ

دفعہ ۱۲ - حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں نبوت عطا ہوئی تھی - اور ۵۲ سال کی عمر میں مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ کو تشریف لیگئے تھے - اور اسی طرح ایک جگہ سے رہایش ترک کرکے دوسری جگہ بود و باش کرنے کا نام ہجرت ہے اور اسوقت سے مسلمانوں کا سنہ ہجری شروع ہے +

دفعہ ۱۳ - حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۱۱ ہجری میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا تھا اور اسجگہ حجرۂ شریف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں اس مقام پر جہانکہ آپنے وفات پائی تھی دفن کئے گئے تھے اور اُس وقت آپ کی عمر ۶۳ سال کی تھی -

جواب دعوےٰ منجانب غلام علمبردار حُسینی ۴

بجواب دفعہ ۱۲/۱۳ عرضیدعوےٰ رسولخدا تب سے نبی تھے جبکہ ابھی آدم علیہ السلام مٹی اور پانی میں تھے - اور حضرت رسول اللہ ہر وقت محبوب خدا اور نبی اور پیغمبر اور رسول تھے - اور حضرت کو جب حکم تبلیغ ہوا اُسوقت حضرت کی عمر واقعی چالیس سال تھی - اور حجرۂ عائشہ میں فوتیدگی کی نسبت اختلاف علماء ہے اور عائشہ صدیقہ نتھیں جو صاحب قلوبکما کی مصداق ہو وہ کبھی صدیقہ نہیں ہو سکتی +

عرضی دعوےٰ منجانب علمبردار یزید و معاویہ

دفعہ ۱۴ - خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دو سال چھوٹے تھے - اور آپ کی وفات کیوقت ۶۱ سال کی عمر کے تھے - جبکہ خلیفہ مقرر ہوئے اور صرف دو سال خلافت کرکے سنہ ۱۳ھ میں مدینہ منورہ میں حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ پاک کے اندر مدفون ہوئے اور آپکی قبر حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے دائیں جانب ہے اور انکا جنازہ اس چارپائی پر اُٹھایا گیا جسپر حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جنازہ اُٹھایا گیا تھا - اور اُنہوں نے ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی

دفعہ ۱۵۔ خلیفۂ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ چالیس سال کی عمر کے تھے۔ جبکہ آپنے ہجرت کی تھی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے وقت آپ ۵۳ سال کے تھے۔ جبکہ ۱۳ سنہ ہجری میں آپ خلیفۂ دوم مقرر ہوئے۔ اور آپ ۲۸۔ ذی الحجہ ۲۳ سنہ ہجری کو شہید کئے گئے اور آپ کی عمر بھی تریسٹھ سال کی تھی۔ اور روضۂ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اندر حضرت ابوبکر صدیق کے دائیں جانب دفن کئے گئے تھے۔ آپ کا جنازہ بھی اُسی چارپائی پر اُٹھایا گیا تھا۔ جسپر کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اٹھایا گیا تھا +

جواب دعوےٰ منجانب غلام علمبردار حسینی ؏

بجواب دفعہ ۱۴/۱۵ ابوبکر و عمر کا روضہ رسول اللہ کے پاس دفن کرنا اور اگر اُن کی وصیت تھی کہ ہم کو اس جگہ دفن کیا جاوے منافی ایمان و باعثِ عذاب ہے۔ کیونکہ بحکم خدا پارۂ ۲۲ یاایہا الّذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النّبیّ الخ جس گھر میں بدون اذن فرشتہ نہ جاوے اور اُس گھر کے برسول پر نظراندازی کرنا گناہ ہو اور خدا منع فرماوے تو اس گھر کو کسی آہن سے اُس کی زمین کھود کر اُس میں قبور بنانا کہاں تک جائز تھا۔ اور بعد از جناب رسول خداؐ اجازت دہندہ کون تھا۔

عرضیہ دعوےٰ منجانب علمبردار یزید و معاویہ

دفعہ ۱۶۔ خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے چھ برس چھوٹے تھے۔ اور چھیالیس برس کے تھے۔ جبکہ مکہ شریف سے مدینہ منورہ کو ہجرت کی تھی۔ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت انکی عمر ۶۹ سال کی تھی۔ جبکہ آپ یکم محرم ۲۴ سنہ ہجری کو خلیفہ سوم مقرر ہوئے تھے۔ اور ۱۱ سال تک خلافت کی اور ۸۰ سال کی عمر میں ۱۸۔ ذی الحجہ ۳۵ سنہ ہجری کو مدینہ منورہ میں شہید کئے گئے چونکہ انکی وفات کیوقت مسلمانوں میں خانہ جنگی شروع ہو چکی تھی۔ اور خلافت بنو امیہ سے بنی ہاشم کی طرف منتقل ہوئی تھی۔ اس لئے اُنکے مخالفوں نے انکو رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ شریف کے اندر دفن کرنیکی بجائے مسلمانوں کے قبرستان جنت البقیع میں بھی دفن ہونے نہ دیا اور بعد ازاں تین روز کے بعد آپ کا صندوق نکال کر آپکو جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔

جوابدعوے منجانب غلام علمبردار حسینی ؑ

بجواب دفعہ ۱۶ - جزو اول یہانتک درست ہے کہ ان کو لوگوں نے خلیفہ مقرر کر دیا تھا مگر دراصل جو رائے خلیفہ دوم نے جو کہ مبنی بر شرارت تھی اسوجہ سے خلیفہ مقرر ہوا دراصل وہ خلیفہ نہ تھا بلکہ ظاہری طور پر وہ بادشاہ تھا خلافت کے واسطے ظاہری بادشاہی کی ضرورت نہیں ہوتی - اور یہ امر قابل تسلیم نہیں ہے کہ وہ شہید ہوا بلکہ اُسپر کسی طرح سے لفظ شہادت عاید نہیں ہو سکتا اور یہ امر قابل تسلیم ہے کہ عثمان کی لاش کو مسلمانوں نے قبرستان مسلمانوں میں دفن نہ ہونے دیا - اور یہہ غلط ہے کہ بعد تیسرے دن کے اُنکا صندوق جس میں میت تھی نکالا گیا بلکہ اس کی لاش مزابل یعنی اروڑیوں پر پڑی رہی - اور بہت سا حصہ اُنکی لاش کا ضایع ہو گیا تھا

عرضی دعوے منجانب علمبردار یزید و معاویہ

دفعہ ۱۷ - خلیفۂ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہٗ ۲۲ برس کے تھے جبکہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کی تھی - اور حضرت محمد الرسول اللہ کی وفات کے وقت آپ کی عمر ۳۳ سال کی تھی - اور ۵۷ سال کی عمر تھی جبکہ آپ خلیفہ مقرر ہوئے اور آپنے صرف چھ سال خلافت کی اور ۲۱ ماہ رمضان المبارک ۴۱ھ ہجری کو نجف اشرف میں جو کہ مدینہ منورہ سے چالیس منزل کے فاصلہ پر کوفہ کے پاس شہید ہوکر دفن کیے گئے +

جواب دعوے منجانب غلام علمبردار حسینی ؑ

بجواب دفعہ ۱۷ - جزو اول دفعہ مذکور صحیح ہے اور یہہ امر قابل تسلیم نہیں ہے کہ آپ ۵۷ سال کی عمر میں خلیفہ مقرر ہوئے بلکہ آپ خلیفہ رسول اللہ بلا فصل ہیں - اور آپ کی خلافت ثلٰثہ خلافت نہ تھی - اور شاید آپ خلافت اصحاب ثلاثہ کو ایسی خلافت سمجھتے ہوں جیسا کہ لاہور میں یا دیگر مقامات پر چند کشتی کرنے والے پہلوان ایکمنکتے پہلوان کو جو کسی قابل نہ ہو اُسکو خلیفہ مقرر کر لیتے ہیں +

عرضیدعوے منجانب علمبردار یزید و معاویہ

دفعہ ۱۸ - حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے باپ حضرت علی کی وفات کے بعد ۴۱ھ ہجری میں امام مقرر ہوئے اور ۹ سال کے بعد ماہ صفر ۵۰ھ ہجری کو زہر خورانی سے شہید ہوئے اور مسلمانوں کے قبرستان جنت البقیع کے اندر مدینہ منورہ میں مدفون ہیں + **جوابدعوے منجانب غلام علمبردار حسینی ؑ**

بجواب دفعہ ۱۸ - یہہ امر بالکل صحیح ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کو معاویہ نے

زہر دلوائی مگر آپنے اپنے پیشوا کی کرتوت کو اظہار نہ کیا اور نہ ہی حضرت امام حسن کی نعش پر جو تیروں کی بارش آپ کے پیشواؤں نے کی تھی اُس کو اظہار کیا اور جو مصداق اس کے ہوئے۔ ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالدا فیہا الخ

عرضی دعوے منجانب علمبردار یزید و معاویہ

دفعہ ۱۹۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے بھائی امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۵۰ سنہ ہجری میں امام مقرر ہوئے اور ۱۱ سال امامت کی اور ۱۰۔ محرم ۶۱ سنہ ھ کو کربلا کے میدان میں شہید کئے گئے جو کہ کوفہ و نجف اشرف کے قریب واقعہ ہے۔

دفعہ ۲۰۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بندراں سال کی عمر کی تھیں جبکہ ۳ سنہ ہجری میں حضرت علی کے ساتھ بیاہی گئی اور آٹھ سال کے بعد ۳ ماہ رمضان ۱۱ سنہ ہجری کو حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد فوت ہوئیں اور مدینہ منورہ میں مدفون ہیں ٭

جواب دعوے منجانب غلام علمبردار حسینی ؑ

بجواب دفعہ ۱۹/۲۰ جو قصہ شہادت حضرت امام حسین ؑ و حضرت صدیقہ فاطمۃ الزہرا ؑ کا بیان کیا ہے اس میں از حد اخفا کیا گیا ہے۔ کیونکہ دراصل قاتل جناب صدیقہ مذکورہ حضرت عمر آپ کے پیشوا تھے اور قاتل امام حسین علیہ السلام آپ کا خلیفہ یزید تھا۔ اور اس فعل سے وہ کبھی صاحب ایمان نہیں رہ سکتے بلکہ انکا یہہ فعل منافی ایمان ہے۔ اور آپ کا حشر بھی اُنکے ساتھ ہوگا اور آپ اس بات کے مصداق ہیں الساقط عن الحق فھو شیطان

عرضی دعوے منجانب علمبردار یزید و معاویہ

دفعہ ۲۱۔ جسوقت حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تھی اسوقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر ۶۱ سال کی تھی اور حضرت عمر کی ۵۱ سال اور حضرت عثمان کی ۵۷ سال اور حضرت علی کی ۳۳ سال ٭

جواب دعوے منجانب غلام علمبردار حسینی ؑ

بجواب دفعہ ۲۱۔ سنہ و سال حضرت رسول خدا علیہم السلام و ابی بکر و عمر و عثمان و حضرت علی علیہ السلام درست ہے مگر یہہ تسلیم نہیں کیا جاتا کہ ابوبکر صدیق تھا۔ اور طرہ تو یہہ ہے کہ بوقت تعین خلافت ابوبکر کو زیادہ عمر کا جانکر خلیفہ کسواسطے انتخاب کیا گیا۔ مگر نہ معلوم کہ عثمان جو بڑا تھا اور عمر چھوٹا تو اندریں صورت انتخاب عمر براے

خلافت درست نہ تھا۔ اور عمر بوقت بیماری حضرت رسول خداؐ تو کہیں ان
هذا المرء لیهجر وحسبنا کتاب الله نہ معلوم کہ ابوبکر کی وصیت کہ
میرے بعد عمر خلیفہ ہو اس کے کیا معنے

عرضی دعوے منجانب علمبردار یزید و معاویہ

دفعہ ۲۲۔ چونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ عمر کے تھے اور حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاتی میں آپ امامت نماز کی کرایا کرتے تھے۔ اور حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس بیماری کے وقت جس میں آپنے وفات پائی حضرت ابوبکر صدیق کے پیچھے نماز ادا کی تھی اس لئے عام اصحابیوں نے متفق الرائے ہوکر آپ کو خلیفہ مقرر کر دیا ؛

جواب دعوے منجانب غلام علمبردار حسینیؑ

بجواب دفعہ ۲۲۔ جزو اول دفعہ مذکور کا جواب در بارۂ ابی بکر سابق دفعہ میں دیا گیا ہے۔ اور یہ قابل تسلیم نہیں ہے۔ کہ عہد رسول اللہؐ میں ابوبکر نماز باجماعت پڑھایا کرتے تھے معاذ اللہ یہ ہرگز قابل تسلیم نہیں ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی اور نہ ہی تمام صحابہ کا اجماع تھا۔ بلکہ اُس اجماع میں ایک بھی بنی ہاشم سے موجود نہ تھا۔ بوقت شہادت انشاء اللہ آپکی پوری تسلی کیجاوے گی اور نہ معلوم کہ ابوبکر کا جملہ صحابہ سے بڑا ہونا مؤلف عرضیدعوے نے کہاں سے لیا بلکہ حضرت سلمان فارسی رحمۃ اللہ تعالے اس سے بہت بڑا تھا۔ مزید برآں ابوبکر کا باپ قحافہ جوکہ اصحاب میں سے تھا وہ بھی زندہ تھا۔ غیر اجماع پرستوں کا ناکام رہا۔ اور اس اجماع کو جوکہ لفظ اجماع صحیح نہیں ہے اسکا کیا اثر

عرضی دعوے منجانب علمبردار یزید و معاویہ

دفعہ ۲۳۔ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک انگشتری تھی جسکے نگینہ میں آپ کے نام کی مہر تھی اور جب کبھی آپ بادشاہوں کو دعوتِ اسلام دیتے تھے تو اس نگینہ سے مہر لگا دیتے تھے۔ چنانچہ جب ایران کے بادشاہ پرویز کو جو نوشیروان بادشاہ کا بیٹا تھا۔ خط لکھا تھا تو اُسپر وہ مہر لگائی گئی تھی۔ اور جب شام کے بادشاہ ہرقل کو خط لکھا گیا تھا تو اُسپر بھی اُس انگشتری کے نگینہ سے مہر لگائی گئی۔

جواب دعوے منجانب غلام علمبردار حسینیؑ

بجواب دفعہ ۲۳ - اگر انگشتری والا قصہ صحیح بھی تسلیم کرلیا جاوے مگر ابو بکر تو جواب دیتا ہے کہ نبی کا مال صدقہ ہوتا ہے - اور اسپر کسی کا حق نہیں نہ معلوم کہ یہہ صدقہ ابو بکر اور عمر اور عثمان غنی کو کیونکر پہنچا اور یہ بھی پتہ دیا جاوے کہ صدقہ کس مذہب میں غنی کو پہنچتا ہے -

عرضی دعوے منجانب علمبردار یزید و معاویہ

دفعہ ۲۴ - جسوقت اصحاب رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا تو خلافت کی علامت میں وہ انگشتری جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے اُتاری گئی تھی حضرت ابوبکر صدیق کی انگلی میں پہنادی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد وہ انگشتری حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پہنائی گئی تھی اور بعد ازاں وہ انگشتری حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو پہنائی گئی

منجانب غلام علمبردار حسینیؑ

بجواب دفعہ ۲۴

دفعہ ۲۴ کا جواب دفعہ ۲۳ میں ہو چکا ہے +

عرضید عوے منجانب علمبردار یزید و معاویہ

دفعہ ۲۵ - مدینہ شریف دو بستیوں کا نام ہے ایک مدینہ قدیم اور دوسری مدینہ جدید - مدینۂ قدیم وہ بستی ہے جبکہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں تشریف لیگئے تھے تو اس بستی میں آپنے مقام کیا تھا اور آپکے زمانہ کی ایک چھوٹی سی مسجد ابھی تک مدینہ قدیم میں ہے اور مدینہ منورہ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مزار ہے - یہ مدینہ جدید کے نام سے مشہور ہے کیونکہ بعد ازاں حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس مدینہ جدید میں تشریف لائے تھے مدینہ جدید - مدینہ قدیم سے قریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے -

دفعہ ۲۶ - مدینہ قدیم میں دو کنوئیں ایک دوسرے کے نزدیک ہی ہیں جہاںکہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھارے اور میٹھے پانی کا معجزہ دکھایا تھا ایک کنوئیں کا پانی کھارا تھا اور دوسرے کا میٹھا کھار

نے کہا تھا کہ اگر تم ایک خدا تعالےٰ کے رسول ہو تو ان دونوں کنوؤں کے پانی کو ملا دو بعد ازاں کھارا اور میٹھا پانی جدا کر دو چنانچہ آپنے ویساہی کیا تھا۔ اور آجکل بھی جو کوئی مدینۂ قدیم کی زیارت کیلئے جائے تو اُسکو وہ دونوں کنوئیں دکھائی دیتے ہیں جنسے کھارا اور میٹھا پانی نکل کر اکٹھا ہوتا اور بعد ازاں جدا ہو جاتا ہے۔

جواب دعوےٰ منجانب غلام علمبردار حُسینی ع

واہ جی واہ مولوی صاحب نے اپنے معاہدہ کو خوب پورا کیا سرخی تو رسالہ پر یہہ تھی کہ ردّ شیعہ آیات قرآنی سے ہے۔ مگر دفعہ ۲۵/۲۶ تو آپنے نہ معلوم کہ کس قرآن سے پیش کیں بریں عقل و دانش بباید گریست ایسی سرخی ویکر واقعی کتب فروشی کا ڈھنگ تو اچھا ہے ؛

عرضی دعوےٰ منجانب علمبردار یزید و معاویہ

دفعہ ۲۷۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے دنوں میں ایک روز ان کنوؤں میں سے ایک کنوئیں پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ انگلی میں حضرت محمد الرسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتری پہنے ہوئے تھے۔ آپنے وہ انگشتری اپنی اُنگلی سے نکال کر ہاتھ میں لی۔ اور اچانک وہ انگشتری آپ کے ہاتھ سے کنوئیں میں گر گئی اور باوجود بہت تلاش کرنے کے دوبارہ نہ ملی۔

جواب دعوے۔ بجواب دفعہ ۲۷۔ اول تو یہہ قصہ قابل اعتبار نہیں۔ اگر تسلیم بھی کیا جاوے تو ناظرین انصاف کیجئے کہ عثمان جیسا اس قابل نہ تھا کہ وہ انگشتری پہن سکے اور مولوی صاحب کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمان نے اُس کنوئیں پر بیٹھکر انگشتری اپنے ہاتھ سے خود نکال کر کنوئیں میں پھینکتا ہے۔ ردّ شیعہ لکھتے لکھتے اپنے عثمان کی بھی خوب صفائی کی یہہ تو ردّ شیعہ نہیں ہے بلکہ ردّ عثمان ہے۔ اس کا جواب پورا بذمۂ اہل سنت ہے۔

عرضی دعوے۔ دفعہ ۲۸۔ جسوقت وہ انگشتری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کنوئیں میں گر گئی تو بعد ازاں اسلام میں تفرقہ پیدا ہونا شروع ہوا۔ ورنہ اس سے پہلے اسلام میں کوئی تفرقہ نہ تھا۔

جواب دعوے بجواب دفعہ ۲۸۔ دفعہ ہذا ناحق کتاب کی طوالت کیواسطے بڑھا

گیا ہے جو بالکل غلط ہے - اور اگر تسلیم بھی کیا جاوے تو ثابت ہوتا ہے کہ وہ تبرک
عثمان کے پاس رہنے کے قابل نہ تھا - اور موجد تفرقہ اسلام عثمان ہی ہے - اور
عثمان کی حالت جیسی کہ تھی وہ آپ کی کتب سے پیش کیجاوے گی اور اس کے
جواب کے پورا کرنے کے بھی اہلسنت ہی ذمہ دار ہیں -

عرضیدعوے - دفعہ ۲۹ - حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت کے وقت
عشرہ مبشرہ میں سے چھ اصحابی زندہ تھے - اور اپنے مرنے سے پیشتر انکی بزرگی
کے لحاظ سے وصیت کی کہ انمیں سے کسی ایک کو خلیفہ بنایا جاوے انتخاب کے
وقت حضرت عبد الرحمن بن عوف کی تجویز سے تین اصحابی باقی تین کے حق میں
خلیفہ بنے سے دست بردار ہوگئے چنانچہ حضرت زبیر نے حضرت علی کے حق میں
اور حضرت طلحہ نے حضرت عثمان کے حق میں اور حضرت سعد بن ابی وقاص نے
حضرت عبد الرحمن بن عوف کے حق میں دست برداری دی اور اسپر حضرت عبد الرحمن
بن عوف نے فرمایا کہ میں خلیفہ ہونا نہیں چاہتا پس سوال حضرت عثمان اور
حضرت علی میں سے ایک کو منتخب کرنے کا رہگیا +

جوابدعوے بجواب دفعہ ۲۹ - حدیث عشرہ مبشرہ ناقابل تسلیم ہے اور
یہہ وضعی حدیث بنوامیہ کے عہد میں گھڑی گئی تھی - اور یہ بھی غلط ہے
کہ عہد عمر میں آپکے عشرہ مبشرہ سے صرف چھ آدمی موجود تھے بلکہ دفعہ ہذا میں
او ملاں تیرا اپنا قول ہے - کہ زبیرؓ اور علیؑ اور طلحہؓ اور عثمانؓ سعدؓ بن
وقاص و عبد الرحمنؓ بوقت انتخاب موجود تھے اور آپ کی حدیث عشرہ
مبشرہ میں حسن و حسین بھی تو داخل ہیں - یہہ بالکل بکواس ہے کہ چھ آدمی موجود
تھے - ملاں نے نہ تو کبھی کسی تاریخ کا معائنہ کیا اور نہ ہی ملاں کو کوئی علم ہے
اور عمر کا یہہ وصیت کرنا کہ ان چھ میں سے جسکو چاہو خلیفہ مقرر کرلو - اور
سوا‎ے جناب علی کے باقی پانچ کس جو کہ دشمنان علیؑ تھے اور بوجہ دشمنی
علی کے وہ منافق بقول جلال الدین سیوطی ہوتے ہیں - یعنی بر شرارت
ہے - کیونکہ اسکی وصیت میں تھا کہ جو کوئی انمیں سے مخالفت کرے وہ واجب القتل
ہوگا - اور حضرت علی نے اسیواسطے اس انتخاب میں کوئی دخل نہ دیا تھا -

عرضی دعوے - دفعہ ۳۰ - حضرت عبد الرحمن نے حضرت عثمان اور حضرت
علی سے علیحدہ علیحدہ پوچھا کہ اگر میں کسی دوسرے کو خلیفہ مقرر کردوں تو
کیا آپ اس کی اطاعت کروگے - دونوں نے جوابدیا کہ ہاں آخرکار قرعہ
انتخاب عثمان کے نام پڑا - اور وہ یکم محرم ۲۴ ہجری کو خلیفہ منتخب ہوگئے -

جوابدعوے بجواب دفعہ ۳۰ - واہ جی واہ عبد الرحمن کے ہاتھ گویا خلافت کی
باگ تھی - جس کو وہ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھا - خلافت رسول نہ معلوم کہ

اسکے ہاتھ میں کیسی تھی مگر ہاں وہ آپ جیسے شخصوں کا مجمع کئے ہوئے تھا - اور قرعہ نہ معلوم کس آیت اور حدیث کے تحت میں ڈالا گیا تھا - اور یہہ قرعہ اندازی کس ملت و مذہب سے روا تھا -

عرضیدعوےٰ دفعہ ۳۱ - جسوقت حضرت علی نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے روبرو حضرت عثمان کے خلیفہ ہونے کی رضامندی ظاہر کی تھی - اس وقت حضرت عثمان کی عمر ۶۹ سال کی تھی - اور حضرت علی ۴۱ سال جوان عمر کے تھے - اور انکے دل میں یہہ خیال تھا - کہ عنقریب حضرت عثمان فوت ہو جاوینگے اور وہ خلیفہ بن جائینگے اور جس طرح حضرت عمر کی وفات کے بعد اور حضرت عثمان کی خلافت کے شروع ہی سے حضرت علی کے دل میں تمنا تھی کہ خلیفہ بنجاوے ÷

جوابدعوےٰ بجواب دفعہ ۳۱ - بالکل غلط ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے عبدالرحمٰن کے سامنے عثمان کے خلیفہ ہونے کی رضامندی دی تھی - بلکہ حضرت علی علیہ السلام خلیفہ بلافصل تھے - اور ابوبکر و عمر و عثمان خلیفہ نہ تھے اور نہ انکو خدا نے خلیفہ مقرر کیا اور اگر حضرت علی کسیوقت میں ان کو خلیفہ تسلیم کرتے تو ضرور انکی بیعت کرتے حالانکہ یہہ امر نہیں ہوا اور حضرت علی کے ہاتھ پر بموجودگی رسولخدا اصحاب ثلاثہ نے بیعت کی جو بوقت خم غدیر مشہور ہے جو بوقت ثبوت پیش کرونگا نیز جبتک عبدالرحمٰن جیسے شخص موجود ہوں تب تک حضرت علیؑ اس خلافت کے خواہاں نہ تھے جو خلافت آپنے سمجھی ہوئی ہے -

عرضی دعوےٰ دفعہ ۳۲ مگر نتیجہ خلاف امید نکلا کیونکہ حضرت عثمان بہت بوڑھے ہوکر اسّی سال کی عمر کو پہنچگئے اور خلیفہ بنے ہوئے بھی باراں سال گذر گئے اور انکو موت نہ آئی تو حضرت علی اور انکے رفقاء بنی ہاشم جنکو حضرت عثمان کی وفات کے بعد خلافت ملنے سے طرح طرح کا فائدہ پہنچنا تھا حضرت عثمان کی موت کے خواہان اور حضرت علی کو خلیفہ بنانے کے درپے رہتے تھے - اور اسکے برخلاف بنی امیہ یعنے حضرت عثمان اور اُن کے رفقاء اس امر کی کوشش کرتے تھے کہ حضرت عثمان کی حیاتی میں کوئی شورش برپا نہ ہو +

جوابدعوےٰ بجواب دفعہ ۳۲ - اس خلافت کے جس کو آپ خلافت سمجھے ہوئے ہیں حضرت علی کبھی خواہان نہ تھے - اور یہ بھی غلط ہے کہ بنو ہاشم کو حضرت علی سے یہہ امید تھی کہ انصاف کا خون کرکے وہ بنو ہاشم کو فائدہ پہنچاوینگے - جس کا ثبوت تاریخی کتب سے قصہ حضرت طالب و علی کا پیش کیا جاویگا ہاں یہہ فعل عثمانی تھا - کہ اپنے رشتہ داروں کو جو کہ فاسق و فاجر تھے انکو مسلمانوں کا حاکم قرار دیا اور جو لوگ کہ بوقت ابوبکر و عمر عہدوں پر

تھے اُنکو معزول کیا حتیٰ کہ مروان جیسے شخص کو جس کو رسول خداؐ اور ابوبکر اور عمر اپنے عہد میں مدینہ میں آنیسے مانع تھے۔ اس کو بپاس خاطر اپنی جورو کے وزیر اعظم بنا کر نظام حکومت اس کے ہاتھ میں دیدی جس کا نتیجہ قتل عثمان ہوا اور یہہ جو تم نے لکھا ہے کہ بنو امیہ معاون عثمان تھے۔ وہ اس کی لاش جبکہ مزابل پر پڑی رہی! سکی کوئی مدد نہ کر سکے ہاں یہ امر قابل تسلیم ہے کہ بنو امیہ دشمن بنی ہاشم تھے +

عرضیدعوے دفعہ ۳۳ ۔ اور چونکہ بنی ہاشم کی یہہ خواہش تھی۔ کہ حکومت حاصل کیجاوے اسلئے اُنہوں نے باہم مشورت حاصل کرکے ایک خط حاکم مصر کو لکھا جسمیں درج تھا۔ کہ محمد بن ابوبکر کو مصر کا حاکم کرکے بھیجا جاتا ہے اس کو حکومت مصر کی دیجاوے اور خط پر جعلی حکومت کی مہر بنا کر لگادی۔ جسوقت محمد بن ابوبکر کے چلے جانے کی خبر ہوئی تو اہنوں نے اس کے خلاف مصر کے حاکم کو خط لکھ دیا کہ جسوقت محمد بن ابوبکر مصر میں پہنچے تو اس کو حکومت مصر نہ دیجاوے اور اس خط پر سچی حکومت کی مہر لگا دی اور راستہ میں وہ خط محمد بن ابوبکر کو مل گیا اور اس طرح محمد بن ابوبکر مصر جانے سے رہگیا۔ اور واپس مدینہ منورہ میں آگیا ❊

جوابدعوے بجواب دفعہ ۳۳ ۔ سابقہ دفعہ ۳۲ میں عرضی دعوے سے ظہار ہوتا ہے کہ بنو ہاشم و بنو امیہ میں اتحاد نہ تھا۔ اور نہ ہی بنو ہاشم کا کوئی تعلق عثمان کی عدالت میں تھا۔ اور آپ کی کتب سے ثابت ہے کہ محمد بن ابی بکر کو حسب فرمان مائی عائشہ عثمان نے حاکم مصر کیا اور حکمنامہ شاہی بھی برائے حکومت مصر محمد مذکور کو عثمان نے دیا اور یہہ امر آپ کے مروان کو ناپسند ہوئی تو اوسنے دوسرا حکمنامہ عثمان سے بدیں مضمون تحریر کرایا کہ جسوقت محمد بن ابی بکر مصر میں پہنچے تو اُسکو بمعہ ہمراہیان مصری قتل کیا جائے چنانچہ اس فعل پر مائی عائشہ صاحبہ آپ کے عثمان کو کہا کرتی تھیں کہ اقتلوا نعثلا اقتلوا نعثلا سبحان اللہ خلافت کیا تھی گویا بازیچہ طفلان تھا۔ ایسا عادل خلیفہ سبحان اللہ کہ پہلے تو حاکم مصر غریب محمد ابی بکر کو کیا اور بعدش اُس کے قتل کے واسطے حکمنامہ اجرا فرمایا مگر بقولے شاعر چاہ کندہ را چاہ درپیش خود آنجناب کو قتل ہونا نصیب ہوا بلکہ یہ فعل خلیفہ کا مسلمانوں کو نہایت بُرا معلوم ہوا۔ کیونکہ اجماعی مسلمانوں کا جو خلیفہ اول تھا اُس کا فرزند دلبند تھا۔ اور مائی صاحبہ کا بھائی تھا اسواسطے مسلمانوں نے اُسکو مسلمانوں کی قبروں میں دفن ہونے دیا اور اس غریب کی نعش کو بھی سگ خراب کرتا رہا بالآخر یہودیوں کے قبرستان میں دفن ہُوا مگر علمبردار یزید و معاویہ نے مروان کی حرکت کو ازراہِ عداوت بنو ہاشم کے ذمہ لگا دیا ❊

عرضیدعوے دفعہ ۳۴ ۔ جسوقت محمد بن ابوبکر مدینہ منورہ میں واپس آگیا تو تمام لوگوں میں ایک شورش پیدا ہوگئی اور بنی ہاشم نے مشہور کردیا کہ حضرت

عثمان نے پہلے خود ہی محمد بن ابوبکر کو مصر کا حاکم مقرر کر کے بھیجا اور خود ہی اسکے خلاف حاکم مصر کو لکھ دیا کہ مصر کی حکومت محمد بن ابوبکر کو نہ دیوے اور چونکہ چند شخص جعلی مہر بنانے والے بنی ہاشم میں سے تھے اور انہوں نے کسی کو نہ بتایا کہ انہوں نے جعلی مہر حکومت کی بنا کر محمد بن ابوبکر کو مصر کا حاکم بنانے کے لئے مہر لگا دی تھی۔ اسلئے اس شورش کا نتیجہ یہ ہوا کہ بنی ہاشم نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا +

جواب دعوے بجواب دفعہ ۳۴ - ہاں جب عثمان کی اس بددیانتی سے اطلاع محمد بن ابی بکر کو ہو گئی تھی کہ عثمان مجھکو دھوکہ دیکر مصر کے حاکم سے قتل کرانا چاہتا ہے تو وہ واپس مدینہ کو آ گیا اور یہ ہاشمیوں نے مشہور نہیں کیا کہ عثمان کی بددیانتی ہے بلکہ وہ لوگ جو کہ محمد مذکور کو ہمراہ لیکر چلے تھے انہوں نے اور آپ کے ابوبکر کے فرزند نے مشہور کیا جسپر صحابہ مسلمان عثمان کے برخلاف ہو گئے اور یہ غلط ہے کہ ہاشمی جعلی مہر بنانے والے تھے اور نہ ہی عثمان کو بنو ہاشم نے قتل کیا۔ بلکہ یہ عام مسلمانوں نے قتل کیا تھا۔ اور بقولے دروغ گو را حافظہ نباشد۔ او مُلاں راندۂ درگاہ الٰہی تو اپنے رسالہ میں تو تحریر کرتا ہے کہ معاویہ بغرض قصاص محمد بن ابی بکر کو طلب کرتا تھا گویا وہ قاتل تھا جو کہ ہاشمی نہ تھا جیسا کہ تیرے ہی شجرہ نسب کی تحریر سے ظاہر ہے اور تیرا حضرت عثمان اسی قابل تھا کہ وہ قتل کیا جاتا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہوتا۔ کیونکہ اسکا طریق عمل ایسا نہ تھا کہ مسلم لوگ اسکو اپنے قبرستان میں جگہ دیتے۔ نیز لطف یہ ہے کہ مُلاں تحریر کرتا ہے کہ ہاشمیوں نے مُہر جعلی بنائی تھی جسکی بابت کسی مؤرخ نے تحریر نہیں کیا مگر شاید عثمان نے تجھکو اس واقعہ کی خبر دی ہو +

عرضیہ دعوے دفعہ ۳۵ - جسوقت حضرت عثمان شہید کیا گیا تو چونکہ حضرت علی کے مدمقابل کوئی شخص نہ تھا۔ اس لئے بنی ہاشم نے حضرت علی کو خلیفہ مقرر کر دیا اور اس طرح خلیفہ چہارم مقرر ہوئے تھے +

جواب دعوے بجواب دفعہ ۳۵ - ہم تسلیم نہیں کرتے کہ عثمان شہید کیا گیا بلکہ اُسنے تو اپنے کئے کی سزا پائی کیونکہ وہ جہاد میں نہیں موا اور اُسنے اپنی کردار کا انجام اُٹھایا اور حضرت علی علیہ السلام آپکے خلفا کی طرح اجماعی خلیفہ نہیں تھے بلکہ وہ تو خلیفہ بلا فصل رسول اللہ ہیں۔ اور تیرے اس اخفا کرنے سے مروان اور عثمان کی کرتوت کہیں چھپ سکتی ہے۔ اور تیرا مذہب علانیہ خارجی ہے +

عرضیہ دعوے دفعہ ۳۶ - جسوقت بنی ہاشم نے حضرت عثمان کو شہید کرا دیا اور انکا زور ہو گیا تو اُنہوں نے حضرت عثمان کی لاش کو بھی مسلمانوں کے قبرستان جنت البقیع کے اندر دفن ہونے نہ دیا بلکہ جنت البقیع کے باہر جو یہودیوں کا قبرستان تھا اس میں دفن کیا اور تین چار روز کے بعد وہ قبر اکھاڑ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی لاش کو جنت البقیع کے اندر دفن کیا +

جوابدعوےٰ بجواب دفعہ ۳۶ - کا جزو اول جو ہے اسکا جواب بمقدم الذکر دفعہ کے جواب میں دیا گیا ہے - اور آپکی مائی عائشہ صدیقہ آپ کے عثمان کو نعثل یہودی کے ساتھ مثال دیتی تھیں - اگر آپ اسکو صدیقہ مانتے ہیں تو پھر اسکے نعثل ہونے میں آپکو کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اور اگر وہ صدیقہ نہ تھیں تو پھر عثمان کو جو آپ کا دل چاہے بنا لیویں - اور تو لکھتا ہے کہ ہاشمیوں کو زور حاصل ہو گیا تھا اور انہوں نے اُس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا اور پھر کونسی کمزوری ہاشمیوں کو ہو گئی تھی کہ تین روز کے بعد وہ جنت البقیع میں دفن کیا گیا - اور مائی عائشہ صاحبہ کے کہنے کے مطابق اس کی لاش مزابل پر پڑی رہی تھی کیونکہ یہی عثمان اُنکے بھائی محمد بن ابوبکر کو قتل کرانا چاہتا تھا ؛

عرضی دعوےٰ دفعہ ۳۷ - حضرت عثمان کا پڑدادازاد بھائی امیر معاویہ دمشق شہر کا حاکم تھا حضرت عثمان کی شہادت کے وقت جو کرتہ اُن کے بدن پر خون آلودہ ہو گیا تھا - وہ کرتہ اُتار کر امیر معاویہ کے پاس دمشق میں بھیجا گیا جس وقت وہ کرتہ امیر معاویہ کے پاس پہنچا تو اُس نے اُس کو دیکھکر نوحہ کرنا شروع کر دیا اور ہر جمعہ کے روز وہ کرتہ جامع مسجد میں تمام مسلمانوں کو دکھایا جاتا تھا - اور بنی ہاشم نے حضرت عثمان کو شہید کر کے خلافت حاصل کرنے میں جو ظلم کیا تھا - اس کا تذکرہ کیا جاتا تھا -

جوابدعوےٰ بجواب دفعہ ۳۷ - یہہ صحیح طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ معاویہ اور عثمان یک جدی تھے - اور یہہ امر صحیح ہے کہ چند مفسدوں نے معاویہ کے پاس عثمانی کرتہ جس کو مسلمانوں نے عثمان کی بدکرداری کی وجہ سے خون آلود کیا تھا اسکو معاویہ کے پاس دمشق میں بھیجدیا گیا اور معاویہ حضرت علی علیہ السلام کا دشمن تھا وہ لوگوں کو مقابلہ حضرت علی علیہ السلام کیواسطے بہانہ کر کے لڑانے کے واسطے کوشاں رہا مگر لطف یہہ ہے کہ نوحہ کرنا جو کہ مذہب اہل سنت کے نزدیک نہایت بُرا قرار دیا گیا ہوا ہے اور معاویہ نوحہ کرتا تھا - اسواسطے جملہ اہل سنت کو بھی اتباع معاویہ کرتے ہوئے نوحہ کرنا چاہیئے - مگر ہاں چند اہل سنت نے بوقت نفاذ اولٹ پلٹ نوحہ کیا - اور چونکہ یہہ دشمن حضرت امام حسینؑ ہیں اسواسطے ان کے واسطے نوحہ سے منع کرنا خالی از دو امور سے نہیں ہے ایک تو حسینی تذکرہ سے ان کے بزرگوں کی توہین ہوتی ہے اور اُنکا اخلاق حمیدہ نظر آجاتا ہے اسواسطے منع کیا جاتا ہے اور دوسرا وہ دراصل امام حسینؑ کا نام سُننا یا لینا پسند نہیں کرتے اسواسطے منع کرتے ہیں حالانکہ نوحہ کرنا اہل سنت کے واسطے نہایت ضروری امر ہے ؛

عرضیہ دعوےٰ دفعہ ۳۸ - چونکہ تمام لوگوں نے متفقہ طور پر حضرت عثمان کو خلیفہ سوم مقرر کیا ہوا تھا اور انکو اس طرح سازش کر کے شہید کیا گیا تھا - اور نیز حضرت عثمان کے تمام عزیز و اقارب جو مدینہ منورہ میں تھے - انکو بھی شہید کیا گیا تھا - اس لئے

تمام مسلمانوں نے عموماً اور بنی امیہ نے خصوصاً بنی ہاشم کی اس کارروائی کو ناجائز قرار دیا اور ارادہ کیا کہ حضرت عثمان کے قتل کے قصاص میں محمد بن ابوبکر کو قتل کیا جاوے +

جواب دعوےٰ بجواب دفعہ ۳۸ یہہ امر غلط ہے۔ کہ تمام لوگوں نے عثمان کو خلیفہ مقرر کیا تھا اور نہ ہی لوگوں کے اختیار میں تعین خلیفہ ہے تعین خلیفہ خدا کے حکم سے ہے۔ چونکہ فعل عثمان اس قابل تھا۔ کہ اسکو اور اُسکے معاونین کو مسلمان قتل کرتے اور یہ غلط ہے کہ مسلمانوں نے بنوہاشم کے خلاف قتل عثمانی سے اظہار ناراضگی کیا۔ اور اگر بنوہاشم سے اظہار ناراضی تھا تو ابوبکر کے لڑکے کو جوکہ ہاشمی نہ تھا کیوں بنوامیہ اور اسکے معاون قتل کرنے کے واسطے اس کو طلب کرتے۔ اور جو لوگ اسوقت طرفداران معاویہ تھے وہ مسلم نہ تھے +

عرضی دعوےٰ دفعہ ۳۹ - مدینہ منورہ سے دمشق تک چالیس روز کا راستہ ہے۔ اسلئے حضرت عثمان کی شہادت کی خبر مدینہ منورہ سے دمشق تک پہنچنے اور حضرت امیر معاویہ کو فوجوں کو ساتھ لے کر دمشق سے مدینہ منورہ تک پہنچنے میں قریباً ایک سال کا عرصہ ہوگیا جس عرصہ میں بنی ہاشم نے طرح طرح سے اپنے آپکو مضبوط کرلیا +

جواب دعوےٰ بجواب دفعہ ۳۹ - معاویہ کا مدینہ منورہ پر حملہ کرکے آنا منافی ایمان معاویہ ہے۔ اور معاویہ کا طریق عمل آپ کے اصحاب ثلاثہ سے بھی نہایت دوری پر ہے۔ کیونکہ اُنہوں نے اپنے اقارب کو ولیعہد نہ بنایا تھا۔ اور اسنے مسلمانوں کا حاکم اپنا یزید مقرر کیا جوکہ نہایت بدترین خلائق تھا اسواسطے یہہ فعل معاویہ مبنی بر ایمان و دیانت تھا +

عرضی دعوےٰ دفعہ ۴۰ حضرت امیر معاویہ جسوقت فوجیں لیکر مدینہ منورہ میں آیا تو اُس کے مقابل میں حضرت علی بھی اپنی فوجیں لیکر سامنے ہوا اور فریقین کے بزرگ لوگوں نے جنگ سے منع کیا اسوقت حضرت امیر معاویہ نے کہا کہ میں حضرت علی کی بزرگی کو تسلیم کرتا ہوں مگر چونکہ میرا بھائی عثمان شہید کیا گیا ہے اسلئے اُسکا قصاص دیدیا جاوے اور محمد بن ابوبکر کو حوالہ کیا جاوے مگر چونکہ محمد بن ابی بکر حضرت علی کا داماد تھا۔ جس لئے بعدازاں اس کے بیٹے قاسم کی بیٹی ام فروہ پنجم امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین کے ساتھ بیاہی گئی تھی۔ نیز اسکی کوشش کا نتیجہ تھا کہ حضرت عثمان کے بعد حضرت علی خلیفہ ہوئے تھے۔ نیز قصاص میں وہ شخص قتل کیا جاتا ہے جو شخص کہ اپنی تلوار سے کسی دوسرے شخص کو قتل کرے اور حضرت محمد بن ابوبکر کی نسبت یہہ یقین نہ تھا۔ کہ اسنے اپنے ہی ہاتھ سے حضرت عثمان کو شہید کیا تھا اسلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابوبکر کو قصاص میں دینے سے انکار کردیا اور اس کا نام ایک قومی جنگ رکھا +

جواب دعوےٰ بجواب دفعہ ۴۰ - بقول تمہارے مذہب کے بھی خلیفہ رسول اللہ

جس کی خلافت فریقین کے نزدیک مسلمہ امر ہے معاویہ کا مقابلہ کرنا اور مدینہ پہ فوج کشی کرنا خالی از بے ایمانی نہ تھا۔ اور یہ بھی تسلیم کیا جاوے کہ حضرت علی نے بھی مقابلہ کیا تھا تو وہ رفع شر و حفاظت خود اختیاری تھے۔ اور معاویہ بھی بزرگی حضرت علی علیہ السلام کو تسلیم کرتا تھا تو اُس جیسا بدکردار بھی کوئی ہو سکتا ہے کہ بزرگ کا مقابلہ کرے اور بقول تمہارے بھی محمد بن ابی بکر قاتل عثمان نہ ٹھیرا تو اُسکو قصاص میں طلب کرنا تیرے معاویہ کی بددیانتی پر ہی مبنی ہے۔ نیز محمد بن ابی بکر داماد عمر تھا نہ کہ داماد حضرت علی۔ اور ایسا جھوٹا دعوئ قصاص کا کرنا آپ کے ہی آقا معاویہ کا کام تھا ٭

عرضی دعوے دفعہ ۴۱۔ جس وقت اس قسم کی گفت و شنید ہو رہی تھی اور نامہ اور پیغام جاری تھا۔ اور فوجیں ایک دوسرے کے سامنے پڑی تھیں اُس وقت بنی ہاشم کے بعض افراد نے امیر معاویہ کے ہمراہیوں میں سے ایک دو شخصوں کو جو انکے دشمن تھے تیر کا نشانہ بنا کر مارا جس لئے حضرت علی اور معاویہ کے درمیان جنگ شروع ہو گئی اور صلح اس امر پہ ہوئی کہ حضرت علی مدینہ منورہ میں حکومت کرے اور باہر کے اسلامی ممالک کے ساتھ کوئی سروکار نہ رکھے اور معاویہ حضرت علی کے اخراجات کیواسطے ایک خاص رقم دیا کرے ٭

دفعہ ۴۲۔ چونکہ حضرت معاویہ کے تابعداروں کو مدینہ منورہ اور مکہ شریف میں جانا ہوتا تھا۔ اور انکے قریبی رشتہ دار تمام ہلاک ہو چکے تھے۔ اسلئے یہ صلح چند روز ہی رہی اور پھر کئی بار جنگ ہوتی رہی اور امیر معاویہ دمشق میں رہا۔ اور حضرت علی مدینہ منورہ میں ٭

جواب دعوے۔ بجواب دفعہ ۴۱/۴۲ یہ قابل تسلیم نہیں ہے کہ ابتدائے جنگ ہاشمیوں کی جانب سے ہوئی اور نہ تو دمشق سے۔ معاویہ تو بنو ہاشم لڑتے تھے۔ اور بنو امیہ تو مدتوں سے بنو ہاشم کے دشمن تھے۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ حضرت نے صرف مدینہ پر حکمرانی تسلیم کی تھی۔ بلکہ معاویہ جیسا عہد شکن اور مکار اور دشمن علی علیہ السلام اور آل نبی ع نہ تھا۔ اور نہ معلوم کہ بنو امیہ اور انکے معاونین کا مدینہ میں یا مکہ میں آنا کیا باعث لڑائی تھا۔ خلیفۂ رسول اللہ پر جنگ کرنا جنگ رسول اللہ سے تھا اور اذیت رسول تھی۔ اسواسطے بموجب آیہ یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ ملعون ہوا۔ اور مدتوں کو تو کوئی پتہ ہی نہیں حضرت علی علیہ السلام تو کہیں نہیں بھی رہتے مگر ملک کو سوائے مدینہ منورہ کے اور کچھ یاد نہیں۔

عرضی دعوے۔ دفعہ ۴۳۔ چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل کو قصاص میں نہ دیا گیا تھا اسلئے عام مسلمان حضرت علی کے اس فعل کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے

اور حضرت کے تابعداروں کو رافضی یعنے رفض پھیلانے والے اور خلاف قرآن دستور جاری کرنے والے کہتے تھے۔ اور چونکہ حضرت علی کے تابعدار بمقابلہ مسلمانوں کے بہت تھوڑے تھے۔ اسلیئے مسلمان انکو شیعہ یعنے گروہ یا فرقہ کے نام سے پکارتے تھے

جواب دعوے بجواب دفعہ ۳۴ — ملاں نہ تیرا ٹھکانہ ہے اور نہ تیرے کلام کا۔ پہلے تو نے اقبال کیا ہے کہ محمد بن ابی بکر اصل قاتل نہ تھا اور کبھی کہتا ہے کہ ہاشمیوں نے عثمان کو قتل کرایا تھا۔ کبھی کہتا ہے کہ ہاشمیوں نے قتل کیا تھا۔ اور بوقت قصاص طلبی کسی ہاشمی کو طلب نہیں کیا گیا بلکہ مدعیان قصاص تو محمد بن ابوبکر کو طلب کرتے تھے۔ اور بقول تمہارے اوسپر جرم بھی عاید نہ ہوتا تھا۔ تو اس حالت میں جو لوگ حضرت علی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے وہ مسلم نہ تھے اور اُن کا یہ فعل خارج از اسلام تھا۔ اور لفظ رافضی سب سے پہلے اُن ملعونوں نے اون نیکوکار مومنوں کیواسطے وضع کیا تھا کہ جب حضرت موسیٰ علیہم السلام اپنے بھائی حضرت ہارون کے سپرد کرگئے لوگوں کو تھے اور جو لوگ گوسالہ پرست ہوگئے اُنہوں نے ان لوگوں کو جو کہ تابعدار حضرت ہارون تھے اونکو رافضی کہا تھا اسی طرح سے وہ لوگ جو کہ اتباع کنندگان حضرت علی کو رافضی کہتے تھے وہ مثل اس اُمت گوسالہ پرستوں کی سی ہے نیز اس بات اور طریق عمل سے ثابت حدیث صحیح کا معیار ہوگیا کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ اور بعد نبی آپکو گوسالہ پرستی مبارک ہو۔ نیز اس دفعہ میں ملاں کہتا ہے کہ بوجہ تھوڑے ہونے کے حضرت علی کے گروہ کو شیعہ کہا گیا ہے اور یہ امر غلط ہے کہ شیعہ خلاف قرآن دستور جاری کرنے والے تھے وہ خارجی یہ تو تو نے وہ بکواس کی کہ جس سے تو نے حضرت علیہ السلام پر تہمت دی حالانکہ حدیث صحیح جو کہ آپکی کتب میں بھی موجود ہے القرآن مع علی و علی مع القرآن پس ثابت ہوا کہ انکے مدمقابل معاویہ و جماعت سنیت جو در اصل خارجی ہیں وہ خلاف قرآن تھے۔

عرضی دعوے دفعہ ۴۴ — اور چونکہ حضرت علی کے مقابلہ میں حضرت امیر معاویہ کی کوئی حیثیت نہ تھی اور حضرت امیر معاویہ کے تابعدار حضرت علی کی تابعداری نہیں کرتے تھے۔ بلکہ امیر معاویہ کی تابعداری کرتے تھے۔ اسلیئے امیر معاویہ کے تابعداروں کو حضرت علی کے تابعدار خارجی یا خارج اسلام کے نام سے پکارتے تھے۔

جواب دعوے بجواب دفعہ ۴۴ — چونکہ علمبردار یزید و معاویہ نے خود تسلیم کرلیا ہے کہ بمقابلہ علی علیہ السلام کے معاویہ کی کوئی حیثیت نہ تھی یہ حیثیت اسلامی ہے کہ دنیاوی جس سے ثابت ہوا کہ وہ مسلم نہ تھا۔ اور بموجب حدیث صحیح جو

من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ۔

پس اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہوا کہ معاویہ اور اس کے ساتھین بوجہ عدم

معرفت امام خارجی اور خارج الاسلام صحیح طور پر ہیں ؛

عرضیدعوے دفعہ ۵۴ - اور اس طرح حضرت علی کی حیاتی میں مسلمانوں کے تین فرقے تھے اول مسلمان جو حضرت علی کی خلافت کو تسلیم کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ حضرت علی حضرت عثمان کے قاتل کو قصاص میں دیدیوے - دوم رافضی جن کو شیعہ بھی کہتے تھے جو حضرت علی کی خلافت کو تسلیم کرتے تھے - اور رضامند تھے کہ حضرت عثمان کے قاتل کو قصاص میں نہ دیا جاوے اور یہ بنی ہاشم تھے - سوم خارجی جو حضرت علی کی خلافت کو تسلیم نہ کرتے تھے - بلکہ امیر معاویہ کی طرف ہو کر حضرت علی کو مجبور کرنا چاہتے تھے - تاکہ وہ حضرت عثمان کے قاتل کو قصاص میں دیدیویں - اس میں بنی امیہ کے لوگ اور دمشق کے امیر شامل تھے +

جوابدعوے بجواب دفعہ ۵۴ کا جزو اول بالکل غلط ہے بلکہ اسوقت ایک تو شیعہ فرقہ جو کہ ابتدائے اسلام سے تھے وہ اور دوسرے اشاعرہ تھے اس تنازعہ کے وقت اشاعرہ سے بعض تو اس خیال پر تھے - کہ ہم نہ تو معاویہ کے طرفدار ہیں اور نہ ہی ہم علی کی جانب ہیں اور بعض اشاعرہ خارجی ہو کر مخاصمت ہمراہ خلیفہ مطلق جو کہ برحق خلیفہ حضرت رسولخدا کا تھا اس سے پرخاش ہوئی اور اپنا نام سنت رکھا اور وہی خارجی ہیں کیونکہ حدیث صحیح میں ہے کہ یا علی انت و شیعتک خیر البریہ ان احادیث کو ملاحظہ کرتے ہوئے ازالۃ الخفا میں اسکا محدث دعویدار ہے کہ ہم وہ شیعہ ہیں نہ کہ رافضی اور عثمان کے قاتل کے قصاص کی نسبت بارہا جواب دیا گیا ہے -

عرضیدعوے دفعہ ۴۶ - حضرت علی کرم اللہ وجہ کی یہ دلی خواہش تھی کہ وہ خلیفہ چہارم ہیں اسلئے اپنے خلفا کی مانند رکھ سکتے - اور مدینہ منورہ کے علاوہ دیگر اسلامی ممالک پر بھی حکومت کریں اور اسلئے وہ مدینہ منورہ سے بہت دور دور جاتے تھے اور کوفہ میں تھے اور نماز پڑھتے شہید کئے گئے تھے +

جوابدعوے بجواب دفعہ ۴۶ کاش کہ ملاں یہ تو بتا دیتا کہ دیگر صحابہ کو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور حضرت علی کو کرم اللہ وجہ کیوں پکارتے ہیں - اور نہ حضرت علی علیہ السلام پہلے خلفاء کی مانند خلیفہ تھا اور نہ انکی خواہش انکے مطابق تھی - اور حضرت علی بقول ملاں دور دراز کی گشت کرتے تھے یہ غلط ہے بلکہ اسوقت دار السلطنت ہی کوفہ میں تھے اور تیرے پیشوا معاویہ اور قطامہ ملعونہ و دیگر خوارج کے مشورہ سے بحالت نماز جو کہ خدا کا کام تھا شہید ہوئے اور اس مشورہ کے جملہ مشیر قابل لعن ہوئے

عرضیدعوے دفعہ ۴۷ - حضرت علی کی حیاتی میں رافضی کا لقب انکے تابعداروں سے کم ہوتا گیا اور جسوقت وہ شہید کئے گئے تو صرف شیعہ کے نام سے انکے تابعدار پکارے جاتے تھے اور خارجی کا لقب حضرت امیر معاویہ کے تابعداروں سے اوتار کر وہ صرف

مسلمانان کی بابت نتیجہ

جواب دعوے بجواب دفعہ ۴۷ ۔ نہ حضرت علی علیہ السلام کے تابعدار رافضی ہیں نہ ہی معاویہ کے تابعدار مسلم ہیں اور نہ آپ کے دعوے کے مطابق یہ عوام مسلمان کہلاتے ہیں تو ثابت ہوا کہ آپ وہ واقعی خارجی ہیں جو قبل ازیں بھی خوارج تھے بقولے شخصیے سے گرہمیں مکتب است و ایں ملاں ۔ کار طفلاں تمام خواہد شد ۔

عرضی دعوے دفعہ ۴۸ ۔ حضرت علی کے بعد آپ کا بیٹا امام حسن تخت نشین ہوا مگر چونکہ اسلام میں تفرقہ پڑ چکا تھا ۔ اور بنی امیہ یعنی حضرت امیر معاویہ اور اسکے ساتھی حضرت علی اور آپ کی اولاد کی تابعداری کرنا پسند نہیں کرتے تھے اسلئے حضرت حسن کو تمام مسلمانوں کی طرف سے خلیفہ رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کا لقب نہ ملا اور چونکہ امام کے معنے پیشرو ۔ آگے چلنے والے کے ہیں اسلئے لوگوں نے حضرت حضرت علی کو شیعہ فرقہ کا پہلا امام قرار دیا ۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دوسرا امام قرار دیا اور اسطرح حضرت امام حسن دوسرے امام مقرر کئے گئے تھے ۔

جواب دعوے بجواب دفعہ ۴۸ ۔ جو تعریف امامت ملاں نے کی ہے وہ حقیقت اور اصلیت سے کوسوں دور ہے ۔ امامت نص ہے نہ کہ اجماعی اور تعین امام خدائی ہوتا ہے ۔ جیسا کہ انی جاعلک للناس اماما اور واقعی بنو امیہ اور ان کے معاونین خارجی دشمن علی اور اسکی اولاد کے ہیں ۔ جو کہ تاحال موجود ہیں جو اپنا ثبوت ہر سال قبل از محرم و ایام محرم میں اپنی خوش اخلاقی سے پیش کرتے ہیں ۔ اور انکار امامت خارج از اسلام ہے ۔ اور ابراہیمی ملت بھی امامت پر موقوف ہے ۔

عرضید عوے دفعہ ۴۹ ۔ چونکہ حضرت امام حسن نے دیکھ لیا تھا ۔ کہ حضرت علی نے چھ سال تک حضرت امیر معاویہ سے جنگ کی اور فائدہ نہیں ہوا ۔ اس لئے اُنہوں نے گوشہ نشینی اختیار کی اور مدینہ منورہ میں رہے ۔ انہوں نے ۹ سال تک خلافت کی ۔ اور مرجانے کے بعد مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے قبرستان جنت البقیع

جواب دعوے بجواب دفعہ ۴۹ ۔ پہلے تو مولوی صاحب نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت امام حسن خلیفہ نہ ہوئے ۔ بلکہ امام ہوگئے ۔ اور اب تسلیم کرتا ہے کہ نو سال تک خلیفہ رہے مزید برآں اس سے بھی ثابت ہوا کہ معاویہ خلیفہ نہ تھا ۔ اور اس قصہ کو جو کہ معاویہ نے حضرت امام حسن پاک کو شہید کرایا اور اسکو اخفا کیا اور جو کچھ واقعہ انکے دفن کیوقت مولوی صاحب کے بزرگوں نے کیا اسکو بھی اخفا کیا ۔ کیا یہ رعایت ملاں نے اپنے بزرگوں کی نہیں کی ذرا تیر زنی کا قصہ ہی لکھ دیتے کہ فرزند رسول کی نعش پر آپکے بزرگوں نے کیا ہوا تھا ۔

عرضید عوے دفعہ ۵۰ ۔ حضرت امام حسن کے بعد آپکا چھوٹا بھائی حضرت امام حسین تیسرا امام مقرر ہوا ۔ اُسکو کوفہ والوں نے خط بھیجا کہ ہم آپ کو بادشاہ تسلیم کرینگے ۔ اسلئے وہ ملک گیری کے ہوس میں مدینہ منورہ سے کوفہ کی طرف

روانہ ہوئے - اندنوں یزید بن معاویہ دمشق کا حاکم تھا - اسکو کوفہ کے حاکم نے اطلاع کی کہ کوفہ والوں نے حضرت امام حسین کو مدینہ منورہ سے طلب کیا ہے - تاکہ اپنا بادشاہ بنا دیں - یزید بن معاویہ نے اس اطلاع کے پہنچنے پر مدینہ منورہ سے جو راستہ کوفہ کو جاتا تھا اسکی ناکہ بندی کردی تاکہ حضرت حسین کوفہ میں نہ جا سکیں

جواب دعوے بجواب دفعہ ۵۰ حضرت امام حسین کی امامت مثل امامت حضرت خلیل الرحمن تھے - اور کوئی خط کوفیوں کا اس امر پر نہ تھا کہ ہم امام حسین کو بادشاہ بناوینگے - اور نہ ہی حضرت امام حسین ملک گیری کی ہوس میں گئے تھے - اور اگر بادشاہت کیواسطے جاتے تو چھوٹے چھوٹے بچے ہمراہ خود نہ لیجاتے - اور اس قدر قلیل آدمی جو کہ بوقت شہادت بوڑھے و جوان بچے کل بہتر ہوں اس سپاہ پر بادشاہت کیواسطے نہیں گئے تھے بلکہ اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو پار کرنے کیواسطے گئے تھے - اور پار کی جیسے کہ آپکے مذہب کا ایک بڑا بھاری عالم و زاہد حضرت معین الدین چشتی تحریر کرتا ہے کہ شعر شاہ است حسین شہنشاہ است حسین ؏ دین است حسین دین پناہ است حسین ؏ سرداد نداد دست در دست یزید ؏ واللہ کہ بنائے لا الہ است حسین ؏

عرضی دعوے دفعہ ۵۱ - مدینہ منورہ سے جو راستہ مذکور آتا ہے - وہ راستہ مختلف ریگستانوں سے گذرتا ہوا آتا ہے - اور جس وقت وہ راستہ دریائے فرات کے کنارہ تک پہنچتا ہے - تو اس سے پہلے سات روز کی راہ ریگستان ہے جس میں پانی نہیں ملتا - اور تمام قافلہ والوں کیلئے ضرور ہوتا ہے کہ اپنے ہمراہ پینے کا پانی اٹھا لیویں اور اس راستہ میں صرف اونٹ ہی چل سکتا ہے کیونکہ اونٹ کو جب پانی پلایا جاوے تو تین چار روز تک بغیر پانی پیئے گذارہ کرسکتا ہے اور اس ریگستان میں رات اور دن سفر کرکے چوتھے دن پانی کے چشموں

جواب دعوے بجواب دفعہ ۵۱ - مولوی صاحب کو اتنا بھی علم نہیں ہے کہ روانگی امام حسین علیہ السلام کی نسبت آپکو پتہ ہو کہ جب آنجناب عراق کو روانہ ہوئے تھے تو آیا مدینہ منورہ سے چلے تھے یا کہ بیت اللہ شریف سے راستہ کا پتہ مدینہ سے دیتے ہیں یہ تو آپکی جغرافیہ دانی اور مبلغ علم ہے اور یہ امر قابل تسلیم ہے کہ وہ جگہ ریگستان ہے اور ایسے ریگستانوں میں اونٹ کا چلنا جو مولوی صاحب نے لکھا ہے سوائے مولوی صاحب کے اور کوئی نہیں جانتا کہ اونٹ کے سوا ایسا راستہ طے کرنا مشکل ہے -

عرضی دعوے دفعہ ۵۲ حضرت امام حسین جس وقت پانی کے چشموں سے چل کر اس ریگستان کو عبور کرکے دریائے فرات کے کنارہ پر پانی ملجانے کی امید پر پہنچے

تو انکو خلافِ امید یہہ دکھلائی دیا کہ یزید بن معاویہ کی فوج دریائے فرات کے کنارے پر اُتری ہوئی ہے۔ اور اُنھوں نے امام حسین کو پانی پینے کی اجازت نہ دی اور چاہا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ یزید بن معاویہ کی اطاعت قبول کریں مگر انہوں نے قبول نہ کی نتیجہ اُس کا یہہ ہوا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ مع دیگر ساتھیوں کے میدان کربلا میں شہید کرائے گئے۔

جواب دعوے بجواب دفعہ ۵۲ یہہ غلط ہے کہ امام حسین علیہ السلام تو امید پانی کے واسطے دریائے فرات پر پہونچے تھے حضرت کو بعلم امامت ہر ایک چیز کا علم تھا۔ مگر آپ کی امامت چیزے دگر ہے اور پایہ امامت کبرا ایک چیزے دگر۔ مگر ملاں بیچارہ امامت کو کیا جانے بھلا مولوی آپکے ہاں تو کرامت اور ولایت ایک بے نماز غیر شرع ایرا۔ غیرا۔ نتھو خیرا ہر ایک ولی و صاحب کرامت ہوں اور امام حسینؑ کو کوئی پتہ ہی نہ ہو اور پانی کی امید پر دریائے فرات پر پہنچیں اور خلافِ امید پانی نہ ملے۔ ذرا اپنی ہی کتابوں کو ملاحظہ تو کرو و ذرا شواہد النبوۃ ملاں جامی و دیگر کتب سے معلوم تو کرو کہ امام حسین علیہ السلام کیسا باکرامت و ولی اللہ تھا اور پانی سے مانع ہونا یہہ تو آپکا اور آپکے بزرگوں کا شیوہ ہے مگر یزید جیسے فاسق و فاجر کی بیعت تمہارے ہاں جائز ہے مگر ابن رسول اللہ کے ہاں ہرگز ہرگز جائز نہیں اور امام حسین علیہ السلام صرف دشمن دین کے ہاتھ سے قتل نہیں ہوئے بلکہ فتح اسلامی وہ کی جان دیگر عزیز دیگر ہر ایک چیز کو دین محمدی پر قربان کرکے کشتی دین محمدی کو پار کیا اور جو کوئی اس کشتی پر سوار ہوا وہ پار ہوا اور جنے تخلف اس کشتی کا کیا وہ غرق ہوا آگ میں سو تو اور تیرے ہمخیال جو کشتی یزید پر سوار ہیں وہ غرق ہوئے آگ میں۔ بموجب حدیث صحیح مثل اہلبیتی کمثل سفینۃ نوحؑ من رکبہا نجیٰ ومن تخلف عنہا غرق وھویٰ۔

عرضی دعوے دفعہ ۵۳ چونکہ یہہ واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جسکو ۲۷ سال کا عرصہ ہو چکا تھا سب سے اہم ترین واقعہ تھا کیونکہ اسکے بعد بنی ہاشم میں ابد تک طاقت نہ رہی کہ حکومت لے سکیں۔ نیز اسلئے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ اسوقت تمام مسلمانوں میں افضل تھے۔ اور اپنے وطن مدینہ سے دُور اور اپنے خویش و اقارب سے جدا کئے گئے ہوئے تھے۔ اور انکو اور اُن کے ساتھیوں کو پانی جیسی نعمت سے محروم کرکے شہید کیا گیا۔ اسلئے یہ فعل یزید بن معاویہ اور اُس کے ساتھیوں کا سخت حقارت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا اور شیعہ فرقہ جسکا زور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی گوشہ نشینی اور حضرت امام حسین کی گیاراں سالہ امامت میں جنگ نہ کرنے سے کم ہوگیا تھا تازہ ہوگیا۔ اور جگہ بجگہ شیعہ فرقہ بڑھنا شروع ہوا ٭

جوابدعوےٰ بجواب دفعہ ۵۳ معلوم ہوا کہ مولوی کو علم ریاضی میں خوب مہارت ہے ۳۵ہجری میں تو ملاں مرنا عثمان کا بیان کرتا ہے اور ۶۱ھ میں جبکہ محرم کی ۱۰۔ تاریخ جو کہ اسلامی حساب سے بالکل شروع سال ہوتا ہے اسکی تفاوت ۲۷ سال بیان کرتا ہے حالانکہ اگر کسی دوسری جماعت پرائمری کے طالبعلم کو یہ تفریق کا سوال دیا جاوے تو اغلب ہے کہ وہ بھی اس تفاوت کو بیان کردیوے۔ یہ قابلیت آپکے ہی حصہ میں ہے وہ ازراہِ عداوت ملاں نے تحریر کیا ہے کہ بنی ہاشم کی طاقت تا ابد بیکار ہوگئی تھی اور کبھی بھی قابل حکومت نہ رہی یہ بھی غلط ہے پہلے تو ہمکو جوابدیا گیا ہے کہ امام حسین بغرض حکومت نہ گئے تھے بلکہ دنیا ء دون سے تو وہ بزرگوار ازحد نفرت کرنے والا تھا اور اسوقت بنو ہاشم کی طاقت جبکہ وہ بادشاہ بھی ہوئے اسوقت طاقت کہاں سے آئی تھی چنانچہ تاریخ کے ملاحظہ سے ثابت ہوتا ہے کہ خاندانِ سادات اس ملک ہندوستان پر بھی حکمران رہا۔ مزید برآں شیعہ وسنی اس بات پر متفق ہیں کہ امام آخرزمان سرکار حجۃ اللہ مہدی ہادی معظّم اسلام بنو ہاشم سے ہیں اور وہ حکمران ہوں گے اور اسکا دین غالب ہوگا نمعلوم ابدتک طاقت کا صلب ہونا خلاف مذہب سنت وجماعت بھی کہا ہے اور یہ جو تو نے تحریر کیا ہے کہ فعل یزید اور اُسکے ساتھیوں کا حقارت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ اس سے تو یزید وغیرہ بھی تم پر اظہار ناراضگی کرینگے۔ اور ادھر اہلبیت علیہم السلام کا تو تو دشمن مسلمہ ہے اسواسطے تم نہ ادھر کے رہے اور نہ اُدھر کے بقول شاعر۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ نہ اِدھر کے رہے اور نہ اُدھر کے رہے

عرضی دعوے دفعہ ۵۴۔ شیعہ فرقہ کا زور ہوتے ہی انہوں نے یزید بن معاویہ اور اسکے ساتھیوں کو خارجی کے لقب کے ساتھ پکارنا شروع کیا اور پھر فریقین میں جنگ ہوئی یزید بن معاویہ اور اس کی فوجوں کو شکست ہوگئی مگر چہارم امام زین العابدین بن سوم امام حسین رضی اللہ عنہ کو حکومت دمشق نصیب نہ ہوئی اور مذہبی اعتقاد کے رو سے وہ بزرگ اور واجب التعظیم سمجھے جاتے تھے۔ اور مدینہ منورہ میں ہی رہتے تھے

جوابدعوے بجواب دفعہ ۵۴۔ چونکہ اسوقت کا اسلام ہی شیعہ تھا اور یزید ودیگر معاونین یزید دراصل ہی وہ خارجی تھے نہ کہ کسی کے کہنے کے مطابق وہ خارجی تھے اور نہ امامت کے لئے شرط بادشاہی ہے اور نہ کبھی امام زین العابدین اس سلطنت کے خواہاں ہوئے اور اعتقاد کے رو سے جبکہ امام زین العابدین بقول مدعی واجب التعظیم تھے۔ تو کیا انکے آباؤ اجداد حسین وعلی علیہم السلام واجب التعظیم نہ تھے بلکہ وہ تو اس سے بھی بزرگتر تھے۔ اب ثابت ہوا کہ جو انکے خلاف ہیں یا تھے وہ سب خارج از اسلام ہیں اور یزید نے تو اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کا خارجی ہونا خوب ثابت کردیا ہے کیونکہ جب امام مقید ہوکر اُس ملعون کے دربار میں

میں پہنچے اور وہ ملعون دُرِ دندان امام حسین علیہ السلام پر چھڑی مار کر یہہ بکواس کرتا تھا کہ آج اگر معاویہ و ابوسفیان و حرب ہوتے تو میرے ان ہاتھوں کو چومتے اور وہ کیسے دشمن تھے بقولے شاعر ؎ آیا نشنیدی کہ از وسہ کس بہ پیمبر چہ رسید پدر او دُرِ دندان پیمبر بشکست ؛ مادر او جگر عم پیغمبر بمکید ؛ او بنا حق حق داماد پیمبر بگرفت ؛ پسرِ او سرِ فرزند پیمبر ببرید ؛ آیا زیں بر سہ قوم لعنت بکنی ؛ شرمت باد لعنۃ اللہ علیہ وھو آل یزید ؛

عرضی دعوے دفعہ ۵۵ - جس وقت یزید بن معاویہ کو شکست ہوگئی اور اسکے ساتھیوں کا زور گھٹ گیا تو اس امر کی ضرورت ہوئی کہ مسلمان باہمی خانہ جنگی کو ترک کر دیویں اور اپنے فوت ہوئے بزرگوں کی ہڈیوں پر جرح یا قدح نہ کریں بلکہ اُنکو عزت کی نگاہ سے دیکھا کریں کیونکہ خدا تعالےٰ کا بھی فرمان ہے - پارہ ۲۸ سورہ حشر رکوع دوم والذین جاءُ من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین آمنوا ربنا انک رءوف الرحیم - ترجمہ اور واسطے انکے جو آئے انکے پیچھے کہتے ہوئے اے رب بخش ہمکو اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے آگے پہنچے ایمان میں اور نہ رکھ بیچ ہمارے دلوں کے بیر ایمان والوں کا اے رب تو ہی ہے نرمی والا مہربان

جوابدعوے بجواب دفعہ ۵۵ - یہہ قابل تسلیم نہیں ہے کہ کبھی شیعوں نے خارجیوں کو مسلم یا مومن تسلیم کیا ہو اور یہہ بکواس مدعی کی ہے کہ مسلمانوں نے اس خانہ جنگی جسکو مدعی بیان کرتا ہے ترک کر دی اور نہ کوئی حوالہ دیا ہے اور نہ کبھی مسلمانوں کے یزید وغیرہ بزرگ ہو سکتے ہیں مگر ہاں اس سے انکار نہیں کہ وہ خارجیوں کے بزرگ ہیں - اور جو آیہ مبارکہ قرآن کریم سے پیش کی گئی ہے وہ ان لوگوں کے واسطے نہیں ہے جو خارج از اسلام ہوں وہاں پر شرط ایمان ہے یعنے مومنوں کے واسطے ہے نہ کہ آپکے ان بزرگوں کے لیئے جنکو تم بنانا چاہتے ہو بلکہ وہ تو اس آیہ مبارکہ کے مصداق ہو سکتے ہیں - ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا وغضب اللہ علیہم ولعنہ اللہ علیہم اعد لہم عذابا عظیما - ترجمہ - جو کوئی جان بوجھکر مومن کو قتل کر دیوے تو جزا اُس کی ہے ہمیشہ کیواسطے جہنم جو رہیگا ہمیشہ اُس میں اور اللہ کا غضب ہے واسطے اسکے اور لعنت ہے اللہ کی اُسپر اور سوا ہے دوزخ کے اُسپر

عرضی دعوے دفعہ ۵۶ - جو لوگ اس باہمی خانہ جنگی کو دُور کرتے تھے اور اس آیت کی تابعداری میں کسی کو بُرا کہنا نہیں چاہتے تھے - انہوں نے اپنا نام اہلسنت والجماعت رکھا اہلسنت اسلیئے کہ وہ آیت قرآن مجید کی تابعداری میں کسی کو برا کہنا نہیں چاہتے تھے - اہل جماعت کہ اسوقت کے تمام مسلمان اس بات پر متفق تھے کہ مرے ہوئے کو برا کہنا نہیں چاہیئے اور اسلام کے مخالفوں کے مقابلہ میں جمع ہو کر کام کرنا چاہیئے

جوابدعوے بجواب دفعہ ۵۶ مدعی اس مقام پر تسلیم کرتا ہے کہ جو لوگ کسی کو

برا کہنا نہیں چاہتے تھے وہ اہل سنت وجماعت تھے اور یہہ غلط ہے کہ مرے ہوئے کو جو کہ برا ہو اوسکو برا نہ کہا جاوے یہ خلاف عقل ہے - اور جو لوگ مسلمہ طور پر دشمن صحابہ مخالف تھے اور اب وہ مرے ہوئے ہیں مثل ابوجہل وغیرہ کیا اب بوجہ انکے مرجانے کے انکو بجائے برا کہنے کے بھلا کہا جاوے اور یہہ نہیں بتایا کہ اسلام کے مقابلہ پر جمع ہوکر کیا کام کرنا چاہتے تھے شاید وہ یہہ کام ہو کہ خانہ بیت اللہ کو بھی خالی از بدعت نہ چھوڑا جاوے اسپر چار مصلے ان چاروں اماموں کے نام پر بدعتی طور پر بنائے جاویں - یا ان کے خلیفہ صاحب عبدالملک

عرضی دعوے دفعہ ۵۷ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سے مسلمانوں نے اپنا نام اہل سنت والجماعت رکھا تھا - اور وہ بزرگان سلف میں سے کسی کو بھی برا نہیں کہتے تھے - اور چونکہ یہہ ایک لمبا نام تھا اسلیئے اختصار کے طور پر اس فرقہ کے لوگوں کو سنی کہا جاتا تھا - یعنی اہل سنت کے تابعدار یا قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت کی تعمیل میں کسی شخص کو برا نہ کہنے والے -

جوابدعوے بجواب دفعہ ۵۷ - اب تو مدعی بیان کرتا ہے کہ بعد از شہادت حسین لفظ اہل سنت والجماعت مسلمانوں نے وضع کیا اور پہلے تحریر کرتا ہے کہ مذہب اسلام سے اہل سنت فرقہ قدیم ہے - نہ معلوم کہ انکی پہلی بات درست ہے یا یہہ بہرحال ان دو متضاد اقوال سے ایک تو ضرور جھوٹا ہے - اور مندرجہ بالا آیت واسطے مومنین کے ہے - نہ کہ ان لوگوں کے واسطے کہ جن کا ایمان پایہ ثبوت کو نہیں پہونچا +

عرضی دعوے دفعہ ۵۸ - ان دنوں ایک شخص محمد بن نعمان کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے جو ایک بڑا عالم تھا - اپنا تخلص حنفیہ رکھا اور اس تخلص کی تائید میں کہا کہ قرآن مجید میں حنیفاً مسلماً یعنے حنیف مسلمان کئی جگہ آیا ہوا ہے - اسلیئے میں بھی حنیف مسلمان ہوں اوس کی یہہ کارروائی دوسرے مسلمانوں نے بھی پسند کی اور انہوں نے بھی اپنے آپکو حنیف مسلمان کہلانا چاہا - جس کو حنفی مسلمان کہتے ہیں اور اس طرح اہل سنت کا نام حنفی مسلمان مشہور ہوا تھا اور سب لوگ حنفی مسلمانوں میں شامل ہوگئے -

جوابدعوے بجواب دفعہ ۵۸ - نہ تو یہہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ جسکی جانب اشارہ مؤلف عرضی دعوے ہے کہ اُس کا نام محمد تھا - مگر خیر غلط نام کا تحریر کرنا یہہ تو عمداً انکی عادت ہے یا بوجہ لاعلمی مگر ہاں اُس کا نام نعمان بن ثابت تھا - اور یہہ تسلیم نہیں کیا جاتا کہ وہ بڑا عالم تھا - بلکہ وہ تو ایک ایسا عالم تھا کہ مسائل جس کے بیان کئے ہوئے خلاف شریعت محمدیہ ہیں - جیسا کہ اشتہار مؤلفہ مولوی ابوسعید عفی عنہ حنفی المذہب بار اول مطبوعہ شانتی سٹیم پریس راولپنڈی سے جسکی نقل مسائل نسبت مسائل مندرجہ ذیل سے ثابت ہوسکتا ہے - اور اُس نعمان کا اپنے واسطے تخلص حنفی قائم کرنا ثابت کرتا ہے کہ قبل ازیں یہہ فرقہ اہل سنت حنفی نہ تھے اور دراصل حنفی وہ ہیں جو ملت ابراہیم علیہم السلام پر ہیں جیسے شیعہ مومنین اور جنکی صداقت شیعہ لوگ نماز ادا کرتے

رفت انی وجہت وجہی للذی الخ سے دیتے ہیں۔ اور آپکے بزرگوں کی وضع کی ہوئی نماز سبحانک اللھم سے شروع ہوتی ہے اور نقل اشتہار مندرجۂ ذیل سے آپکے امام کی شریعت کا اظہار ہوتا ہے ذرا ضرور ملاحظہ فرمانا۔

نقل اشتہار مذکورہ دربارۂ مسائل

امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مسئلے معہ نمبر شمار و حوالہ کتابہائے فقہ وصفحہ و نام مطابع

(۱) امام اعظم کے نزدیک امام نبیوں ولیوں فرشتوں بلکہ تمام نیکوں بدوں فاسقوں فاجروں (یعنے چور جوار ئے شرابی زانی وغیرہ بدکاروں) کے برابر ہے کسی کے ایمان میں کمی زیادتی نہیں۔ بحوالہ فقہ اکبر صفحہ ۱۱۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری حنفی صفحہ ۱۰۵۔ شرح عقائد النسفی ۔

(۲) امام اعظم کے نزدیک مدینہ منورہ حرم (یعنی عزت کی جگہ) نہیں ہے مانند حرم مکہ معظمہ کے۔ دیکھو ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق حنفی دہلوی مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱ و ۳

(۳) امام اعظم کے نزدیک ذمی جزیہ دینے والہ اگر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دیوے تو بھی لعن کے لائق نہیں ہو سکتا دیکھو رد المختار دہلوی صفحہ ۲۷۹۔ ہدایہ صفحہ ۵۷۸ شرح وقایہ صفحہ ۱۸۳ کنز صفحہ

(۴) امام اعظم کے نزدیک ذمی جزیہ دینے والہ اگر جزیہ دینے سے انکار کر دے یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو بھی اسکا عہد ذمی ہونے کا نہیں ٹوٹتا۔ ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۵۷۸ شرح وقایہ صفحہ ۱۸۳۔ کنز الدقائق صفحہ ۱۹۲ ٭

(۵) امام اعظم کے نزدیک زانیہ عورت کی خرچی حلال ہے اور جو اجرت دیکر زنا کرے اُسپر حد شرعی بھی نہیں ہے۔ حاشیہ شرح وقایہ صفحہ ۲۹۸ فتاوے قاضیخان جلد ۴ صفحہ ۴۰۶۔ کنز صفحہ ۱۶۸ ٭

(۶) امام اعظم کے نزدیک جھوٹی گواہی گذر اکر بیگانی عورت کے لے لینے اور اس سے صحبت کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۱۹۳ و جلد ۲ صفحہ ۱۲۵ شرح وقایہ صفحہ ۱۳۷۔ کنز صفحہ ۲۵۰ فتاوے عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۷۔ در المختار صفحہ ۴۸۳۔ فتاوے قاضیخان

(۷) امام اعظم کے نزدیک اگر بیاہا ہوا زنا کے جرم میں پکڑا جاوے تو اسکو سنگسار نہ کرنا چاہیئے۔ ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۹۔ شرح وقایہ صفحہ ۱۶۲۔ کنز صفحہ ۱۶۵۔ در المختار صفحہ ۲۵۰۔ فتاوے عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۱

(۸) امام اعظم کے نزدیک کتے کی بیع جائز ہے فتاوے قاضیخان جلد ۳ صفحہ ۳۳۹ - دیکھو ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۸۵ - شرح وقایہ صفحہ ۲۲۰ - کنز صفحہ ۲۲۲ رد المختار جلد ۴ صفحہ ۲۲۴ - فتاوے عالمگیری جلد ۳

(۹) امام اعظم کے نزدیک شراب کا سرکہ بنانا درست ہے اور اسکا کھانا پینا حلال ہے - ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۳۴۵ - شرح وقایہ صفحہ ۳۴۶ کنز صفحہ ۳۴۵ - ہدایہ جلد ۴ صفحہ ۱۳۴ - رد المختار صفحہ ۱۹۰ فتاوے عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۱۵۲ -

(۱۰) امام اعظم کے نزدیک اگر قوت حاصل کرنے کی نیت سے شراب پی جاوے تو درست ہے - ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۴۸۱ - کنز صفحہ ۳۵۶ شرح وقایہ صفحہ ۵۴۴ رد المحتار جلد ۵ صفحہ ۲۹۱ فتاوے عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۱۵۴ - فتاوے قاضیخان جلد ۴ صفحہ ۲۶۰ ما لا بد منہ

(۱۱) امام اعظم کے نزدیک محرمات ابدی یعنی ماں بہن - بیٹی خالہ - پھوپھی وغیرہ سے جان بوجھکر نکاح اور صحبت کرے تو بھی اسپر حد شرعی نہیں آتی ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۴۹۶ تحفۃ العجم - کنز اردو صفحہ ۱۷۵ - ہدایہ مترجم فارسی .

(۱۲) امام اعظم کے نزدیک وضو میں عمامہ پر مسح کرنا درست ہے - ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۱۰۹ - کنز صفحہ ۱۱ - اردو منیۃ المصلے صفحہ ۴۴ شرح الوقایہ صفحہ ۲۲ -

(۱۳) امام اعظم کے نزدیک نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنی فرض نہیں ہے - نمازی خواہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا اور نماز خواہ جہری ہو یا سری - ہدایہ شرح وقایہ در المختار وغیرہ کتاب الصلوۃ ۞

(۱۴) امام اعظم کے نزدیک نماز میں آمین پکار کر کہنی مکروہ ہے نمازی خواہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا - فتاوے عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۰۹ - ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۷۰ جامع الرموز جلد ۱ صفحہ ۶۸ ۞

(۱۵) امام اعظم کے نزدیک رفع یدین کرنا وقت رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھاتے اور تیسری رکعت میں ہاتھ باندھنے کے درست نہیں ہے - دیکھو ہدایہ شرح الوقایہ کیدانی قدوری وغیرہ باب الصلوۃ +

(۱۶) امام اعظم کے نزدیک تومہ یعنی رکوع سے اٹھکر سیدھا کھڑا ہونا اور قعود یعنے پہلے سجدہ سے اٹھکر سیدھا بیٹھنا اور جلسہ استراحت یعنے پہلی اور تیسری رکعت میں دونوں سجدوں سے اٹھکر سیدھا بیٹھکر کھڑا ہونا کوئی بھی فرض نہیں - ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۴۷ شرح وقایہ صفحہ ۳۹ رد المحتار جلد ۱ صفحہ ۴۳ فتاوے عالمگیری صفحہ ۲۶ و ۲۷ - کنز الدقائق و قدوری ۞

(۱۷) امام اعظم کے نزدیک نماز کو آہستگی سے ٹھہر ٹھہر پڑھنا فرض نہیں - ہدایہ جلد ۱

صفحہ ۱۷ عالمگیری فتاوے جلد ۱ صفحہ ۲۶ ٭

(۱۸) امام اعظم کے نزدیک فجر کی سنتیں جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد مسجد کے دروازہ پر پڑھکر جماعت میں شامل ہونا چاہیئے - دیکھو ہدایہ جلد ۱ کنز صفحہ ۱۴ فتاوے عالمگیری

(۱۹) امام اعظم کے نزدیک ایک رکعت وتر پڑھنا جائز نہیں - ہدایہ جلد ۱ عینی جلد ۱.

(۲۰) امام اعظم کے نزدیک جو شخص تین رکعت وتر پڑھے اسکو چاہیئے کہ دو رکعت پڑھکر تشہد میں بیٹھے - عینی جلد صفحہ ۲۲ ٭

(۲۱) امام اعظم کے نزدیک گاؤں میں جمعہ پڑھنا درست نہیں - ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۱۴۲ شرح وقایہ صفحہ ۱۵ کنز صفحہ ۴۳ ٭

(۲۲) امام اعظم کے نزدیک اندھے کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ ہے - ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۱۸ شرح وقایہ صفحہ ۲۰ کنز صفحہ ۲۹ ٭

(۲۳) امام اعظم کے نزدیک نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ نہ پڑھنی چاہیئے - فتاوے قاضیخاں جلد ۱ صفحہ ۹۳ ردالمحتار جلد ۱ صفحہ ۵۸۶ - فتاوے عالمگیری صفحہ ۹۵ جلد ۱ شرح وقایہ

(۲۴) امام اعظم کے نزدیک بچہ کو ڈھائی برس تک ماں کا دودھ پلانا حلال ہے - ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۰ شرح وقایہ صفحہ ۲۶ کنز صفحہ ۱۰۸ ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ فتاوے عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۲۳ ٭

(۲۵) امام اعظم کے نزدیک عقیقہ کرنا جائز نہیں بلکہ مکروہ ہے - فتاوے عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۱۳۲ جامع الصغیر ٭

(۲۶) امام اعظم کے نزدیک فرض روزہ کی نیت بجائے رات کے دن کو روزے کیوقت تک کر سکتے ہیں - ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۲۱۳ شرح وقایہ صفحہ ۲۷۴ کنز صفحہ ۶۵ ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۸۱ فتاوے عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۷ ٭

(۲۷) امام اعظم کے نزدیک اگر کسی کی چیز پڑی ہوئی ملجاوے تو بجائے سال بھر کے صرف چند روز ہی اس کا تشہیر کرنا کافی ہے - ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۴۵۲ وغیرہ

(۲۸) امام اعظم کے نزدیک اگر کسی کا کھویا ہوا اونٹ ملجاوے تو اسکا پکڑ رکھنا بھی جائز ہے - ہدایہ جلد ۲ - صفحہ ۵۳۴ شرح وقایہ وغیرہ -

(۲۹) امام اعظم کے نزدیک اگر کوئی چاہے شہر والا اپنی قربانی نماز عید سے پہلے کرنی چاہے تو قربانی کے جانور کو شہر سے باہر بھیجدے اس حیلہ سے نماز صبح کے بعد ہی کر سکتا ہے - ہدایہ مترجم جلد ۴ صفحہ ۹ ٭

(۳۰) امام اعظم کے نزدیک اگر کوئی شخص اپنی زمین کو کسی کھیتی کرنے والے کو دیوے تو اسکی پیداوار میں سے تہائی چوتھائی حصہ مقرر کرکے جائز نہیں ہے - ہدایہ جلد ۴ صفحہ ۵۰ - شرح وقایہ صفحہ ۳۳۴ کنز الدقائق صفحہ ۳۳۱ ردالمحتار جلد ۵ - صفحہ ۱۷۴ - فتاوے عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۱۰ ٭

ناظرین میں نہیں جانتا کہ ہمارے حنفی مذہب کے یہہ قیاسی مسئلے کس کس آیت اور حدیثہ سے لئے گئے ہیں ۔

(۳۱) حنفی مذہب میں ہے کہ فرض کرو اگر کسی شخص نے حضرت ابوبکر صدیق یا حضرت عمر یا حضرت عثمان یا حضرت علی کو شہید کر دیا تو بھی وہ مسلمانی سے نہیں نکلتا ہے ۔ دیکھو شرح فقہ اکبر مُلا علی قاری حنفی صفحہ ۸۶ ٭

(۳۲) حنفی مذہب میں ہے ۔ کہ فرض کرو اگر کوئی شخص حضرت امام حسینؑ کے شہید کردینے کا حکم دیوے تو بھی ایسا شخص کافر نہیں کہا جا سکتا ہے ۔ دیکھو شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ ۸۷ ٭

(۳۳) حنفی مذہب میں ہے اگر کسی کی نکسیر بند نہ ہوتی ہو تو اُسکی پیشانی پر خون یا پیشاب سے قرآن مجید لکھنا جائز ہے ۔ فتاوے سراجیہ جلد ۳ صفحہ ۱۳ رد المحتار جلد ۱ صفحہ ۱۴۰ ۔ فتاوے قاضیخان جلد ۴ صفحہ ۳۶۳ ۔ عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۱۳۴

(۳۴) حنفی مذہب میں ہے کہ اگر بکری کا بچہ سوُرنی کے دودھ سے پالا جاوے تو اُس کا کھانا حلال ہے ۔ دیکھو غایۃ الاوطار ترجمہ اردو درالمختار جلد ۴ صفحہ ۱۹۶

(۳۵) حنفی مذہب میں ہے کہ گدھی کا دودھ پاک ہے ۔ اور اسکو صحیح کہا گیا ہے ۔ دیکھو منیۃ المصلے مترجم اردو صفحہ ۵۹ ٭

(۳۶) حنفی مذہب میں ہے ۔ کہ قاضی ابویوسف کے نزدیک سؤر کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے ۔ اور اس کی بیع جائز ہے ۔ اور اُسپر نماز پڑھنی بھی درست ہے ۔ دیکھو منیۃ المصلے مترجم اردو صفحہ ۳۵ ۔ صفحہ ۶۸ و ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۲۲ شرح وقایہ صفحہ ۱۴ ٭

(۳۷) حنفی مذہب میں ہے کہ اگر کتا گیدڑ وغیرہ حرام جانور بسم اللہ پڑھکر ذبح کئے جاویں تو پاک ہو جاتے ہیں اور انکی کھال پر نماز پڑھنی درست ہے ۔ دیکھو فتاوے قاضی خاں جلد ۱ صفحہ ۱۱ منیۃ المصلے مترجم اردو صفحہ ۵۴ ٭

(۳۸) حنفی مذہب میں ہے ۔ کہ ذبح کئے ہوئے کتے بھیڑئے وغیرہ حرام جانوروں کی ہڈیوں کا ہار پہنکر نماز پڑھنی درست ہے ۔ دیکھو منیۃ المصلے مترجم اردو صفحہ ۵۴

(۳۹) حنفی مذہب میں ہے کہ ذبح کئے ہوئے کتے وغیرہ حرام جانوروں کی کھال پہنکر نماز پڑھنی درست ہے ۔ ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۲۲ شرح وقایہ صفحہ ۱۴ ٭

(۴۰) حنفی مذہب میں ہے ۔ کہ اگر نماز میں سلام پھیرنے کی بجاے جان کر گوز مارے تو درست ہے ۔ نماز ہو جاتی ہے ۔ دیکھو ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۹۲ شرح وقایہ صفحہ ۴۳ ۔

(۴۱) حنفی مذہب میں ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی دبر میں انگلی وغیرہ اسطرح پر داخل کرے کہ اُسکا ایک کنارہ باہر رہے اگر وہ خشک نکلے تو اُسکا وضو نہیں ٹوٹتا ۔ فتاوے قاضیخاں صفحہ ۲۶ ۔ غایت الاوطار صفحہ ۷۰ ٭

(۴۲) حنفی مذہب میں ہے ۔ کہ اگر ہاتھ پر کوئی ناپاکی مثل شراب و منی وغیرہ کے

لگ جاوے تو اسکو تین بار چاٹنے سے ہاتھ پاک ہو جاتا ہے۔ فتاوے قاضیخاں صفحہ ۱۶۔ مترجم منیۃ المصلے صفحہ ۶۳ ٭

(۴۳) حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر شراب کو کھانے کی ہانڈی میں ڈالیں یا شراب میں کوئی کھانے کی چیز ڈال کر کچھ سرکہ ملاویں جب وہ ترش ہو جاوے تو اُس کا کھانا درست ہے۔ فتاوے قاضیخاں جلد ۱ صفحہ ۱۴ ٭

(۴۴) حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر شراب کے مٹکے میں چوہا پڑ جاوے اور پیٹ پھٹنے سے پہلے نکال لیا جاوے تو اُس شراب کا سرکہ بنا کر کھا لینا درست ہے۔ فتاوے قاضی

(۴۵) حنفی مذہب میں ہے۔ کہ جس ملک کے کافروں سے مسلمانوں کی لڑائی ہو اُن سے مسلمانوں کو سود کھانا درست ہے ٭ ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۹۶۔

(۴۶) حنفی مذہب میں ہے کہ مُشت زنی کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ غایۃ الاوطار جلد ۱ صفحہ ۵۱۵۔ فتاوے قاضیخاں جلد ۱ صفحہ ۱۰۰

(۴۷) حنفی مذہب میں ہے کہ اگر تسکین کی غرض سے مشت زنی کیجاوے تو درست ہے۔ قاضیخاں جلد ۱ صفحہ ۱۰۰۔ فتاوے برہنہ جلد ۲ صفحہ ۱۸۔ ۱۹۔

(۴۸) حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر کوئی شخص چوپائے یا مرد یا عورت یا چھوٹی بچی سے بدفعلی کرے اور انزال نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا اور اُسپر غسل واجب نہیں ہوتا۔ دیکھو فتاوے قاضی خاں جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۵ و منیۃ المصلے

(۴۹) حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اپنے ذکر پر کپڑا لپیٹ کر روزہ کی حالت میں عورت سے صحبت کرے اگر کپڑا سخت رہے تو اُسپر نہ روزہ کی قضا لازم ہے۔ اور نہ غسل آتا ہے۔ دیکھو فتاوے برہنہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۸ ٭

(۵۰) حنفی مذہب میں ہے کہ اگر کوئی غیر مُکلّف مرد مکلفہ عورت سے زنا کرے تو اُن دونوں پر مطلق حد شرعی نہیں ہے۔ غایۃ الاوطار جلد ۲ صفحہ ۲۱۶ ٭

(۵۱) حنفی مذہب میں ہے کہ عورت کی فرج پیشابگاہ کی رطوبت اندر کا پانی پاک ہے۔ غایۃ الاوطار جلد ۱ صفحہ ۱۵۱۔ ۱۶۲ ٭

(۵۲) حنفی مذہب میں ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کسی کے پاس رہن رکھدے اور مرتہن اُس سے زنا کرے۔ تو اُسپر حد شرعی نہیں اگرچہ وہ جانتا بھی ہو کہ یہ لونڈی مجھ پر حرام ہے۔ دیکھو ہدایہ مترجم فارسی جلد ۲ صفحہ ۳۰۲۔ ۳۰۳ ٭

(۵۳) حنفی مذہب میں ہے کہ روزہ کی حالت میں اگر سوتی ہوئی عورت سے جماع کیا جاوے تو دونوں پر روزہ کا کفارہ نہیں پڑتا۔ دیکھو فتاوے قاضی خاں جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ و غایۃ الاوطار جلد ۱ صفحہ ۵۱۵ وغیرہ ٭

(۵۴) حنفی مذہب میں ہے کہ اگر ایک شخص ملک مغرب میں اور ایک عورت ملک مشرق میں ایک سال کی مسافت پر رہتے ہوں ان دونوں کا نکاح کسی نے پڑھا دیا

اب اگرچہ اس مرد مغربی کو اُس عورت مشرقی سے صحبت کرنے کی نوبت نہیں آئی پھر بھی تاریخ نکاح سے چھ ماہ بعد ہی اگر وہ عورت بچہ جنے تو وہ بچہ صحیح النسب تصور کیا جاوے گا اور بلکہ اس مرد کی کرامت سمجھی جاویگی۔ دیکھو غایۃ الاوطار جلد ۲ صفحہ ۲۴۰ و فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۳۳۸ ؎

(۵۵) دیوانی عورت سے جماع کیا جاوے تو دونوں پر کفارہ دینا نہیں آتا فتاوے قاضی خان جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ غایۃ الاوطار جلد ۱ صفحہ ۵۱۵ ؎

(۵۶) حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر کوئی شخص آدمی کے بچہ کو گود میں لے کر نماز پڑھے تو مکروہ ہے ہاں اگر کتے بلی کو یا ذبح کرکے اس کے گوشت کو لے کر نماز پڑھے تو درست ہے۔ دیکھو منیۃ المصلے مترجم فارسی صفحہ ۱۰۲ ۱۲۳ و کیدانی و صلوٰۃ الرحمن صفحہ ۳۵ ۔ ۴۴ و قاضی خان وغیرہ ؎

(۵۷) حنفی مذہب میں ہے کہ گونگا اگر زنا کرے تو اُسپر حد شرعی نہیں ہے۔ دیکھو غایۃ الاوطار جلد ۲ صفحہ ۱۰۴ وغیرہ ؎

(۵۸) حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر انڈا مرغی کے پیٹ سے نکلتے ہی کسی پانی یا شوربے میں گر پڑے یا کسی مردار بکری میں سے بچہ یا کھیس نکل کر کسی پانی یا شوربے میں گر پڑے تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ دیکھو منیۃ المصلے مترجم فارسی صفحہ ۴۷، صلوٰۃ الرحمن صفحہ ۴۵ ؎

(۵۹) حنفی مذہب میں ہے کہ اگر مرد نے اپنی دبر میں یا عورت نے اپنی فرج میں انگلی یا لکڑی چلائی اور وہ سوکھی نکلی تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۶۰) حنفی مذہب میں ہے کہ اگر کسی نے ذکر کو چھو لیا تو اُس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ غایۃ الاوطار جلد ۱ صفحہ ۶۹ و نور الہدایہ ؎

(۶۱) حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر کسی چارپایہ کی فرج کو ہاتھ لگایا اور انزال ہو گیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ غایۃ الاوطار جلد ۱ صفحہ ۵۱۵ ؎

(۶۲) حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر عورت سے فرج کے سوا اور جگہ مثلاً بغل ران ناف وغیرہ میں وطی کی اور انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ غایۃ الاوطار جلد ۱ صفحہ ۵۱۱ ۔ ۵۱۵ و کنز ؎

(۶۳) حنفی مذہب میں ہے کہ اگر کسی شخص نے بار بار کسی عورت کی شرمگاہ کی طرف نظر کی اور انزال ہو گیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ غایۃ الاوطار

(۶۴) حنفی مذہب میں ہے کہ اگر نماز کی حالت میں کتے بلی کو چمکار لیوے یا گدھے کو ہانک لیوے تو بھی نماز نہیں ٹوٹتی۔ بحر الرائق وغیرہ باب ما یفسد الصلوٰۃ و ما لا الخ ؎

(۶۵) حنفی مذہب میں ہے۔ کہ وہ کوا جو دانہ کھاتا ہے اور وہ کوا جو دانہ

دیکھو غایۃ الاوطار جلد ۱ صفحہ ۵۱۵ ؎ جلد ۱ صفحہ ۵۱۵ ؎

اور مردار کھاتا ہو حلال ہے بلکہ ایک قول میں ہے کہ جھینگا ڈر بھی حلال ہے۔ نور الہدایہ مترجم اردو شرح وقایہ جلد ۴ صفحہ ۵۹ وعینی و عالمگیری ÷

(۶۶) حنفی مذہب میں ہے کہ ایک درم برابر نجاست غلیظ مثل پاخانہ یا پیشاب و خون وغیرہ یا مثل پیشاب گدھے و بلی و چوہے وغیرہ کے لگ جاوے تو نماز ہو جاتی ہے۔ اور اگر انگلی پر گوہ لگجاوے تو چاٹ لینے سے پاک ہو جاتی ہے۔ نور الہدایہ صفحہ ۹۷ و غایۃ الاوطار صفحہ ۱۵۰ وغیرہ ÷

(۶۷) حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر کسی کی لکڑیاں یا گھاس چرا لاوے یا میوہ یا کھڑی کھیتی چرا لاوے یا مسجد کا دروازہ چرا لاوے یا کسی کا قرآن چرا لاوے یا کسی کا لڑکا چرا لاوے یا بیت المال سے چوری کر لاوے تو ان تمام چیزوں کے چور کو شرعی سزا نہ دیجاویگی اور اس کے ہاتھ نہ کاٹیں گے۔ نور الہدایہ مترجم اردو شرح وقایہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۴ و ۱۲۵ مطبوعہ نظامی کانپور

(۶۸) حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر کوئی شخص بسم اللہ شریف کے قرآن کی آیت ہونے سے انکار کرے تو بھی وہ مسلمان ہی رہتا ہے۔ غایۃ الاوطار جلد ۱۔ صفحہ ۲۲۹ و نور الانوار معہ شرح صفحہ ۷ ÷

(۶۹) حنفی مذہب میں ہے کہ اگر ذبح کی ہوئی بکریوں کے گوشت میں مردار بکریوں کا گوشت ملجاوے تو بھی انکا کھا لینا درست ہے دیکھ بھال کر کھالیوے۔ نور الہدایہ اردو شرح وقایہ صفحہ ۱۴۳ ÷

(۷۰) حنفی مذہب میں ہے۔ کہ اگر جنبی آدمی یا حائضہ عورت بے غسل ناپاکی کیحالت میں قرآن مجید کو دعا کی نیت سے پڑھ لیں یا کم پوری آیت سے قرآن سمجھکر ہی پڑھیں تو درست اور جائز ہے۔ منیۃ المصلے مترجم فارسی صفحہ ۲۶ و نور الانوار معہ شرح قمر الاقمار صفحہ ۷ ÷

(۷۱) حنفی مذہب میں ہے کہ اگر کسی نابالغ لڑکی سے نکاح کیا اور صحبت کر کے طلاق دیدی اور بعد گذرنے عدت کے بالغ ہو کر اس لڑکی نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔ اب اس شوہر اول کو باوجود اس سے صحبت کر کے طلاق دینے کے اس اپنی مطلقہ عورت کی لڑکی سے بھی نکاح کر لینا جائز ہے۔ ایسا ہی اگر کسی نابالغ لڑکے نے اپنی باپ کی جورو سے جماع کیا تو باپ پر بھی وہ عورت حلال ہے حرام نہ ہوگی۔ دیکھو غایۃ الاوطار ترجمہ اردو

(۷۲) حنفی مذہب میں ہے کہ تصویر کا نماز کیحالت میں پیچھے کی طرف یا پیر کے نیچے ہونا مکروہ نہیں۔ بلکہ اگر تصویر دار کپڑا پہن کر نماز پڑھے تو بھی جائز ہے۔ دیکھو نور الہدایہ جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۶ ÷

(۷۳) حنفی مذہب میں ہے کہ اصیل عورت کو زبردستی باندھی بنا کر زنا کر

سے حد شرعی نہیں آتی - غایۃ الاوطار جلد ۲ - صفحہ ۱۶ ۴ +

(۷۴) حنفی مذہب میں ہے کہ اگر ڈوم ڈفالی بغیر مقرر کئے اُجرت لیوے یا شادی بیاہوں میں لیوے تو جائز ہے - دیکھو غایۃ الاوطار جلد ۴ صفحہ ۱۴۳

(۷۵) حنفی مذہب میں ہے کہ اگر امام یا خلیفہ زناء کے جرم میں پکڑے جاویں تو اُن پر حد شرعی نہیں ہے - دیکھو غایۃ الاوطار جلد ۲ صفحہ ۱۴۷ +

عرضی دعوے دفعہ ۵۹ - چونکہ اہل شیعہ اہلسنت والجماعت کے عقائد کے خلاف تھے - اور حضرت علی کے وقت ہی سے وہ دوسرے مسلمانوں کو بُرا کہنا ایک لازمی امر سمجھتے تھے اسلئے جسوقت انہوں نے دیکھا کہ تمام لوگ اہلسنت والجماعت کے عقیدہ کو پسند کرکے حنفی مسلمان ہو رہے ہیں تو انہوں نے بھی اپنے عقاید کو ترقی دینے کی تجویز کی جو یہ تھی - کہ حضرت امام حسین کی شہادت کے واقعہ سے شیعہ فرقہ کا زور بڑھنا شروع ہوا - اسلئے اُنہوں نے اس واقعہ کو نسلاً بعد نسلٍ یاد رکھنے کے لئے کہ جس روز حضرت امام حسین شہید ہوئے تھے - اسکا تذکرہ سال بسال کرنا شروع کیا - اور اس طرح محرم کی ۱۰ تاریخ کو شیعہ فرقہ کے لوگ حضرت امام حسین کی شہادت کا تذکرہ کرنے لگے تھے - اور چونکہ دوسرے مسلمان بھی حضرت امام حسین کی شہادت کے بارہ میں یزید اور اس کے ساتھیوں کی کارروائی کو ناجائز قرار دیتے تھے - اسلئے اُس روز وہ بھی حضرت امام حسین کی شہادت کا تذکرہ کرتے تھے - اور اس طرح تمام دنیا کے مسلمانوں میں حضرت امام حسین کی شہادت کا تذکرہ سال بسال کرنا شروع ہو گیا

جواب دعوے بجواب دفعہ ۵۹ واقعی شیعہ اہلسنت کے عقائد کے خلاف ہیں کیونکہ خدائے سُنیاں بڑا بوجھ والا اور اپنی ٹانگ کو جہنم میں ڈالنے والا بھی بیان ہوا ہے - نیز نبوت سُنیاں خاطی و گنہگار کو بھی عطا ہو سکتی ہے - مگر شیعوں کا خدا ان عیوب سے بری ہے - اور نبوت شیعوں کی بری از خطا ہے - نیز یہ بھی غلط ہے کہ تمام لوگ اہل سنت کے عقیدہ کو پسند کرتے تھے اور اب بھی عقاید سُنیان کی وہی حالت ہے کہ لوگ سنیوں سے شیعہ ہو رہے ہیں - اور قصہ امام حسینؑ کو مہمل طور پر بیان کرنے کی وجہ مؤلف عرضیدعوے کی یہ ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کی توہین کا باعث تھی اسواسطے اس کو مہمل طور پر بیان کیا گیا ہے +

عرضیدعوے دفعہ ۶۰ ابتداء میں ذکر صرف زبانی کلمات پر تھا - مگر بعد ازاں جسوقت شیعہ فرقہ والوں کو عروج ہوا تو انہوں نے اس واقعہ کی یاد میں جس طرح یزید والوں نے حضرت امام حسین کے ساتھ بدسلوکی کی تھی - اُسکی نقل میں تعزیہ بنا تھا کہ تعزیہ کے روبرو شہادت کا تذکرہ کرنے کا دستور جاری کیا اور اسی طرح تعزیہ بنا کر اون کے روبرو تذکرہ شہادت پڑھنے کی رسم جاری ہوئی تھی +

جواب دعوے بجواب دفعہ ۶۰ - تذکرۂ امام حسین علیہ السلام ہر طرح شہید

خواہ تعزیہ کے سامنے یا کسی دیگر طریق جواز ہے اور اس تعزیہ وغیرہ کا بنانا جائز اور درست ہے جیسا کہ سورہ سبا پارہ ۲۲ قرآن مجید میں موجود ہے جو قصہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی نسبت ہے من محاریب و تماثیل ونیز آپکی صحیح بخاری میں حدیث مائی عائشہ صاحبہ کی گڑیاں اور محمل حضرت مائی عائشہ بیوم حج بمقام بیت اللہ اور نقشہ کفش پائے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ یہ چیزیں منسوب بزرگوں کی جانب کر کے اُنکو بھی بزرگ تسلیم کیا جاتا ہے ایسا ہی وہ تعزیہ امام حسینؑ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ نیز غلاف قرآن مجید داخل قرآن مجید و جلد مقوہ و دیگر اشیاء جو کہ ملحقہ قرآن کریم و کلام اللہ ہوتے ہیں انکی تعظیم بہ منسوب ہونے قرآن کریم سے ہے اسی طرح تعزیہ بھی قابل حرمت و عزت ہے۔

عرضی دعوےٰ دفعہ ۶۱ خدا تعالےٰ جس وقت مسلمانوں کو حکومت دی اور انکے بادشاہ بھی رسم تعزیہ داری میں شریک ہوئے۔ تو انکی امداد سے طرح طرح کے تعزئے بنانے کا دستور جاری ہوا اور اسی طرح سے کئی قسم کے تعزیہ بنائے جانے لگے تھے۔

جواب دعوےٰ بجواب دفعہ ۶۱ - بقول مدعی مسلمان بادشاہ جو انکے خلفا اور امیر المومنین ہیں انکی اتباع بھی اہل سنت پر لازم و واجب ہے تو اب جو لوگ تعزیہ سے منع کرتے ہیں گویا وہ اپنے خلفاء و امرا کی توہین کرتے ہیں اسواسطے اہل سنت کو اتباع انکی کرتے ہوئے تعزیہ و ذکر حسینؑ پاک کرنا نہایت ضروری ہے،

عرضی دعوےٰ دفعہ ۶۲ - جس وقت مسلمان ہندوستان میں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ہندؤں کے نزدیک ایک راجہ رامچندر تھا۔ جس کی عورت کا نام سیتا تھا اور اس عورت کو لنکا کے ملک کا راجہ راون لیگیا تھا۔ اور بعد ازاں رامچندر نے راجہ راون کے ساتھ جنگ کی تھی جس میں راجہ راون مارا گیا تھا اور رامچندر جی اپنی عورت کو ملک لنکا سے لے آیا تھا۔ اور ملک ہندوستان کے تمام ہندو راجے ہر سال اس جنگ کی یاد میں دسہرہ ایک بڑا بت بناتے تھے جس کے دس سر ہوتے تھے۔ اور اُسکو راون راجہ کا بت قرار دیکر ایک روز آگ سے جلا دیتے تھے۔ اور اس روز چونکہ ہندؤں کا بہت بڑا بھاری مجمع ہوتا تھا۔ اور اندیشہ تھا کہ ہندو مسلمانوں کو تکلیف دینگے اس لئے ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں نے ہندؤں کے بالمقابل تعزیہ داری کو ایک خاص اہمیت دیکر اسکو شعائر اسلام سے قرار دیدیا اور اس طرح رسوم تعزیہ داری ہندوستان میں ایک نہایت اعلےٰ پیمانہ پر جاری ہوئی۔ جس کی ابتداء حضرت

جواب دعوےٰ بجواب ۶۲ جو بناء تعزیہ داری ہندوستان کی نسبت مدعی نے تحریر کی ہے وہ مثال شاید آپ کے سنی المذہب بادشاہوں کی ہے جو کہ اہل سنت کے خلفاء و امیر المومنین تھے اسواسطے انکی اتباع اہلسنت پر ضروری ہے اور تعزیہ کو جو بت پرستی سے مثال دیگئی ہے وہ مبنی بر جہالت ہے حالانکہ بت ایک ذی روح چیز کی مثال سے ہوتا ہے

اور تعزیہ غیر ذی روح چیز کی مثال ہے۔ اور آپ جسقدر حملہ چاہیں کریں کیونکہ آپکو تو نام حسین پاک سے ضد ہے کیونکہ اس واقعہ کے بیان کرنے اور تعزیہ نکالنے سے آپکے بزرگوں کی توہین ہوتی ہے اسواسطے مثل غزالی آپ بھی منع کرتے ہیں۔ کیونکہ جب یہہ تذکرہ حسینی کیا جاتا ہے تو جو مظالم آپکے بزرگوں نے کئے اونکو ہر دل منصف مزاج بُرا کہنے لگ جاتا ہے اور آپکے بزرگ صحابہ تک نوبت پہنچتی ہے جیسا کہ بقول شخصے ؎

آیا نشنیدۂ این لطیفہ ۔ حسین ابن علیؑ کشتہ در سقیفہؑ ۔ اور جو مثال مؤلف عرضیدعوے نے رامچندر جی اور سیتا کے متعلق بیان کی ہے اسکا اسجگہ پر کوئی تعلق نہیں ہے مگر ہاں شاید آپکے خلفاء یعنے بادشاہوں کی جو تم نے بنائے تعزیہ بیان کی ہے وہ آپکے ہاں ہی ہوگی مسلمانوں کیواسطے یہہ مثال کوئی حجت نہیں ہے۔ اور وہ محمل مائی عائشہ صاحبہ۔

عرضیدعوے دفعہ ۶۳ شیعہ مذہب کے دو دور ہوئے ہیں پہلا اسوقت جبکہ خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے اور خلافت بنو امیہ سے نکل کر بنو ہاشم میں آئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم مقرر ہوئے تھے اور چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قاتل قصاص میں نہیں دیا گیا تھا اسلیئے لوگ حضرت علیؓ کے تابعداروں کو رافضی شیعہ کہتے تھے۔ اور حضرت علی کے خلافت کے زمانہ میں رافضی کے نام کا تذکرہ کم ہوتے ہوتے حضرت علی اور حضرت امام حسنؓ اور امام حسین کی شہادت کے دن سے پہلے رافضی کا نام بہت کم ہوگیا تھا۔ اور جو چند اشخاص تھے وہ اپنے آپکو رافضی کہلانا نہیں چاہتے تھے۔ اور دوسرے مسلمانوں سے تمیز کیلیئے اپنے آپکو شیعہ کہتے تھے۔ اور شیعہ فرقہ کا دوسرا دور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے شروع ہوا جبکہ بنی امیہ والوں نے بنی ہاشم کے سرتاج حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ؞

جوابدعوے بجواب دفعہ ۶۳ ۔ مذہب شیعہ کا دور اسلامی ہے اور نہ ہی قاتل عثمان ہاشمی تھا۔ اور نہ ہی محمد بن ابی بکر جسکو قاتل قرار دیا گیا ہے وہ ہاشمی تھا۔ اور قصاص کی نسبت جواب دیا گیا ہوا ہے۔ اور لفظ رافضی کا جواب بھی قبل ازیں آچکا ہے۔ اور نہ شیعہ رافضی تھے۔ اور نہ ہی لفظ رافضی شیعوں کی جانب منسوب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ رافضی کے معنے اپنے پیشواؤں سے پھرا ہوا کا ہے یہہ تو اپنے

عرضیدعوے دفعہ ۶۴ چونکہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے مسلمانوں میں قدرتی جوش انتقام کا بھرا ہوا تھا۔ اسلیئے وہ امیر معاویہ کے بیٹے یزید کے طرفداروں کو خارجی یا خارج از اسلام ہونے کا لقب دیتے تھے۔ اور جب خارجیون کو شکست ہوگئی اور باقی مسلمانوں نے اپنا نام اہلسنت والجماعت رکھا تو بھی اہل تشیع کو اس سے تسلی نہ ہوئی اور انہوں نے طرح طرح اہلسنت والجماعت کے خلاف ہوکر انکو تکلیفیں دیں اور جنگ کئے مگر خدا تعالےٰ کی قدرت کے آگے انکی کوئی پیش نہ گئی اور انکو دمشق کی حکومت نصیب نہ ہوئی ؞

جواب دعوے بجواب دفعہ ۶۴ - مؤلف عرضی دعوے پہلے دفعہ عرضیہ دعوے میں تحریر کرتا ہے کہ سنی و شیعہ ہر دو فرقے ابتداے اسلام سے ہیں مگر اس دفعہ میں مؤلف مذکور کہتا ہے کہ بعد از شہادت امام حسین مذہب سنت والجماعت بنے - نہ معلوم کہ کونسا بیان مدعی درست ہے اور الحمد للہ کہ ہمارا کہنا درست نکلا کہ فرقہ اہلسنت ابتداے اسلام سے ثابت نہ ہوا اور یہہ قابل تسلیم نہیں ہے کہ سنت و الجماعت و خارجی دو فرقے تھے بلکہ جب ابتداے ہوئی تو اسوقت سنی و خارجی ایک ہی تھے - بعدش سنی اپنے انکو علیحدہ قرار دلوانے لگے اور حکومت کیواسطے کبھی امام حسین ہمارے امام نے لڑائی نہیں کی اور نہ کوئی لڑائی حکومت کے تحت میں ہوئی -

عرضیہ دعوے دفعہ ۶۵ - شیعہ مذہب والے چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفدار تھے - اور حضرت معاویہ کے خلاف تھے - اسلیئے انہوں نے امیر معاویہ کی تحقیر کا ارادہ کیا اور ساتھ ہی اسکے داد ازاد بھائی حضرت عثمان کی بھی تحقیر شروع کردی کیونکہ وجہ مخاصمت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تھی - اور اسلیئے انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بجاے حضرت علی کو خلیفہ ہونا چاہیئے تھا - اور جسوقت حضرت عثمان سے حضرت علی کو بزرگ جتانے کی کوشش کی تو ساتھ ہی خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق اور خلیفہ دوم حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہم کی بھی خلافت کا انکار کرکے انکو غاصب ٹھراکر حضرت علی کرم اللہ وجہ کو حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ بلا فصل قرار دیدیا ٭

جواب دعوے بجواب دفعہ ۶۵ - یہہ قابل تسلیم نہیں ہے - کہ شیعوں نے حضرت علی علیہ السلام کو خلیفہ بلا فصل قرار دیدیا - بلکہ وہ در اصل خلیفہ بلا فصل حضرت محمد الرسول اللہ تھے اور انکی خلافت بلا فصل کو شیعوں نے تسلیم کیا - کیونکہ تقرری خلافت من اللہ ہے نہ کہ اجماعی - اگر اجماعی ہوتی تو اجماع خلیفہ کو مسترد بھی کرسکتا ہے اگر خلافت اجماعی تھی تو کاش کہ حضرت عثمان قرآن جلانے کے وقت اجماع ہی کرلیتے کہ قرآن کو جلانے میں اجماع کی کیا راے ہے - اور امامت و خلافت کا تقرر قرآن سے ثابت ہے - انّی جاعلک للنّاس اماما و دیگر آیہ انّی جاعلٌ فی الارض خلیفہ اور کبھی شیعوں نے ابوبکر کو صدیق و عمر کو فاروق و عثمان کو ذوالنورین[ل‍ه] تسلیم نہیں کیا اور نہ وہ تھے - اور یہہ قابل تسلیم ہے - کہ آپ کے اصحاب ثلاثہ غاصب و خائن و آثم تھے - بلکہ انکا خلیفہ اول تو زیر تسلط شیعان تھا

عرضی دعوے دفعہ ۶۶ - اور اصحاب ثلثہ کو غاصب ٹھرانا یہہ شیعہ مذہب کے عقائد کی ابتداے حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد شروع ہوئی تھی - کیونکہ حضرت محمد الرسول اللہ کے زمانہ میں کوئی شیعہ نہ تھا - اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ

[ل‍ه] رسالہ "النظر" میں ذوالنورین کی لطیف توجیہ کی گئی ہے جو قابل دید اور لائق داد ہے -

میں بھی کوئی شیعہ نہ تھا - اور سنہ ۳۵ ہجری میں جبکہ حضرت عثمان شہید ہوئے اور حضرت علی خلیفہ ہوئے تو بعد ازاں جب امیر معاویہ نے حضرت علی سے حضرت عثمان کے قاتل کو قصاص میں طلب کیا تو اسوقت کے بعد شیعہ فرقہ کا نام دنیا میں آیا تھا - اور اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان ہرسہ بزرگوں کے خلاف ہوتے تو ان کے ساتھ بھی جنگ کرتے اور چونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی حیاتی میں جنگ نہیں کیا تھا - اسلیئے وہ ان ہرسہ اصحاب کی خلافت پر رضا مند تھے - اور اس لیئے شیعہ فرقہ کا یہہ کہنا کہ کہ اصحاب ثلاثہ کو خلیفہ تسلیم نہیں کیا تھا غلط ہے +

جواب دعوے بجواب دفعہ ۶۶ دروغگو را حافظہ نباشد - دفعہ اول عرضی دعوے میں تو تحریر ہے کہ شیعہ فرقہ ابتدائے اسلام سے ہے اور اس دفعہ میں تحریر کرتا ہے کہ زمانہ رسولخدا صلعم و ابوبکر و عمر کے عہد میں شیعہ نہ تھے - اور شیعوں کا عہد رسول اللہ میں ہونا سنیوں کی کتب حدیث سے ثابت ہے حدیث شریف - یا علی انت و شیعتك فی الجنۃ اور حدیث دیگر یا علی انت و شیعتك خیر البریۃ اور آپ کے محدث عبد العزیز و عبد الحق دہلویان نے تسلیم کیا ہے کہ وہ شیعہ جن کے حق میں احادیث متذکرہ بالا ہیں وہ ہم ہیں - اور یہہ جو آپنے نہ جنگ کرنا جناب امیر علیہم السلام کا ابوبکر و عمر و عثمان کے ساتھ اتمام حجت قائم کیا ہے کہ ان کی اصحاب ثلثہ سے موافقت تھی ورنہ مثل معاویہ انسے بھی لڑتے مگر یہہ بالکل غلط ہے آپ کی کتاب حدیث صحیح مسلم میں درج ہے کہ عمر آپکے خلیفہ دوم ارشاد فرماتے ہیں کہ یا علی آپ مجھکو اور ابوبکر اور عثمان کو غاصب خائن آثم تصور کرتے ہیں - پس اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے - کہ آپکا خلیفہ مخاصمت کو تسلیم کرتا ہے - اور کبھی حضرت علی علیہ السلام رضا مند خلافت اجماعی جو کہ ثلاثہ اصحاب کی تھی اُسپر رضا مند نہ تھے اور نہ کبھی انکی بیعت کی

عرضی دعوے دفعہ ۶۷ - شیعہ فرقہ والے جسوقت امام حسین رضی اللہ عنہ کا انتقام لینا چاہتے تھے - تو وہ فریق مخالف کو ظالم قرار دیتے تھے کہ انہوں نے حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی لڑکی فاطمہ کے بیٹے امام حسین کو معہ اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ایک دشت میں جہاں کہ پانی مل نہیں سکتا تھا - پانی پینے کے لیئے نہ دیا اور تلوار سے ہلاک کر دیا اور جب اُنکو ظالم قرار دیتے تھے تو اُنپر لعنتیں بھیجتے تھے - اور اسی طرح شیعہ فرقہ والوں نے حضرت علی کے مخالف امیر معاویہ اور اُنکی اولاد پر لعنت بھیجنے کے ساتھ ہی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر اور حضرت عثمان

رضی اللہ عنہم پر لعنتیں بھیجنی شروع کر دیں +

جوابدعوے بجواب دفعہ ۶۷ صرف شیعہ ہی فریق مخالف جنکا نام تمنے
اخفاء کیا ہے انکو ظالم نہیں سمجھتے تھو بلکہ ہر کس و ناکس انکو اُس فعل ناشائستہ
کیوجہ سے ظالم کہتے تھے اور وہ واقعی ظالم تھے - اور مستحق لعن تھے ٭

عرضی دعوے دفعہ ۶۸ - چونکہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت
عمر اور حضرت عثمان حضرت علی سے پہلے فوت ہو چکے ہو گئے تھے - اور اہل
شیعہ انکو بُرا کہتے تھے اسلیئے اہل شیعہ نے اصحاب ثلاثہ کے متعلق مختلف
الزامات مشہور کر کے لوگوں کو ترغیب دی کہ اصحاب ثلاثہ کو بُرا کہا کریں

جوابدعوے بجواب دفعہ ۶۸ - اہل شیعہ نے کوئی الزام اصحاب ثلاثہ
پر نہیں دیئے بلکہ اُنہوں سے جو جرم صادر ہوئے اور کتب معتبرہ اہل سنت
سے جنکی صداقت ہوتی ہے مثل ناراضگی جناب فاطمہؑ و احراق باب فاطمہ
و احراق قرآن مجید وغیرہ وغیرہ جس کو بوقت شہادت پیش کیا جاویگا
یہ الزامی صورت نہیں بلکہ صحیح طور پر اُن سے خلاف خدا و خلاف رسول

عرضی دعوے دفعہ ۶۹ اہل شیعہ جسوقت اصحاب ثلثہ پر الزام لگاتے
تو کہتے تھو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو
غسل دینے میں مشغول تھے اور باقی اصحاب مشورت ملکی میں مشغول ہو گئے تھے
اور یہ خیال نہیں کرتے کہ میت کے غسل دینے کے لئے دو تین آدمی درکار
ہیں اور باقی آدمی کسی دوسری جگہ بیٹھتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہ
۳۳ سال کے نوجوان تھے - جبکہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی
تھی - اور چونکہ آپ داماد تھے - اور آپ کی اہلیہ فاطمہ رضی اللہ عنہا زندہ تھیں اس لئے
آپ کا فرض منصبی تھا - کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو غسل دیویں
اور جب تک آپ غسل سے فارغ نہ ہوں تب تک نماز جنازہ ادا نہیں کیجا سکتی تھی
اس لئے جسوقت حضرت علی کرم اللہ وجہ نے غسل میت سے فراغت حاصل کر لی -
اصحاب رضی اللہ عنہم آ گئے اور حضرت ابو بکر نے نماز جنازہ ادا کرائی آخری مرتبہ اصحاب
رضی اللہ عنہم نے حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو دیکھا
بعد ازاں انکو قبر میں دفن کیا تھا - جو قبر کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

جوابدعوے بجواب دفعہ ۶۹ اہل شیعہ اصحاب ثلاثہ پر الزام نہیں لگاتے
بلکہ اصحاب ثلاثہ تجہیز و تکفین و نماز جنازہ میں یا غسل میں شریک نہ تھے - اور کوئی
جنازہ ابو بکر نے ادا نہیں کی - اور نہ کسی مورخ نے تحریر کیا ہے - کہ اصحاب ثلاثہ اسوقت
شریک تھے - بلکہ بقول شاعر ؎ چوں صحابہ حُبِ دُنیا داشتند ٭ مصطفیٰ
بے کفن بگذاشتند - اور یہ جو آپنے تحریر کیا ہے کہ حضرت علی داماد تھے اسلئے
ان پر لازم تھا کہ وہی غسل و کفن کرتے یہ بالکل درست ہے مگر اس سے یہ بھی ثابت

ہوتا ہے کہ حضرت عثمان آپ کا خلیفہ ثالث داماد نہ تھا اور نہ ہی ذوالنورین تھا۔ جو صحابہ آئے اونہوں نے واقعی نماز جنازہ ادا کی مگر آپ کے ثلاثہ تو تین دن تک بھی نہ آئے اور مشورت ملکی کی خاطر ابوبکر کی خلافت میں ہی مشغول رہے۔ اور یہہ غلط ہے کہ ابوبکر نے حضرت رسولخدا کو دفن کیا اور یہہ غلط ہے کہ جہاں قبر حضرت رسولخدا بنی وہ حجرۂ مائی عائشہ تھا بلکہ وہ جگہ قبر مملوکہ و مقبوضہ حضرت رسولخدا تھی نہ کہ وہ جہیز مائی عائشہ تھا۔ اور اگر وہ حجرہ مائی عائشہ کا تسلیم کیا جاوے تو پھر دوسرے ازواج سے تقسیم شدہ نہ تھا۔ اور ترکہ رسول اللہ تو صدقہ تھا

عرضی دعوے دفعہ ۷۰ اہل شیعہ یہہ خیال نہیں کرتے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا۔ اور دوسرے اصحابوں نے قبر کھودی تھی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور دوسرے اصحاب نے انکو قبر میں اُتارا تھا تو اس لئے آپ کا تجہیز و تکفین حسب مراتب سب اصحاب نے کیا تھا نہ کہ اکیلے حضرت علی نے اس لئے اہل شیعہ کا یہہ الزام کہ اصحاب ثلثہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی لاش کو چھوڑ کر چلے گئے تھے باطل ہے ✣

جوابدعوے بجواب دفعہ ۷۰۔ صرف اس قدر درست ہے کہ حضرت علی نے غسل و کفن۔ تجہیز و تکفین و دفن کیا باقی سب غلط ہے۔ ایک آپ ہی نہیں جنہوں نے اسطرح باآواز دہل پکار پکار کر جھوٹ بولا۔ بقولے شاعر ؎ چہ دلاور است دُزدے کہ بکف چراغ دارد۔ افسوس تو یہہ ہے کہ آپ کسی تاریخ کا حوالہ تو دیتے۔ اور لُطف تو یہہ ہے۔ کہ ایسا رسالہ اور اس کا جواب بھی واہ جی واہ ✣

عرضی دعوے دفعہ ۷۱ یہہ امر کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے حضرت علی کو خلیفہ نہ بنایا اور حضرت ابوبکر صدیق کو خلیفہ بنایا اُس کا جواب یہہ ہے کہ حضرت علی کی عمر صرف ۳۳ سال کی تھی۔ اور حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں نبوت عطا ہوئی تھی۔ اسلئے آپ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفۃ الرسول بننے کی عمر کے قابل نہ تھے۔ بلکہ عمر میں چھوٹے تھے۔ اسلئے اصحاب رضی اللہ عنہم حق بجانب تھے۔ کہ اُنہوں نے ایک عمر رسیدہ آدمی کو جو کہ ان تمام سے افضل تھا۔ خلیفۃ الرسول مقرر کرلیا ✣

جوابدعوے بجواب دفعہ ۷۱۔ سبحان اللہ واہ مولوی صاحب واہ صرف تعین خلافت ابی بکر ہی سن رسیدہ کیوجہ سے ہوا۔ اور یہہ آپکو سمجھ میں نہ آیا کہ جب آدمی ضعیف ہوتا ہے تو اسکے اعضاء قوی بھی ضعیف ہوتے ہیں کیا خلافت رسول اللہ مفقود الحواس کے واسطے شایاں ہے۔ اور کم از کم اگر کسی چالیس سالہ کو تعین کرتے تو پھر یہہ اعتراض تو جاتا رہتا اور جس قدر رنجیوں کے

وصی مقرر ہوئے اونکا تعین من اللہ ہوتا رہا اور جناب ختمی مآب حضرت رسول اللہ
کی خلافت کا تعین چند ایسے آدمیوں کے ہاتھ تھا کہ جو سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع
تھے۔ اور اگر عمر رسیدہ کو خلیفہ مقرر کرنا تھا تو ابوبکر کا باپ قحافہ موجود تھا یا حضرت
سلمان فارسی رحمہ اللہ اور یہہ غلط ہے کہ ابوبکرؓ افضل جملہ صحابہ سے تھا قرآن پاک
نفس رسول تو جناب علی علیہ السلام کو بتاوے پھر قرآن پر ایمان رکھنے والا
نفس رسول سے بہتر کسی کو نہیں جان سکتا ہم کو آپکے قرآن تسلیم کرنے کا بھی
پورے طور پر پتہ مل گیا۔ ماشاء اللہ اور آپ کی قرآن دانی کا پتہ اب ہم کو خوب
لگا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام تو عہد طفولیت میں ارشاد فرمادیں۔ انا عبد اللہ
واتانی الکتاب دیگر قصہ جناب یحییٰ علیہ السلام یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ
وآتیناہ الحکم صبیا۔ تمہارے نزدیک تو ان دونوں بزرگوار ونکے قول قابل
اعتماد نہ تھے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ ٭

عرضی دعوے دفعہ ۲۷ سنہ ۱۱ ہجری میں جبوقت حضرت محمد الرسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اسوقت حضرت علی ۳۳ سال کے تھے۔ اور سنہ ۳۵ھ
میں جبکہ وہ ۵۷ سال کے ہوئے۔ تو حضرت عثمان کی شہادت کے بعد خلیفہ ہوئے اور
اس عرصہ میں اُنہوں نے اصحاب ثلثہ کے خلاف کبھی کوئی کلمہ نہ کہا تھا۔ اور اپنے مرتے
دم سنہ ۴۱ ہجری تک اونکو عزت کی نگاہ سے دیکھتے رہے۔ مگر آپکی وفات کے بیس
سال بعد سنہ ۶۱ ہجری میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ اور اہل شیعہ کا
دوسرا دور شروع ہوا تو اہل شیعہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہم پر ایک الزام لگادیا۔ کہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے اصحاب ثلاثہ کے ہاتھوں پر بیعت کرنے میں تقیہ کیا تھا۔ یعنے
بظاہر بیعت کر لی تھی مگر دلمیں ناراض تھے۔ یا بہ الفاظ دیگر منافق تھے۔ کہ بظاہر تو
اصحاب ثلثہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور دلمیں برا جانتے تھے۔ اور انکے
فرمان کے مطابق عمل نہیں کرتے تھے۔ نعوذ باللہ من ذلک الاعتقاد ٭

جواب دعوے بجواب دفعہ ۲۷ عرضیہ دعوے کا جزو اول صرف اس قدر درست
کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۱۱ ہجری میں وفات کی اور حضرت علی علیہ السلام
کی عمر اسوقت واقعی ۳۳ سالہ تھی۔ اور ۵۷ سالہ عمر میں آپ ظاہری طور پر بادشاہ
بنے نہ کہ خلیفہ بنے کیونکہ آپ تو خلیفہ بلافصل تھے۔ اور باقی تمام ضمن عرضیہ دعوے
کی دفعہ ۲۷ سے قطعی انکار ہے۔ بلکہ حضرت علی کو عمر کا کہنا کہ آپ ابوبکر وعمر وعثمان کو
غاصب۔ خائن وغادر سمجھتے ہیں دیکھو مسلم اور یہہ غلط ہے کہ اصحاب ثلثہ کو حضرت
علی اچھی نگاہ سے دیکھتے تھے اور کبھی حضرت علی علیہ السلام نے بیعت اصحاب ثلاثہ
نہیں کی۔ اور یہہ کسی شیعہ نے نہیں کہا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بیعت ابوبکر وغیرہ
اور نہ ہی کوئی تقیہ در بارۂ بیعت ہوا اور یہہ غلط ہے کہ تقیہ کرنے والا منافق ہو

بلکہ تقیہ[1] تو قرآن کریم و کتب اہل سنت سے بھی ثابت ہے۔ جس کو بوقت شہادت انشاء اللہ

عرضی دعوے دفعہ ۴۳ امامت کے لئے یہہ حکم ہے کہ جسوقت چند آدمی ایک جگہ جمع ہوں تو سب سے زیادہ متقی عالم اور عمر رسیدہ کو امام مقرر کرنا چاہیئے اور یہی باعث تھا۔ کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کیوقت جس بیماری میں آپ فوت ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کر کے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تھی۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کو جو ۳۳ سال کا نوجوان تھا۔ امام نہیں بنایا تھا۔ اسلئے حضرت محمد الرسول صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام مسلمانوں کی رضامندی سے آپکی نماز جنازہ ادا کرائی تو حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اپنی صاف دلی سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کو امام جانکر آپ کے پیچھے نماز پڑھی تھی۔ اور اسلئے یہہ کہنا کہ حضرت علی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اور امام جاننے میں تقیہ کیا ہوا تھا غلط ہے۔

جواب دعوے بجواب دفعہ ۴۳ آپکی شرط امامت میں ہے کہ جو سب سے زیادہ عالم و متقی ہو وہ قابل امامت ہوتا ہے۔ اور خلیفہ ابی بکر نہ تو عالم تھا اور نہ ہی متقی تھا۔ بلکہ آپکی کتب سے حضرت علی علیہ السلام جیسا عالم صحابہ نبی صاحب میں کوئی نہ تھا۔ اور تعیین امامت خدا کے لئے ہے نہ کہ بندگان خدا پر جبکہ تعیین نبی و پیغمبر و رسول من اللہ ہے۔ تو اندریں صورت تعیین امامت بندوں کے ہاتھ میں کیسا ہوتا ہے۔ اور اپنے بنائے ہوئے امام کو ہم خود معزول کر سکتے ہیں۔ اور کبھی معاذ اللہ ابوبکر کے پیچھے رسولخدا نے نماز نہیں پڑھی آپنے حب ابوبکر میں نبوت کی شان کو بھی ضائع کر دیا ہاں نبوت رہے یا نہ رہے مگر امامت ابوبکر کی صداقت کو پہنچ جاوے اور کبھی حضرت علیؑ نے ابوبکر کے پیچھے نماز نہیں پڑھی اور نہ ہی ابوبکر نے جنازہ رسولخدا کرایا اور نہ ہی حضرت علی نے ابوبکر کو امام تسلیم کیا

عرضی دعوے دفعہ ۴۴۔ قرآن مجید میں درج ہے کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تو غم مت کھا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ دیکھو پارہ ۱۰ سورۂ توبہ رکوع ۶ آیت ۳۔ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَاَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝

اگر تم نہ مدد کرو گے رسول کی تو اسکی مدد کے لئے اللہ ہے جسوقت اسکو نکالا کافروں نے دو جان سے جب دونوں تھے غار میں جب کہنے لگا اپنے رفیق کو تو غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اتاری اپنی طرف سے تسکین اور مدد کی اسکی بھیجکر وہ فوجیں کہ تمنے

[1] تقیہ کا مکمل ثبوت کتب عقیدہ اہل سنت سے بہ رسالہ موعظہ تقیہ میں ملاحظہ کریں

ہنیں دیکھیں اور نیچے ڈالی بات کافروں کی اور اللہ کی بات ہمیشہ ہے اوپر اور ہے اللہ زبردست حکمت والا جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار ثور میں یار تھے۔ اسی طرح آپکی وفات کے بعد مدینہ منورہ کے اندر بھی آپ کے پاس مدفون ہیں اور جس طرح غار ثور میں حضرت محمد الرسول اللہ نے اپنے رفیق ابی بکر کو فرمایا تھا کہ غم مت کھا خدا ہمارے ساتھ ہے اور اسی طرح آپ اپنے روضۂ منورہ کے اندر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہیں کہ تو غم مت کھا خدا ہمارے ساتھ ہے اور اہل شیعہ جو تمپر بہتان باندھتے ہیں اور تجھے بُرا کہتے ہیں ان باتوں کی پرواہ نہ کر اور جس طرح غار ثور کے وقت کافروں کے منصوبے باطل کیے گئے تھے۔ اسی طرح اہل شیعہ کی باتیں بھی باطل کی جاوینگی اور اللہ کی بات اوپر رہیگی کہ وہ اہل شیعہ کی لعنتوں کے باعث حضرت ابوبکر کو کچھہ نہیں کہیگا

جواب دعوے بجواب دفعہ ۴۷ ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آیہ مبارکہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ مگر اس سے ابوبکر کی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوئی کیونکہ ہر ایک مومن و مسلم کا ایمان ہے کہ اللہ تبارک و تعالے رسول اللہ صلعم کا معاون ناصر مددگار ہے بقول آپکے معلوم ہوتا ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ اے ابوبکر تو غم نہ کر کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے اس سے ثابت ہوا کہ ابوبکر کو یہ علم نہ تھا کہ رسولخدا کے ساتھ خدا ہے یا وہ اس بات پر یقین نہ رکھتا تھا۔ اور اس آیہ مبارکہ سے آپ جو فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں تو یہ ہے کہ لفظ صاحب کا ابوبکر کی شان میں آیا ہے اس سے کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ لفظ صاحب تو قرآن کریم میں اور جگہ پر بھی آیا ہے مثلاً صاحب الحمار گدھے کا ساتھی و صاحب السجن قیدی کا ساتھی۔ اور ان اللہ معنا اور اللہ ہمارا ساتھی ہے اگر اس بات پر ابی بکر کو اعتبار و اعتماد ہوتا تو وہ حزن نہ کرتا بلکہ نزول آیۂ مبارکہ پر وہ محزون رہا اور گریہ کناں باواز بلند رہا۔ اور نزول سکینہ واسطے رسول کے تھا نہ کہ واسطے ابی بکر کے اور جملہ آیہ مبارکہ کا تعلق رسولخدا سے ہے نہ کہ کسی دیگر شخص سے بلکہ ثابت ہوتا ہے کہ ابی بکر صاحب نے تو برخلاف حکم رسولخدا کیا کیونکہ رسولخدا نے فرمایا تھا کہ آجکی رات کو کوئی شخص میرے صحابہ سے باہر نہ نکلے مگر ابی بکر صاحب نے خلاف حکم رسول عمل کیا اور رات کو باہر نکلا جب حضرتؐ نے ابوبکر کو دیکھا تو کفار کی جانب نہ جانے دیا تاکہ افشاء راز نہ ہو اُسکو پکڑ کر ہمراہ خود لیگئے اور اُس کے رونے اور حزن کرنے کی وجہ یہہ تھی کہ کفار آواز سُن کر آجاویں اور پکڑ لیویں واہ جی واہ تعمیل حکم رسول خدا کے یہی معنے کہ خداوند تبارک و تعالے تو ارشاد فرماتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ترجمہ اگر تم دوست رکھتے ہو اللہ کو تو اتباع سرکار محمد علیہم السلام کی کرو اور دیگر آیہ مبارکہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول دیگر آیہ مبارکہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر

منکم دیگر آیہ مبارکہ من یطع الرّسول فقد اطاع اللّٰہ اور اتباع اور اطاعت کے ساتھ شرط محبت ہے اور محبت کی حالت تو یہہ ہے کہ ایک اونٹنی دو صد کی خرید کرکے رسولخدا کے پاس ہشصد کے عوض شب ہجرت فروخت کی اور حکم رسول خدا کو نہ ماننا یہہ منافی ایمان و منافی محبت ہے اور حضرت ابوبکر کا غار میں جانا جسطرح فضیلت نہیں رکھتا اسی طرح ابوبکر کا دفن قریب رسولخدا ہونا کوئی نفع نہیں دیتا اور اس امر کی اطلاع کہ ابوبکر کو شیعوں کے لعنت کہنے سے کچھہ خدا نہ کہیگا وہ تو مولوی صاحب بیان فرماتے کہ کس وسائل سے مولوی صاحب کو اطلاع موصول ہوئی

عرضی دعوے دفعہ ۷۵ - اہل شیعہ یہہ بھی اعتراض کیا کرتے ہیں کہ حضرت محمد الرسول اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی - کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپکا وارث ہے اور چونکہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے حضرت علی کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کو خلیفہ مقرر کر لیا تھا - اس لئے غلطی کھائی تھی - مگر انکو یہہ بات یاد نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق کو حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے امام بنا کر آپ کے پیچھے نماز پڑھی تھی - اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز کبھی نہیں پڑھی تھی - اسلئے حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہہ وصیت نہیں کی تھی - کہ میرے بعد حضرت علی کو خلیفہ بنانا بلکہ اسکی یہہ مراد تھی - کہ میرے بعد حضرت علی سے نیک سلوک کرنا جس کی تائید میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کے نج کے اخراجات کے لئے بہت بھاری.

جواب دعوے بجواب دفعہ ۷۵ - یہہ اعتراض اہل شیعہ صرف وصیت کا نہیں کرتے - بلکہ آپ کا شافعی بھی اس مد کو تسلیم کرتا ہے ؎

علی حبه جُنّه - قسیم النّار والجنه - وصی المصطفےٰ حقّا امام الانس والجنه

اور ہم تو یہہ کہتے ہیں کہ خداوند تبارک و تعالےٰ نے یہہ جو آیہ نازل فرمائی ہے - یا ایّھا الرّسول بلّغ ما انزل الیك من رّبّك وان لم تفعل فما بلّغت رسالته والله یعصمك من النّاس انّ الله لا یهدی القوم الکافرین آیہ مبارکہ کے نزول پر حضرت رسولخدا نے بمقام خم غدیر فرمایا من کنت مولاہ فهذا علی مولاہ اور سب صحابہ نے حضرت علی کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنا مولا تسلیم کیا اور برخلاف حکم خدا و رسول کرکے اجماع بنا کر ناحق ابوبکر کو خلیفہ بنایا اور کبھی جناب رسولخدا نے نماز ابوبکر کے پیچھے نہیں پڑھی یہہ بالکل غلط ہے اور یہہ بھی غلط ہے کہ ابوبکر نے نج کے خرچ حضرت علی کے اپنے ذمہ لیئے تھے - اول تو یہہ بالکل جھوٹھ بولا گیا ہے اگر فرضی طور پر تسلیم بھی کیا جاوے تو ابوبکر نے دیگر اشخاص کا حق حضرت علی کو کیوں دیا ایسا خلیفہ اور یہہ عدل لاحول ولا قوۃ الا باللہ ؁

عرضی دعوےٰ دفعہ ۷۶ اہل شیعہ یہہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جسوقت حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے تو آپنے باغ فدک کو جس میں چند کھجوریں تھیں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے پاس رہنے نہ دیا - یہہ باغ فدک ایک لاوارث باغ تھا - اور حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاتی میں اس باغ کا کوئی مالک پیدا نہ ہوا تھا اور اُسکی آمدنی حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اخراجات کے لئے تھی - اور حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ باغ فدک آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قبضہ میں تھا - جبکہ اُس باغ کا حقیقی وارث خلیفۂ وقت کے پاس آکر داد خواہ ہوا تو آپنے وہ باغ اُس شخص کو دلا دیا اور فرمایا کہ نبیوں کی کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں ہوتی - اور چونکہ یہہ باغ غیر منقولہ ہے اس لئے یہہ باغ ترکہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں ہے - اور اہل شیعہ یہہ خیال نہیں کرتے - کہ خلیفہ کا کام انصاف کرنا ہوتا ہے نہ کہ بیجا رعایت کرنا آپنے باغ حقدار کو دلا دیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اخراجات کے لئے بہت رقمیں مقرر کردیں تاکہ آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے اور ان رقموں ہی کی بدولت حضرت علی کرم اللہ وجہ کی عظمت اور بزرگی اصحاب رضی اللہ عنہم میں برقرار رہی تھی ؞

جوابدعوےٰ بجواب دفعہ ۷۶ باغ فدک کا چھین لینا شیعہ ہی نہیں کہتے بلکہ علماے اہل سنت بھی اس امر کے قائل ہیں حوالہ کتب بوقت شہادت پیش کرونگا اور یہہ غلط ہے کہ باغ فدک کی چند کھجوریں تھیں - اور یہہ سفید جھوٹ بولنا صرف مدعی کے حصہ میں ہے - حالانکہ اس قصہ فدک کو صحیح بخاری و مسلم و سنن ابوداؤد و مسند احمد حنبل صواعق محرقہ وغیرہ کتب میں تسلیم کیا گیا ہے اور یہہ جو تم نے تحریر کیا ہے کہ باغ فدک لاوارث تو ثابت ہوا کہ معاذ اللہ جناب رسولخدا تصرف بیجا کرکے باغ فدک پر قابض رہے اور عہد ابوبکر میں وارث پیدا ہوگیا - حالانکہ یہہ صریح جھوٹ بولا گیا ہے - اور پہلے یہہ بیان کیا ہے کہ باغ فدک چند کھجوریں تھیں اور پھر بیان کیا ہے کہ اُس باغ کی آمدنی رسولخدا کے اخراجات کے لئے تھی - اور بعدش وارث پیدا ہوا تو ابوبکر نے اسکو دلوا دیا - حالانکہ بالکل غلط ہے اور یہہ بھی غلط ہے کہ نبیوں کی جائداد منقولہ نہیں ہوتی بلکہ مدعی نے اپنے دعوے میں یہہ بھی تحریر کیا ہے کہ حجرۂ عائشہ میں حضرت رسولخدا دفن ہوئے اگر جائداد غیر منقولہ نہ تھی تو وہ حجرہ عائشہ کس طرح تھا - اور یہہ عقیدہ خلاف از قرآن کریم ہے جیسا کہ آیہ مبارکہ و ورث سلیمان داؤد اور یہہ غلط ہے کہ خلیفہ ابی بکر عادل تھا - چنانچہ خالد بن ولید کو زنا کے جرم میں ابی بکر نے سزا نہ دلوائی اور عمر نے اپنے عہد میں اسکو معزول کیا یہہ عدل خلیفہ اول ہے

اور یہ غلط ہے کہ ابی بکر نے حضرت فاطمۃ الزہرا کے خرچ کے واسطے رقمیں مقرر کی تھیں؛

عرضیہ دعوےٰ دفعہ ۷۷ - نوشیروان بادشاہ کا بیٹا پرویز جو کہ آتش پرست تھا اور ایران کے ملک پر حکومت کرتا تھا - حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب ایران کے ملک کو فتح کیا تو پرویز کا تخت معہ اُسکی لڑکی شہربانو کے مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا اور وہ لڑکی مال غنیمت کے طور پر مدینہ منورہ میں لائی گئی جسوقت وہ لڑکی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حضور میں پیش کیگئی تو آپنے وہ لڑکی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو دیدی اور اس طرح آپنے اہل ایران پر احسان کیا کہ اون کے بادشاہ کی لڑکی کو حضرت محمد الرسول اللہ کے نواسہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو دیدیا اور یہ بڑا بھاری ثبوت اس امر کا ہے کہ خلیفہ دوم حضرت عمر ابن الخطاب حضرت علی اور انکی اولاد کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور اُنکے ساتھ نیک سلوک کیا کرتے تھے؛

جوابدعوےٰ بجواب دفعہ ۷۷ - مدعی کی نسب دانی تو ماشاء اللہ بڑی قابل قدر ہے حالانکہ حضرت شہربانو کے والد ماجد کا نام یزدجرد تھا نہ معلوم کہ مدعی پرویز کہاں سے لایا اور آپکے حضرت عمر نے کبھی ساری زندگی میں بذاتہٖ نہ تو کسی ایک بندہ کو مارا اور نہ کبھی کوئی فتح کی بلکہ جنگاہ سے مفرور ہونا تو اُن کا ایک کرتب تھا - اور اہل شیعہ تسلیم نہیں کرتے کہ عمر نے حضرت شہربانو کو امام حسین کے عقد میں دیا اور سنیوں کے نزدیک قابل التسلیم ہے کہ عہد عمر میں فتح ایران ہوئی اور عمر اُس بی بی کو جب دیکھنے لگا تو ازحد اظہار ناراضگی کیا تو عمر برافروختہ ہوا اسوقت حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل عزت کی عزت کرنا حکم رسول اللہ ہے - سو اسوقت عمر نے تنگ آکر اس کو حوالہ حضرت علی علیہ السلام کردیا جس سے نکاح اسکا امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہوا اور اُنکے نیک سلوک کی بابت قصہ گھر کے جلانے کا ہی شاہد ہے؛

عرضیہ دعوےٰ دفعہ ۷۸ - سنہ ۶۱ ہجری میں جبکہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے شیعہ مذہب کا دوسرا دور شروع ہوا تو چونکہ ایران کے بادشاہ پرویز کی لڑکی شہربانو جو کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی بیوہ ہو گئی اسلیئے ایران کے باشندے خاص طور پر شیعہ عقاید کو رواج دینے کے درپے ہوئے اور اُنہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا انتقام لینے میں تلوار اُٹھائی اور اگرچہ یزید بن معاویہ جو کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرتا تھا مارا گیا مگر پھر بھی انکو تسلی نہوئی اور اسطرح ملک ایران کے باشندے شیعہ کہلانے لگے تھے۔

جوابدعوےٰ بجواب دفعہ ۷۸ - پرویز کی نسبت پہلی دفعہ میں جوابدیا گیا ہے - اور باقی ضمن عرضیہ دعوےٰ بالکل غلط ہے عہد یزید علیہ اللعن میں کوئی جنگ ایرانیوں کی جانب سے ہمراہ یزید نہیں ہوا - اور آپکی تاریخ دانی کی حالت تو ناگفتہ بہ ہے - بعد از شہادت امام حسین علیہ السلام جو دا قعہ خلاف یزید

ہوا وہ مختار علیہ الرحمہ وابراہیم بن مالک اشتر جو کہ کوفہ کے رہنے والے تھے اُنکی جانب سے ہوا وہ ایرانی نہیں تھے بلکہ اُنکا مسکن کوفہ تھا۔ اور اسوقت تک کوئی لڑائی ایرانیوں کے ہمراہ یزید کی نہیں ہوئی حالانکہ وہ مرگیا اور یزید کسی لڑائی میں نہیں ہارا

عرضی دعوے دفعہ ۷۹ شیعہ مذہب والے یزید بن معاویہ کے طرفداروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور جسوقت یزید بن معاویہ مارا گیا اور عراق اور عرب اور شام وغیرہ دیگر ممالک کے باشندوں نے اسلام کے تمام بزرگوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے کے لئے اپنا نام اہلسنت والجماعت رکھا تو اس طرح عراق عرب اور شام کے

جوابدعوے بجواب دفعہ ۷۹ پہلی دفعہ عرضید عوے میں مدعی کہتا ہے کہ سُنی وشیعہ ہر دو فرقے ابتداے اسلام سے ہیں اور اس دفعہ میں لکھتا ہے کہ بعد از موت یزید ابن معاویہ لوگ سنت والجماعت کہلانے لگے دروغگورا حافظہ نباشد اور واقعی یہہ امر قابل تسلیم ہے کہ سنی مذہب ابتداے اسلام سے نہین ہے۔

عرضید عوے دفعہ ۸۰۔ چونکہ ایران کا ملک جُدا تھا۔ اور عراق عرب و شام کا ملک جدا تھا۔ اور قدیم الایام سے ان دونوں ملکوں میں ہمیشہ جنگ رہتی تھی اسلئے مسلمان ہوجانے کے بعد بھی جسوقت اہل ایران نے شیعہ مذہب کی پاسداری کی اور عراق عرب اور شام والوں نے اہل سنت والجماعت کی طرفداری کی تو انمیں بہت سخت سخت جنگ ہوئی اور کبھی ایک غالب ہوتا تھا اور کبھی دوسرا مگر اہل شیعہ کے عقائد کو

جوابدعوے بجواب دفعہ ۸۰۔ اس دفعہ سے عبدالواحد مؤلف عرضی دعوے کی جغرافیہ دانی بھی خوب معلوم ہوئی۔ مگر جو اُس نے تحریر کیا ہے۔ کہ شیعہ کے عقاید کو بہت کم لوگ تسلیم کرنے لگے آپکی حنفیت کو لوگوں نے بہت کم تسلیم کیا حتے کہ آپکے شیخ عبدالقادر جیلانی نے اس ابوحنیفہ فرقہ کی وہ گت بنائی ہے کہ الامان اور بمقابلہ حنفیوں کے تعداد شیعہ بہت زیادہ ہے۔ مگر مولوی صاحب آپکا کہنا کسی دلیل و برہان پر مبنی نہیں ہے

عرضید عوے دفعہ ۸۱۔ ملک عرب کا نام عرب ہے اور ملک ایران کا نام عجم اور چونکہ ملک عرب والے اہلسنت والجماعت کہلاتے تھے۔ اور ملک عجم والے اہل شیعہ اور ان دونوں مذہبوں میں فیصلہ ضروری تھا۔ اسلئے خدا تعالے نے فرمادیا کہ اہل شیعہ یعنی عجمی زبان والے اس قرآن مجید کے معنے کو کما حقہ نہیں سمجھتے کیونکہ قرآن مجید میں ایمان کی سمجھ اور روگ کا دفع ہے دیکھو سیپارہ ۲۴ سورہ حم سجدہ رکوع ۵۔ آیت ۱۲ ولو جعلناہ قرآنا عجمیا لقالوا لولا فصلت آیتہ ءاعجمی وعربی قل ھو للذین امنوا ھدی وشفاء والذین لا یومنون فی اذانھم وقر وھو علیھم عمی اولئک ینادون من مکان بعید ترجمہ اگر اسکو کرتے قرآن عجمی زبان کا تو کہتے اسکی باتیں کیوں نہ کھولی گئیں

عجمی زبان اور عرب کا آدمی تو کہو کہ یہہ ایمان والونکو سوجھ ہے اور روگ کا دفع اور جو یقین نہیں لاتے انکے کانوںمیں بوجھ ہے اور یہہ انکو اندھاپا اُنکو پکار بھی ہے دور کی جگہ سے اس آیت میں خدا تعالےٰ نے خبر دی تھی - کہ عجمی زبان والے لوگ اس طرح ہونگے جس طرح کسی شخص کو دور سے پکارا جاوے یعنے قرآن مجید کے جاننے کیلئے وہ دور رہینگے - جسکا باعث یہہ ہوا کہ عجم کے باشندوں یعنے ملک ایران کے باشندوں نے جسوقت شیعہ عقاید کو اختیار کرلیا تو وہ حقیقت اسلام کے جاننے سے دور رہگئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن مجید سے شفاء اندرونی بیماریوں کی ہوتی ہے - وہ اہل شیعہ کو نصیب نہ ہوئی - اور وہ قرآن مجید کو اپنے دل میں حفظ کرنیسے قاصر رہگئے - یہی باعث ہے کہ اہل شیعہ میں خواہ وہ ملک ایران یا کسی اور شہر کا رہنے والا ہو.

جواب دعوےٰ بجواب دفعہ ۱۸ یہہ آج ہی ہمکو معلوم ہوا کہ ملک عرب کا نام عرب ہے اور یہہ امر قابل تسلیم نہیں ہے کہ تمام عربی اہلسنت اور تمام ایرانی اہل شیعہ اور یہہ بھی قابل تسلیم نہیں ہے - کہ عجمی لوگ بھی قرآن کو کماحقہ نہیں سمجھتے بلکہ سوائے والراسخون کے اور کوئی بھی اس قرآن پاک کو کماحقہ نہیں سمجھ سکتا - جیسا کہ آیہ مبارکہ ہے لا یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم خدا فرماتا ہے کہ اس قرآن کی تاویل کو کوئی نہیں جانتا اگر جانتا ہے تو خدا یا جنکو خداوند عالم نے اپنی جانب سے مضبوط کیا بیچ علم کے اور خدا نے جنکو والراسخون فرمایا وہ عالم علم لدنی ہیں جنکو خدا علم عطا کرتا ہے انکو اس اکتسابی علم کے حاصل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں - جیسا کہ رسولخداؐ کسی سے نہیں پڑھے مگر ایسا علم تھا بقول شاعر جو فلسفہ دانوں سے کھل نہ سکا جو نقطہ دانوں سے حل نہ ہوا وہ راز اک کملی والے نے بتلادئے چند اشاروں میں - اور اسی طرح ائمہ اہلبیت علیہم السلام کسی کے شاگرد نہ تھے اور نہ ہی اکتسابی علم حاصل کیا مگر ایسے علامۂ دہر تھے کہ انکا مقابلہ کوئی نہ کرسکتا تھا - اور قرآن ان لوگوں سے لینا چاہئے جو کہ والراسخون فی العلم ہوں نہ کہ ابن مسعود یا ابی بن کعب سے اور آپکے خلیفہ ابی بکر کی قابلیت تو سورۂ برات کے پہنچانے جانے اور راستہ سے واپس طلب کئے جانیسے ہی اظہار ہوگئی تھی - جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپکا خلیفہ اس قابل نہ تھا - کہ تبلیغ قرآن کا کام کرسکے - اسواسطے آپکے مذہب میں تبلیغ قرآنی نہیں ہے اور حقیقت وعظمت قرآنی کو اگر آپکے خلفاء جانتے تو قرآن کریم کو کبھی نہ جلایا جاتا جیسا کہ آپکے خلیفہ ثالث عثمان سے صادر ہوا اور یہہ عجمی زبان کا قصہ مثال کے طور پر ہے ایسا ہی ہندی - ترکی - چینی وغیرہ نہیں سمجھ سکتے جتنے کہ عرب کے باشندے بھی اسکو پورے طور پر کماحقہ نہیں سمجھ سکتے - بقولے شاعر ؎ معانی عاشق و معشوق رمزیست ، کراماً کاتبین را ہم خبر نیست اور یہہ غلط ہے کہ شیعوں میں حفاظ قرآن نہیں ہیں آپ کو اگر ضرورت ہو تو پہلے پہلے

پیش کردہ حافظ سے تسلی کر لیجئے کہ وہ شیعہ تو ضرور ہے اور پورے طور پر تسلی کے بعد قرآن کریم سن لیجئے اور جھوٹھ بولنے والے پر لعنت خدا کی سوائے ہادیان شیعہ اور کوئی حقیت قرآن کو کیا جانے وہ بزرگوار تو مرنے کے بعد بھی قرآن سے جدا نہیں ہوئے جیسا کہ حسین پاک کا سر اقدس نوک نیزہ پر اور تن خاک کربلا پر تھا ۔ اور

عرضیہ عوے دفعہ ۸۲ ۔ اور خدا تعالےٰ نے دوسری جگہ فرما دیا کہ عجمی زبان والا شخص قرآن کے علم عقاید کے متعلق اگر کچھ بات کہے تو یقین نہ کرنا دیکھو سیپارہ ۱۹ ۔ سورۂ شعرا ۔ رکوع ۱۱ ۔ آیت ۷ ۔ ولو نزّلنا علیٰ بعض الاعجمین فقراٗہ علیھم ما کانوا بہ مؤمنین ترجمہ اور اگر اُتارتے ہم یہہ کتاب کسی عجمی زبان والے پر اور پڑھتا وہ اسکو تو کبھی اسکو یقین نہ لاتے ۔

جوابدعوے بجواب دفعہ ۸۲ مؤلف عرضیہ عوے نے دیانت سے کام نہیں لیا ۔ یہہ کسی جگہ نہیں ہے کہ علم عقائد قرآن کی نسبت اگر کوئی عجمی کہے تو اُسپر یقین نہ لانا ۔ بلکہ یہاں پر تو یہہ ہے کہ سوائے رسولخدا صلی اللہ کے اگر کوئی غیر آدمی بدون تعلیم رسول کے اگر کوئی بات متعلقہ عقائد کے کچھ کہے تو اُسکی بات قابل اعتبار نہیں ہے بلکہ یہاں پر عین اسلامی ہدایت ہے کہ جن لوگوں کا علم منتہی برسالت نہو وہ کبھی ہادی نہیں ہو سکتا ۔ اور جس سے یہہ بھی تسلیم ہو سکتا ہے کہ نعمان و شافعی ۔ احمد حنبل و مالک وغیرہ آپکے ائمہ اربعہ کی بات پر یقین نہ کرنا چاہیئے ؞

عرضیہ عوے دفعہ ۸۳ اور فرمایا کہ عجمی زبان والا شخص قرآن مجید نہیں سکھائیگا بلکہ عرب والا سکھائیگا دیکھو سیپارہ ۱۴ ۔ سورۂ نحل رکوع ۱۴ آیت ۳ ولقد نعلم انھم یقولون انّما یعلّمہ بشرٌ لسان الّذی یلحدون الیہ اعجمیّ وھذا لسان عربیّ مبین ترجمہ اور ہمکو معلوم ہے کہ وہ کہتے ہیں اسکو تو سکھاتا ہے ۔ آدمی جسپر تعریض کرتے ہیں اُس کی زبان ہے عجمی اور

ایضاً دفعہ ۸۴ ان آیات میں خدا تعالےٰ صاف الفاظ میں فرماتا ہے کہ عجمی زبان بولنے والے عجم کے باشندے قرآن مجید کو اچھی طرح نہیں سمجھینگے اور قرآن مجید کے سچے تابعدار نہیں ہونگے بلکہ عرب والے لوگ قرآن مجید کو اچھی طرح سمجھینگے اور قرآن مجید کے سچے تابعدار ہونگے ۔ اور چونکہ عجم والے شیعہ فرقہ کے مسلمان ہیں ۔ اور عرب والے اہل سنت والجماعت اسلئے بموجب فرمان الٰہی اہل سنت والجماعت حق پر ہیں ۔ اور شیعہ مذہب والے قرآن مجید کے سچے تابعدار نہیں ہیں ؞

جوابدعوے بجواب دفعہ ۸۳/۸۴ در اصل تو اسکا جواب بھی سابقہ دفعہ میں گذر گیا ہے یعنے اس سے مراد ہے ۔ کہ غیر زبان والا آدمی اس قرآن کو نہیں سکھا سکیگا بلکہ وہ جسکی زبان میں قرآن کریم نازل ہوا ہو یعنی قرآن زبان ہاشمی میں نازل ہوا ہے ۔ اسواسطے سوائے بنو ہاشم کے اور کوئی قرآن کریم نہیں سمجھا سکتا اور بنو ہاشم

سے بھی وہ بنو ہاشم مراد ہیں کہ جو مصداق انا مدینۃ العلم و علی بابہا اور وہ لوگ جن کا علم منتہی بر رسالت تھا جنکی تعلیم مثل رسول خدا تھی۔ اسواسطے چونکہ مدعی کے ائمہ اربعہ نہ تو ہاشمی تھے اور نہ عربی اسواسطے وہ تعلیم قرآنی نہیں دے سکتے اور سوائے ان بزرگواروں کے کہ جو والراسخون فی العلم رسول خدا وائمۂ اہلبیت علیہم السلام ہیں باقی اور کوئی بھی تعلیم قرآنی نہیں دے سکتا۔ اور یا وہ لوگ جو کہ تمام عقائد کو والراسخون سے لیتے ہیں اور کوئی بھی ہدایت دین نہیں دے سکتا اور یہہ غلط ہے کہ صرف عجمی ہی اس قرآن کو نہیں سمجھینگے بلکہ سارے کلام الٰہی کا مقصد سوائے بزرگان متذکرۂ بالا کے اور کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا۔ اور یہہ بھی غلط ہے کہ تمام عرب سنی ہیں اور بالخصوص سُنّی حنفی ہوں بلکہ نعمان بن ثابت کا مذہب عرب

عرضی دعویٰ دفعہ ۸۵ شیعہ فرقہ والوں کو جسوقت اصحاب ثلاثہ کے خلاف الزامات لگانے کی ضرورت محسوس ہوئی تو چونکہ حضرت عمر کے زمانہ میں ایران کا ملک فتح کیا گیا تھا۔ جس سے ایران والوں کے باغ ویران ہوئے تھے اور جسوقت حضرت علی اور امیر معاویہ کے درمیان جنگ ہوئی تو عمرو بن العاص فوج کا سپہ سالار امیر معاویہ کی طرف سے حضرت کیساتھ جنگ کرتا تھا۔ اسلئے ایران کے باشندے عمر کے نام سے سخت بیزار تھے جس لئے انہوں نے تمام برائی حضرت عمر بن الخطاب کے نام پر رکھ دی اور انپر کوئی بڑا بھاری الزام لگانا چاہا اور مشہور کر دیا کہ حضرت عمر بن الخطاب بڑے بھاری ظالم تھے۔ اور انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلو پر دروازہ اکھاڑ کر مارا تھا جس سے خاتون قیامت کا حمل گر گیا تھا۔ اور یہہ خیال نہ کیا کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد سنہ ۱۱ ہجری میں فوت ہو گئی تھی۔ اسلئے یہہ وقوعہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عین حیات میں ہوا تھا۔ یا بعد اسکے حضرت ابوبکر صدیق کے زمانے میں اور اس وقوعہ کا تذکرہ سنہ ۱۱ ہجری سے شروع کر کے سنہ ۶۱ ہجری کے بعد تک جبکہ حضرت امام حسین شہید ہوئے کیوں پچاس سال تک پردۂ اخفاء میں رہا۔ اور اگر حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اس قدر ظالم تھے۔ تو کیوں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ام کلثوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیاہ دی تھی۔ جسکے گھر زید پیدا ہوا اور اس سے صاف ثابت ہے کہ یہہ بہتان عظیم ہے جو کہ خلیفہ ثانی کی ذات پر

جوابدعویٰ بجواب دفعہ ۸۵ یہہ غلط ہے کہ شیعہ فرقہ والوں نے الزام اصحاب ثلاثہ پر لگائے بلکہ جو کچھ انکا کیا ہوا تھا وہ ضرور بیان کرتے ہیں وہ دراصل ملزم ہی نہیں ہیں بلکہ مجرم جو بوقت شہادت و بحث ثابت کیا جاویگا اور یہہ بھی قابل نوٹ ہے کہ عمر کے حکم سے باغات اہل ایران ویران کئے گئے کیا خلافت یہی تھی اور یہی حقیقت خلافت تھی کو باغات کو ویران کرنا اور یہہ بھی غلط ہے کہ عمر کے نام سے

ایرانیوں کو بغض ہے بلکہ سارے جہان کے مسلمان جسکو دشمن خدا و رسول
سمجھیں اُنسے بیزار ہوتے ہیں۔ اور یہ الزام نہیں ہے کہ عمر خلیفہ ثانی ظالم تھا
بلکہ واقعی اُس سے بڑھکر اور کوئی ظالم نہیں ہوسکتا۔ اور قصہ دروازہ
و باقی تمام قصے آپکی ہی کتب سے ثابت ہیں۔ بلکہ احراق باب فاطمہ صلوٰۃ
اللہ علیہا بھی کتب میں موجود ہیں اور یہ بالکل فضول و ہزلیات سے
ہے جو تم نے بیان کیا ہے کہ عہد رسول اللہ میں یہ بات ہوتی ہو بلکہ خلیفہ
ابوبکر کے عہد میں جس سے وہ بھی بدل نہیں ہوسکتا۔ اور یہ غلط ہے
کہ یہ مسئلہ عرصۂ پچاس سال تک اخفاء میں رہا بلکہ جبوقت تذکرہ مصائب
جناب صدیقہ حضرت فاطمۃ الزہرا ہوتا تھا اور تا حال ہوتا ہے اور یہ ظلم
ہمیشہ بیان ہوتا رہا بلکہ آپ کی کتب سے بھی ظاہر ہے۔ اور یہ غلط ہے
کہ نکاح ام کلثوم ہمراہ عمر ہوا بلکہ وہ تو ابوبکر کی صاحبزادی تھی۔ اور
بہتان شیعہ عمر پر نہیں لگاتے بلکہ وہ خود ایسے کردار کے کرنے والا تھا۔
عرضید عوئے دفعہ ۸۶ اہل شیعہ کو جاننا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ نے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مومنین میں سے فرمایا ہوا ہے۔ دیکھو سپارہ
۱۰۔ سورۂ توبہ رکوع ۶۔ یا ایہا النبی حسبک اللہ و من اتبعک
من المومنین ٥ ترجمہ۔ اے نبی کفایت ہے تجھکو اللہ اور جتنے تیرے
ساتھ ہوئے ہیں مسلمان کیونکہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے
مسلمان ہونے کے بعد مسلمانوں نے علانیہ طور پر آذان دینی شروع کردی
تھی۔ اسلئے اہل شیعہ کا انکو بُرا کہنا خدا تعالےٰ کے مومن بندہ کو بُرا کہنا ہے
جسلئے شیعہ فرقہ والے اس شعر کے مستحق ہیں ؎ چراغے را کہ ایزد بر فروزد
جواب دعوئے بجواب دفعہ ۸۶ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد
جو رسول خدا کو جنگ کیحالت میں چھوڑ کر مثل بُز کوہی مفرور ہو وہ کبھی بھی
بزمرۂ مومنین شامل نہیں ہوسکتا اور ایسے بُری وقت میں نبی صلعم کو چھوڑ
کر جانا یہ منافی ایمان ہے۔ اور بقول شاعر جو کہ آپکے خلیفہ ثانی کے
حق میں نہایت موزون ہے۔ در دوستان مشمار آنکہ در نعمت زند + لاف
یاری و برادر خواندگی :: دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست + در
پریشاں حالی و درماندگی اور آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت
عمر خلیفہ ثانی مومن نہ تھے۔ پارہ ۱۸ سورۂ نور انما المؤمنون
الذین آمنوا باللہ و رسولہ و اذا کانوا معہ علیٰ امر جامع لم
یذھبو حتی یستاذنوہ ان الذین یستاذنونک اولئک الذین
یؤمنون باللہ و رسولہ ٥ فاذا استاذنوک لبعض شانہم فاذن لمن

شیئت منہم واستغفر لہم اللہ ان اللہ غفور رحیم - ترجمہ ایمان
والے وہ ہیں اسکے ساتھ کسی جمع ہونے کے کام میں تو چلے نہیں جاتے جب تک اوس سے
اجازت نہ لیں جو لوگ تجھ سے اجازت لیتے ہیں وہی ہیں جو مانتے ہیں اللہ کو اور اُس کے
رسول کو پھر جب اجازت مانگیں تجھ سے اپنے کسی کام کو تو دے اجازت جس کو تو انمیں سے
چاہے اور معافی مانگ انکے واسطے اللہ سے اللہ بخشنے والا ہے مہربان پس ثابت ہوا
کہ جمع ہونے کیوقت دو ہی ہیں ایک تو نماز اور دوسرا جہاد جو کوئی نماز و جہاد سے
بدون اذن نبی صلعم چلا جاوے وہ مسلمان و مومن نہیں ہو سکتا اور خداوند تبارک
و تعالے قرآن میں فرماتا ہے - پارہ ۲۸ سور جمعہ ؛ واذا راوا تجارۃً اولھواً انفضوا
الیھا وترکوک قائماً ؕ قل ما عند اللہ خیرٌ من اللھو ومن التجارۃ ؕ واللہ
خیر الرازقین ۝ ترجمہ جب دیکھیں سودا بکتا یا کچھ تماشا کھنڈ جاویں اسکی طرف اور
تجھکو چھوڑ جاویں کھڑا تو کہو جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے تماشے سے اور سودے سے
اور اللہ بہتر ہے روزی دینے والا - پارہ چوتھا قریب از نصف آیہ مبارکہ ان الذین
تولوا منکم یوم التقی الجمعٰن انما استزلھم الشیطٰن ببعض ما کسبوا ولقد
عفا اللہ عنہم ان اللہ غفور حلیم ۝ ترجمہ - جو لوگ تم میں سے ہٹ گئے جس دن بھڑیں
دو فوجیں سو انکو ڈگا دیا شیطان نے اور کچھ ان کے کسب سے اور بخش چکا اللہ انکو اور
اللہ بخشنے والا بردبار ہے - پس جو کہ نماز و جہاد ہر دو میں رسول خدا صلعم کو چھوڑ کر
بھاگ جاوے وہ مومن و مسلم نہیں کہا جاتا - اور نہ ہی اسکی محبت جناب رسول خدا سے ہو سکتی ہے
اور یہہ جو تم نے کہا ہے کہ جب تک عمر اسلام نہ لایا تھا تو مسلمان آذان بلند آواز سے نہ دیتے
تھے بعد ش بلند آواز سے آذان شروع ہوئی - پس تقیہ کو تو نے تسلیم کیا ہے ٭

عرضید عوے دفعہ ۸۷ اہل شیعہ خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر الزام لگاتے
ہیں - کہ انہوں نے اپنے خویش و اقارب کو عہدے دئے ہوئے تھے - اور دوسروں کو بہت
کم عہدے دئے تھے - سو یہہ خدا تعالے کی قدرت تھی - کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بہت
سے رشتہ دار تھے جو کہ عمر رسیدہ اور حضرت محمد الرسول اللہ اور حضرت محمد الرسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے - اور جنکے وسیع تجربات کے باعث وہ مستحق تھے - کہ انکو
باہر کے علاقہ جات پر حکومت کرنے کے لئے بھیجا جاوے اور اگر بنی ہاشم میں سے ایسے چند
بزرگ اشخاص موجود تھے - کہ جنکو عہدہ امارت سے محروم کیا گیا تھا تو اُنکے نام درج کریں اور
یاد رکھیں کہ جبتک بوڑھے حکمران زندہ ہوں انکو نو عمر شخصوں کے حکمران بنانے کے لئے

جوابدعوے بجواب دفعہ ۸۷ - اہل شیعہ الزام عثمان پر نہیں لگاتے - بلکہ انکے طریق عمل سے
روح ابوبکر و عمر ناراض ہونگی کیونکہ انکے مجوزہ امیر انکے عہد میں معزول ہوئے - اور اگر
عثمانی رشتہ دار یعنے بنو امیہ جنکو قابل بیان کیا گیا ہے - اگر وہ واقعی قابل تھے - تو
ابوبکر و عمر دونوں عادل نہ تھے - جنہوں نے انکو عہدے نہ دئے اور یہہ تو آپکے

خلفاء کی پالیسی تھی کہ بنو ہاشم کو کمزور رکھا جاوے پہلے سے ہی بنو ہاشم کو تو ماتم پرسی سولخدا صلعم وحضرت سیدہ کی نہ دیکھی تو امارت انکو کون دیتا یا تو آپ یہہ ثابت کرتے کہ معاذ اللہ بنو ہاشم نا قابل تھے۔ مگر ہاں رشتہ دار عثمان کی طرح شرابی وبدکردار نہ تھے۔ اور بوڑھا خواہ مفقود الحواس ہو اُسکو معزول نہ کرنا چاہیئے ٭

عرضیہ دعوےٰ دفعہ ۸۸ اہل شیعہ اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کیوقت حضرت امام حسن وحضرت امام حسین رضی اللہ عنہما حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کے گرد گشت لگاتے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ یہہ دونوں اصحاب اس غرض سے گئے ہوئے تھے۔ تاکہ کوئی شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید نہ کرسکے یہہ بات درست نہیں کیونکہ اگر یہہ دونوں اصحاب لوگوں کو منع کرنے والے ہوتے تو بنی ہاشم میں سے کسکی طاقت تھی کہ بنو امیہ کے خلاف ہوکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کردیتا۔ تاکہ خلافت بنی ہاشم میں چلی جاوے بلکہ یہہ دونوں بنو امیہ کے خلاف ہوکر گئے تھے۔ تاکہ کوئی شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد نہ کرسکے کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا فوری نتیجہ یہہ ہوتا تھا کہ بنی ہاشم میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم مقرر ہوں ٭

جواب دعوےٰ بجواب دفعہ ۸۸ شیعہ ہرگز تسلیم نہیں کرتے کہ حسنین شریفین عثمان کے گھر کی گشت کرتے تھے۔ مگر سُنی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں مگر خوارج اس واقعہ کو نہیں مانتے اور سُنی ناحق تسلیم کرتے ہیں۔ اور بقول تمہارے اگر یہہ دونوں صاحبزادے لوگوں کو منع کرنے نہیں گئے تھے تو ثابت ہوا کہ انکا اتحاد ہمراہ اصحاب ثلاثہ نہ تھا اور یہہ صحیح ہے کہ انکا ثلاثہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ کیونکہ اُنہوں نے حق جناب علی اور حق فاطمۃ الزہرا غصب کیا اور گھر کو آگ لگائی یا آگ لگانے کی دھمکی دی گئی اور جو قرآن آپکے نانا پر نازل ہوا تھا مگر جلایا گیا انسے کبھی ان بزرگواروں کی مصالحت نہیں ہوسکتی۔ اور جتنے انکے ساتھ متفق الذات نہیں وہ خارجی ہیں اور انکے پیروکار بھی خوارج ہیں اور حضرت علی ہر وقت خلیفہ تھے اور بوجہ خلیفہ بلافصل ہونے کے تعین خلافت حضرت علی علیہ السلام بعد قتل عثمان نہ تھا۔ بلکہ

عرضیہ دعوےٰ دفعہ ۸۹ اہل شیعہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی بُرا جانتے ہیں کہ وہ حضرت امیر معاویہ کی طرفدار ہوکر حضرت علی کے خلاف تھیں جسکا باعث یہہ تھا۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا چاہتی تھیں محمد بن ابوبکر کو جو اگرچہ حضرت عائشہ صدیقہ کا بھائی تھا۔ مگر جس نے حضرت عثمان کو شہید کیا تھا۔ فرمان الٰہی کی تابعداری کے لئے قصاص میں دیا جاوے مگر چونکہ حضرت علی اُسکو قصاص میں نہیں دیتے تھے اسلئے حضرت

جواب دعوےٰ بجواب دفعہ ۸۹ اول مائی عائشہ صدیقہ نہ تھیں اور یہہ رُتبہ عجیب طرح پر بطور میراث پہنچا یا گیا ہے کہ باپ کا نام ناحق صدیق اور بیٹی صدیقہ مگر نہ معلوم کہ اگر وراثت کے طور پر پہنچا تھا تو ابوبکر کے کسی لڑکے کو بھی یہہ پہنچتا۔ نہ ابوبکر صدیق اور نہ ہی مائی صاحبہ صدیقہ یہہ امر قابل تسلیم ہے۔ کہ مائی عائشہ کو شیعہ اچھا نہیں کہتے مگر سدا تھے ہی خداوند

کریم بھی اُسکو اچھا نہیں کہتا دیکھو سورۂ تحریم فقد صغت قلوبکما تحقیق ٹیڑھے ہوگئے دل تم دو عورتوں کے اور دوسری جگہ پر خداوند تبارک وتعالےٰ انکی مثال ارشاد فرماتا ہے سورۂ تحریم ضرب اللّٰہ مثل الّذین کفروا امراۃ نوحا وامراۃ لوط یعنی سخت کریکے پکڑیگا اللہ عورت نوح وعورت لوط کو اور شیعہ صرف اسواسطے ہی متنفر انسے نہیں ہیں کہ وہ خلاف حضرت علی تھیں بلکہ وہ تو جناب سیدہ فاطمۃ الزہرؓا اور حسنینؓ کے بھی خلاف تھیں اور نامحرموں میں جنگ کرنے کے واسطے انکا جانا منافی ایمان نہ تھا۔ اور انکی مثال اسی طور پر ہے کہ جیسے حضرت موسےٰ کی بیوی حضرت یوشع جوکہ وصی حضرت موسےٰ تھے اونسے لڑی اور یہہ مائی صاحبہ حضرت محمد الرسول اللہ کے وصی سے لڑی اور امام حسن علیہ السلام کی نعش پر تیرزنی کرائی۔ اور محمد کو جوکہ اُنکا سوتیلا بھائی تھا عثمان کے قتل کیواسطے مروانا نہیں چاہتی تھی۔ بلکہ اپنی دشمنی کے واسطے قاتل عثمان تو ثابت نہ ہوا تھا

عرضیدعوے دفعہ ۹۰ ۔ شیعہ مذہب والے یہہ اعتراض بھی کیا کرتے ہیں کہ حضرت رقیہ اور ام الکلثوم جو دو بیٹیاں حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ یکے بعد دیگرے بیاہ دی تھیں یہہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صلب کی لڑکیاں نہ تھیں بلکہ انکی بیویوں کی پہلے خاوند کی لڑکیاں تھیں اور آپکی حقیقی ایک ہی بیٹی فاطمۃ الزہراؑ تھی جوکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ بیاہی گئی تھی مگر خدا تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں ایک سے زیادہ تھیں سیپارہ ۲۲ سورۂ احزاب رکوع ۸۔ آیت آ یاایھا النّبیّ قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین ید نین علیھنّ من جلا بیبھنّ ترجمہ اے نبی کہدے اپنی عورتوںکو اور اپنی بیٹیونکو اور مسلمانوں کی عورتوں کو نیچے لٹکا دیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس سے صاف ثابت ہے۔ کہ چونکہ خدا فرماتا ہے کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں ایک سے زیادہ تھیں اسلئے اہل شیعہ کا یہہ کہنا کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی بیٹی فاطمہ تھی۔ اور رقیہ اور ام کلثوم آپکی بیٹیاں نہ تھیں قرآن شریف کا انکار کرنا ہے

جوابدعوے بجواب دفعہ ۹۰ بقول شاعر چہ داند بوزنہ لذات ادرک نسب حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت وہ لوگ واقف ہیں جوکہ از اولاد جناب ابیطالب نسابہ ہیں اور اپنی اولاد کو وہی شخص جانتے ہیں جوکہ گھرانے کے بھیدی ہوں اور رسولخداؐ کی نسبت جملہ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ رسولخداؐ نے کبھی کوئی کام ایسا نہیں کیا جوکہ خلاف قرآن کریم ہو اور قرآن کریم تو فرماتا ہے۔ آیہ مبارکہ لاتنکحو المشرکات حتّی یومنّ نہ نکاح کرو تم مشرکوں سے جب تک کہ وہ ایمان لاویں واہ رے واہ حضرت رسولخدا کی بیٹیاں اگر رقیہ وام کلثوم ہوتیں تو ان کی شادیاں ہمراہ عتبہ و عُتیبہ جوکہ ابولہب کے لڑکے تھے انسے کیوں ہوتیں اور زینب

کی شادی ہمراہ ابو العاص کیوں ہوتی کیا رسولخدا صلعم نے خلاف قرآن کریم یہہ عمل کیا۔ خواہ رسالت رہے نہ رہے مگر عثمان کی رشتہ داری ثابت ہو جاوے اور اگر بالفرض محال یہہ لڑکیاں تسلیم کیجاویں تو انکے واسطے کوئی حدیث در فضائل ان لڑکیوں کے ضرور ہوتی مگر کوئی حدیث موجود نہیں ہے اور حضرت فاطمۃ الزہرا کیطرح جنکی شان صدیقہ۔ مرضیہ زکیہ۔ زہرا۔ بتول۔ خاتون وغیرہ وغیرہ ہیں کوئی تو ضرور ہوتی اور جو آیۂ مبارکہ سے ثابت کیا ہے کہ اگر ایک لڑکی حضرت فاطمۃ الزہرا ہوتی تو خدا قرآن میں لفظ بناتک نہ ہوتا یہہ لفظ اسواسطے آیا ہے۔ کہ جس قدر لڑکیاں جناب فاطمۃ الزہرا کی اولاد سے ہیں وہ سب لڑکیاں رسول اللہ کی ہیں۔ اور قرآن کریم کی نسبت معترض کو کیا علم ہے۔ بطور مثال پیش کرتا ہوں۔ ایک مقام پر تو قرآن کریم ارشاد کرتا ہے کہ ماکان محمد ابا احد من الرجالکم الخ کہ محمد علیہ السلام تم مردوں سے کسی کا باپ نہیں ہے اور دوسرے مقام پر آیہ مباہلہ میں خدا فرماتا ہے فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم الخ تم اپنے بیٹوں کو بولاؤ اور میں اپنے بیٹوں کو بلاتا ہوں اسجگہ پر حضرت فاطمۃ الزہرا کے بیٹوں کو بیٹے رسولخدا صلعم کے کہا گیا ہے تو بس ثابت ہوا کہ اولاد حضرت فاطمہ کے جسقدر لڑکے ہیں وہ رسولخدا صلعم کے لڑکے اور جس قدر لڑکیاں وہ رسولخدا کی لڑکیاں اور اسیواسطے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام کو یابن

عرضی دعوے دفعہ ۹۱ اور حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر چہار خلفاء راشدین کے ساتھ اس طریقہ سے محبت کرتے تھے کہ امیں سے حضرت ابوبکر صدیق سب سے پہلے اسلام لائے تھے اور حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت یار غار تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہو جانے کے لئے حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا قبول ہوئی تھی۔ اس لئے ان ہر دو کو حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنا دوست جانتے تھے۔ اور چونکہ ان ہر دو حضرات نے حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک ایک بیٹی نکاح میں دی تھی۔ اسلئے آپ ان ہر دو کو اپنی بیویوں کا باپ جانکر عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور بمنزلہ باپ کے جانتے تھے جو صفتیں کہ حضرت علی میں پائی نہیں جاتیں کیونکہ حضرت علی اون ہر دو اصحاب سے چھوٹے تھے۔ اور حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انکو اپنا داماد اور بمنزلہ اپنے بیٹوں کے جانتے تھے اس لئے ہم کو چاہیے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر کو حضرت علی سے کم پیار نہ کریں ۔

جواب دعوے بجواب دفعہ ۹۱ بقول شاعر کسی سسرے کو کیا نسبت ہے داماد پیمبر سے۔ اور یہہ غلط ہے کہ ابوبکر سب سے پہلے ایمان لایا تھا۔ بلکہ سب سے پہلے ایمان حضرت علی لائے تھے جسکو بوقت شہادت ثابت کیا جاویگا اور یہہ غلط ہے کہ ابوبکر یار تھا مگر غار موجود تھا جس سے کوئی فضیلت اس کی

ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور دوستی اور صحابہ کی حالت آپکی بخاری میں موجود ہے کہ روز محشر کو میرے چند صحابیوں کو فرشتے ہانکتے ہوئے دوزخ کو لیجاتے ہونگے تو میں سوال کروں گا خداوندا یہہ تو میرے اصحاب ہیں تو جواب ملیگا۔ کہ انہوں نے جو کچھ بدعات تیرے دین میں تیرے بعد کیں وہ تو نہیں جانتا چند بدعات پیش کرتا ہوں۔ اول حق جناب علیؑ کو اور باغ فدک کو غصب کرنا اور احراق باب فاطمہ اور جلانا قرآنوں کو وغیرہ وغیرہ اور سند پا ما آپکے ابو بکر کا حضرت فاطمۃ الزہرا رسولخدا کی پیاری بیٹی سے فغضبت فاطمۃ الزہرا علیٰ ابی بکر لم تتکلم حتیٰ ماتت لا یوذن صلوٰۃ الجنازۃ اور وہ صفتیں جو کہ اصحاب ثلاثہ میں پائی جاتی ہیں وہ واقعی حضرت علیؑ میں نہیں پائی جاتیں۔ مثلاً جہاد سے مفرور ہو جانا اور غلط خبر وفات رسول اللہ کی پھیلانا اور رسولخدا کی وفات کیوقت مانع وصیت ہونا وغیرہ وغیرہ اور آپ کی بخاری میں موجود ہے کہ جب حضرت کو معلوم ہوگا کہ یہہ صحابہ بدعتی تھے تو فرمائینگے حضرت سحقاً سحقاً یعنی ہٹاؤ ہٹاؤ انکو میرے سامنے سے

ع۔ صنید عوے دفعہ ۹۲۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت محمد الرسول اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی بیضا بنت عبد المطلب کی لڑکی زادہ کے بیٹے تھے جو عفان بن ابی العاص کے ساتھ بیاہی ہوئی تھی حضرت عثمان کے ساتھ آپنے پہلے اپنی بیٹی رقیہ بیاہ دی تھی اور جب وہ مرگئی تو دوسری بیٹی ام کلثوم بیاہ دی تھی اسلئے حضرت عثمان حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دو چند داماد تھے جس کے لئے آپکا لقب ذوالنورین تھا۔ اور حضرت علیؑ آپکے چچا ابی طالب بن عبد المطلب کے بیٹے تھے۔ اور آپکی لڑکی فاطمۃ الزہراؑ حضرت علیؑ کے ساتھ بیاہی گئی تھی۔ اور حضرت علی بمقابلہ حضرت عثمان کے حضرت محمد الرسول اللہ کے یکچند داماد تھے صرف فرق اتنا ہے کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو دو بیٹیاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بیاہ دی تھیں انمیں سے حضرت رقیہ کے بطن سے دو بیٹے عبد اللہ اکبر اور عبد اللہ اصغر پیدا ہوئے تھے اور وہ دونوں بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیوی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دو لڑکے حسن اور حسین اور ایک لڑکی ام کلثوم زوجہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پیدا ہوئی تھیں۔ اب جائے انصاف ہے کہ اگر ہم حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی محبت رکھتے ہیں تو ہمیں آپ ہی کی تقلید کرنی چاہیئے اور جس کسیکو آپ جس قدر پسند کرتے تھے اُسیقدر ہمیں بھی اسکو پسند کرنا چاہیئے اور چونکہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علیؑ کے مقابلہ میں دو چند داماد جانکر زیادہ محبت سے دیکھتے تھے اسلئے ہمیں بھی اس نگاہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے افضل جاننا چاہیئے یہہ بزرگی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت محمد الرسول صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا

کے بیٹے اور داماد تھے۔ انکو دوسرے اصحابیوں سے افضل بنادی تھی۔ نہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ سے جو کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹے اور دو چند داماد تھے۔ اور
اسلیئے ہمیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہ سے کم رتبہ والا جان کر

جوابدعوے بجواب دفعہ ۹۲ ۔ یہہ امر غلط ہے کہ عثمان جناب رسولخدا صلعم کا پھوپھی
زاد بھائی تھا۔ یہہ غلط ہے کہ عثمان رسولخدا کا داماد تھا اور اسکا جواب پورا پہلے
دیا گیا ہے۔ اور نہ وہ ذوالنورین تھا۔ یہہ امر درست ہے کہ حضرت علی جناب رسولخدا صلعم
کا چچا زاد بھائی اور داماد تھا۔ نہ عثمان رسولخدا صلعم کا داماد تھا اور نہ اولاد عثمان
نواسہ رسولخدا تھی اور ام کلثوم بنت علی کا کوئی نکاح عمر سے نہیں ہوا جس کا پورا
جواب پہلے دیا گیا ہے ہماری تو سچی محبت رسولخدا صلعم سے ہے کیونکہ رسولخدا صلعم کے ساتھ جن
لوگوں کی محبت والفت تھی اور ہے انکے ہم شیعہ بھی سچے دل سے تابعدار اور محب ہیں
اور جو دشمن خدا و رسول ہیں اُس سے ہم سخت بیزار ہیں۔ نہ آپکے اصحاب ثلاثہ دوست
خدا و رسول تھے اور نہ ہم اُنکو تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہہ غلط ہے کہ عثمان کی محبت رسول
خدا کے دلمیں تھی۔ بلکہ جب حضرت رسولخدا نے خواب میں دیکھا کہ میرے ممبر پر بندر
کودتے ہیں تو اسوقت حضرت رسولخدا صلعم نہایت محزون ہوئے تو سورہ انزلناہ نازل
ہوئی جس سے حضرت کو تسلی دیگئی کہ ایکہزار ماہ سے جو کہ بادشاہت بنو امیہ ہے اُس سے
ایک رات شب قدر بہتر ہے چنانچہ ثابت ہوا کہ عہد عثمانی بوجہ بنو امیہ ہونے کے
اسکا بھی ممبر پر کودنا بندر کا کودنا تھا۔ اور جو کوئی شخص حضرت علی علیہ السلام سے بعد از
نبی کریم کسیکو افضل مانے وہ خلاف قرآن مجید ہے کیونکہ آیہ مباہلہ میں خدا حضرت علی کو
نفس رسول اللہ قرار دیا ہے جو کوئی نفس رسول سے کسی کو افضل جانے وہ خلاف ہدایت
قرآنی ہوتا ہے جو خارج از اسلام ہوتا ہے اور شیعہ عثمان کی تحقیر نہیں کرتے بلکہ اسکے
طریق عمل سے جس چیز کا وہ مستحق ہے ویسا ہی کہتے ہیں *

عرضیدعوے دفعہ ۹۳ ۔ اور اسلیئے ہمیں حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے چاروں خلیفوں کو انکے مراتب کے موافق عزت والاخیال کرنا چاہیئے۔ پہلے
حضرت ابوبکر صدیق کو بعد ازآں حضرت عمر کو بعد ازآں حضرت عثمان کو اور بعد ازاں.

جوابدعوے بجواب دفعہ ۹۳ ۔ دراصل اس دفعہ کا جواب پہلے گذر چکا ہے مگر
نہ تو اصحاب ثلاثہ خلیفہ رسول اللہ تھے اور نہ وہ اس قابل تھے کہ اُنکو خلیفہ سمجھا
جاوے بلکہ جس قدر انبیاء گذرے ہیں اُنکے وصی و خلفاء بحکم خدا ہوئے تھے اور
یہہ خلفاء خود بلا حکم خدا بنے تھے۔ اور اگر یہہ خلفاء ہوں تو پھر حضرت علی خلیفہ بلافصل

عرضیدعوے دفعہ ۹۴ ۔ اور حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے بھی اسی طرح ہر چہار خلفاء کی عزت کرنے کا حکم دیا تھا کیونکہ آپنے فرمایا ہوا ہے کہ
کہ خیر القرون قرنی یعنے سب قرنوں یعنے زمانوں سے قرنی یعنی میرا زمانہ بہتر ہے

اور قرنی سے چاروں خلیفوں کا زمانہ مراد ہے کیونکہ قرنی میں چاروں خلیفوں کے نام کے آخر کے حرف شامل ہیں۔ اور حضرت ابوبکر کا ک اور حضرت عمر کی ر اور عثمان کا ن اور حضرت علی کی ی اور چونکہ قرنی کے زمانہ کو سب زمانوں سے افضل جاننے کا حکم ہے اسلئے ان خلیفوں کو درجہ بدرجہ ایکدوسرے سے افضل جاننا چاہئے یعنے جس طرح وہ قرنی کے لفظ میں درج ہیں یا جس طرح اون کو خلافت ملی ٭

جواب دعوےٰ بجواب دفعہ ۹۴ - یہہ ناقابل تسلیم ہے کہ عثمان و عمر و ابوبکر کی عزت کرنے کا اشارہ بھی کہیں ہوا ہو اور جو قرنی سے عبدالواحد نے تاویل کی ہے وہ تو ماشاءاللہ انہیں کا حصّہ ہے اسواسطے میں باواز دہل کہتا ہوں کہ آئندہ کیواسطے حضرات اہلسنت ابوبکر کو دو نقطے قاف سے لکھا کریں اور مدعی کی علمیت کا پتہ بھی خوب چلا بقول شاعر نیم مُلا خطرۂ ایمان وہ نیم حکیم خطرۂ جان اور یہہ رسالہ ردّ شیعہ قرآن کی آیات سے لکھا گیا ہے معاذ اللہ معاذ اللہ اور میں مدعی سے اُس ابوبقر کے معنے پوچھتا ہوں کہ اِس دو نقطے قاف کے ابوبقر کو شاید بی بی عائشہ

عرضیدعوےٰ دفعہ ۹۵ - اس امر کی تصدیق کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ہر چہار خلیفوں کو بھی اسی طرح درجہ بدرجہ پیار کرتے تھے - یہہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف کے اندر مدینہ منورہ میں مدفون ہیں اور آپکی قبر حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کے دائیں طرف ہے - اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر بھی اُسی روضہ کے اندر مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر کے دوسری طرف ہے - اور حضرت عثمان کی قبر اُس روضہ شریف کے اندر نہیں ہے - مگر مدینۂ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں ہے - مگر حضرت علی کرم اللہ وجہ کی قبر نہ تو حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف کے اندر ہے اور نہ ہی مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع کے اندر ہے - بلکہ مدینہ منورہ سے دور چالیس منزل کے فاصلہ پر کوفہ میں ہے ٭

جواب دعوےٰ بجواب دفعہ ۹۵ - یہہ بالکل غلط ہے کہ رسولخدا ابوبکر و عمر و عثمان کو پیار کرتے تھے - رسولخدا کسی کو پیار نہ کرتے تھے بلکہ رسولخدا تو اسکو پیار کرتے تھے جو محبوب خدا ہوتا تھا - مگر ان تمہارے ہر دو خلفاء یعنی ابوبکر و عمر کو تو خدا شریر کے لفظ سے تعبیر فرماتا ہے دیکھو کتاب مقدس بائیبل کتاب یسعیاہ نبی کہ میرے بعد زبردست نبی آنے والا ہے جس کی قبر دو شریروں کے پاس ہوگی - اور ذرا یہہ بھی سُن لیجئے کہ آیہ مبارکہ جوکہ پارہ ۲۲ سورہ سبا میں خدا ارشاد فرماتا ہے کہ یا ایہا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الخ کہ اے ایمان والو تم نبی کے گھر میں مداخلت نہ کرو تا وقتیکہ اذن نہ لے لو اور اس گھر کو آہنی تیشوں سے اُکھاڑ کر ابوبکر و عمر کو اندر مکان کے بدون اجازت نبی صلعم دفن کرنا اور انکی وصیت کرنا خلاف قرآن کریم ہے - جو منافی ایمان ہے

صاحبزادہ والا بھی قبول کریں یا نہ کریں ٭

اور یہہ قابل تسلیم نہیں کہ جنت البقیع میں مسلمانوں کی قبروں میں عثمان مدفون ہے۔ بلکہ اسکی قبر یہودیوں کے قبرستان میں ہے۔ اور یہہ بھی کوئی دلیل مجبت نہیں ابوبکر و عمر کی قبر نزدیک ہونیکی وجہ سے انکا مومن ہونا تسلیم ہو سکے +

عرضیدعوے دفعہ ۹۶ - چونکہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امت کے شفیع تھے اسلیئے جس وقت خدا تعالے آپکی حسب مراد آپکو امت بخشوا کر بہشت میں لیجانے کا حکم دیگا۔ تو سب سے پہلے آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جوکہ آپکے ساتھ دفن ہیں بہشت میں لیجاوینگے اور بعد ازآں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو جوکہ اُس روضہ مبارک کے اندر دفن ہیں۔ اور بعد ازآں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جوکہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع کے اندر دفن ہیں اور بعد ازآں حضرت علی کرم اللہ وجہ کو جوکہ مدینہ منورہ سے چالیس منزل کے فاصلہ پر کوفہ میں دفن ہیں +

جوابدعوے بجواب دفعہ ۹۶ - یہہ امر قابل تسلیم نہیں ہے کہ جسکی قبر قریب نبی صلعم ہوگی اُس کی نجات رسولخدا کرا دینگے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ میں جو یہود و نصاریٰ کی قبور نزدیک ہونگی وہ دور جگہ کے مسلمانوں سے پہلے بخشے جاوینگے۔ اور ابوبکر و عمر و عثمان و دیگر منافقین کی نسبت بخاری میں مرقوم ہے کہ فرشتے چند صحابہ کو ہانکتے ہوئے جہنم کیجانب لیجارہے ہونگے تو اُسوقت حضور رسولخدا ارشاد فرمائینگے خداوندا یہہ تو میرے صحابہ سے ہیں۔ اسوقت خدا ارشاد فرماویگا کہ یا محمد بعد تیرے تیرے دین میں جسقدر بدعات انہوں نے کی تھیں تو نہیں جانتا پس حضرت ارشاد فرماوینگے فسحقاً فسحقاً انکو ہٹادو اٹھادو میرے سامنے سے اور حضرت علی علیہ السلام کا شفیع ہونا آپکا شافعی وغیرہ تسلیم کرتے ہیں چنانچہ از نتائج طبع شافعی سے

علی حبہ جُنہ - قسیم النار والجنہ - وصی المصطفےٰ حقا - امام الانس والجنہ

عرضیدعوے دفعہ ۹۷ اصحاب ثلاثہ کی بزرگی حضرت علی پر اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپکی انگشتری کو جسپر آپکا نام کندہ تھا۔ حضرت ابوبکر نے پہنا تھا اور آپکی وفات کے بعد حضرت عمر نے اور وہ انگشتری حضرت عثمان کے ہاتھ سے کنوئیں میں گر گئی اور حضرت علی نے اُس انگشتری کو۔

جوابدعوے بجواب دفعہ ۹۷ - اس سے پہلے بھی جواب دیا جاچکا ہے کہ نہ اصحاب ثلاثہ مومن و مسلم تھے اور نہ وہ مومنوں کے بزرگ تھے۔ اور آیہ مباہلہ میں جناب علی علیہ السلام کو خداوند تبارک و تعالےٰ نفس رسول اللہ فرماتا ہے اور جو کوئی نفس رسولخدا اسی کو افضل بعد از رسولخدا جانتا ہے تو وہ خلاف قرآن ہے جو منافی ایمان ہے۔ اور انگشتری والا قصہ بالکل جھوٹا ہے اگر بفرض محال تسلیم بھی کیا جاوے تو ثابت ہوا کہ جائداد متروکہ رسولخدا ابوبکر و عمر و عثمان کیواسطے تو جائز و مباح تھی مگر حضرت علی اور جناب فاطمۃ الزہراؑ کیواسطے وہ جائز نہ تھی اور لانورث صرف انہیں کیواسطے تھا +

عرضید عوے دفعہ ۹۸ - اہل شیعہ لوگوں میں یہہ مشہور کرتے ہیں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امامِ اول اور واجب التعظیم جانتے ہیں، مگر یہہ بات غلط ہے کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کی نو بیبیاں تھیں اور انمیں سے ایک بیوی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھی - اور باقی آٹھ دوسری بیویاں تھیں جنکی اولاد تھی اور اہل شیعہ صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کی عزت کرتے ہیں - اور باقی ۸ بیویوں کی اولاد کی عزت نہیں کرتے جس سے ثابت ہوا کہ اہل شیعہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کے سچے تابعدار نہیں ہیں *

جوابدعوے بجواب دفعہ ۹۸ - یہہ بالکل غلط ہے کہ اہل شیعہ حضرت علیؑ کی ماسوائے اولاد جناب فاطمہ و علی کے باقی اولاد کی عزت نہیں کرتے یہہ بالکل بکواس کیگئی ہے - اور حسنین شریفین تو بحکم خدا امام و پیشوائے جملہ اہل ایمان کے ہیں اسواسطے دوسری اولاد حضرت علی علیہ السلام بھی آنجناب کو اپنا امام تسلیم کرتے تھے - اور انکی بزرگی کے ساتھ کسی اور کو یعنے بقیہ اولاد حضرت علی کو مساوات نہ تھی - کیونکہ وہ امام ہونے کی جہت سے افضل تھے - اور اسیطرح ہم بھی انکو افضل تسلیم کرتے ہیں - مگر بقول شاعر ؎ چہ داند بوزنہ لذاتِ ادرک - مدعی کی مثال اسیطرح پر ہے - اور یہہ سعادت اور بزرگی حسنین علیہم السلام کی بقول شاعر ہے

این سعادت بزور بازو نیست * گر نہ بخشد خدائے بخشندہ *

عرضید عوے دفعہ ۹۹ - اہل شیعہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کو بھی اچھا خیال نہیں کرتے کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر دو لڑکے امام حسن اور امام حسین اور تیسری بیٹی ام کلثوم تھی جو کہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیاہی گئی تھی اور جسکے گھر ایک لڑکا زید اور ایک لڑکی رقیہ ہوئی تھی اور اہل شیعہ زید اور رقیہ کا نام تک نہیں لیتے - بلکہ عمر کو بُرا کہتے ہیں *

جوابدعوے بجواب دفعہ ۹۹ - دفعہ ۹۸ میں تو مدعی تسلیم کرتا ہے کہ حضرت علیؑ کی جملہ اولاد کو شیعہ اچھا نہیں جانتے اور حضرت فاطمہؑ کی اولاد کو اچھا مانتے ہیں - اور اس دفعہ میں مدعی کہتا ہے کہ سوائے امام حسینؑ کے اور دیگر اولاد جناب فاطمہؑ کو اچھا نہیں جانتے - نہ معلوم کہ مدعی کا پہلا کہنا درست ہے یا پچھلا - اور نکاح جناب ام کلثوم ہرگز ہرگز ہمراہ عمر نہیں ہوا جس کا جواب دیا جاچکا ہے - کیونکہ حضرت ام کلثوم سنہ۱۰ ہجری میں پیدا ہوئی - اور ۳ ۵ سالہ عمر میں جبکہ سنہ۱۳ ہجری تھا - اسوقت منفسدوں کی رائے سے اُسکو ناحق خلیفہ بنایا گیا تھا - جب یہہ خلیفہ بنایا گیا تو اسوقت حضرت ام کلثوم تین سالہ تھیں اور جب عمر قتل ہوا اسوقت حضرت ام کلثوم کی عمر باراں سالہ تھی - اور اس حالت میں ایک لڑکی اور لڑکا جو پیدا ہونا بیان کرتے ہیں کبھی ذی عقول اس بات کو تسلیم نہیں کرتے - شاید مدعی

کے کسی رشتہ دار سے اس عمر میں دو اولاد کا ہونا ظاہر ہوا ہو فہذا بہتان عظیم۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو زوجۂ عمر ام کلثوم تھی۔ وہ آپکے خلیفہ ابوبکر کی صاحبزادی تھی۔ اور جو زوجۂ عمر ام کلثوم تھی اُسکی نسبت تو تحریر ہے کہ عہد عمر میں مر گئی اور یہہ ام کلثوم معرکہ کربلا میں اسیر تھیں۔ میں دعا کرتا ہون کہ مؤلف عرضیہ عوے کو خدا راہ ہدایت پر لا دے اور اہلبیت علیہم السلام کو گالیاں نہ دیوے۔ اور اگر یہہ اس فعل سے توبہ نہ کریگا تو اس کا حشر ہمراہ معاویہ ہوگا کیونکہ وہ ملعون ہے

عرضیہ عوے دفعہ ۱۰۰ - حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چونکہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی لڑکی تھی۔ اس لئے انکی اولاد کو سید کہتے ہیں اور آپکے دو بیٹے امام حسن اور امام حسین تھے شیعہ مذہب والے امام حسین کی اولاد کو سید جانتے ہیں اور اُن کا تذکرہ کرتے ہیں مگر امام حسن کی اولاد کا نام تک نہیں لیتے جو بات اس امر کی دلیل ہے کہ شیعہ مذہب والے حضرت فاطمہ کی تمام اولاد کو بھی پیار نہیں کرتے اور یہہ خاص طرفداری جو حضرت امام حسین کی اولاد سے کرتے ہیں اور امام حسن کی اولاد سے نہیں کرتے اس کا باعث یہہ ہے کہ ایران کے بادشاہ پرویز کی لڑکی شہربانو جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے باعث سنہ ۶۱ ہجری میں بیوہ ہوگئی تھیں وہ یکی بادشاہزادی تھی۔ اسلئے ملک ایران کے باشندے جو شیعہ مذہب رکھتے ہیں حضرت امام حسین کے ساتھ خاص محبت رکھتے تھے اور حضرت امام حسن کیساتھ ایسی

جواب عوے بجواب دفعہ ۱۰۰ یہہ بالکل غلط ہے کہ شیعہ مذہب والے امام حسین کی اولاد کو سید جانکر انسے پیار کرتے ہیں اور اولاد امام حسن سے پیار نہیں کرتے بلکہ شیعہ مذہب والے حسنی اور حسینی اولاد کو سید سمجھکر مساوی درجہ کا پیار کرتے ہیں۔ مگر ہاں تمہارے پیر دستگیر جو کہ شیخ عبدالقادر کے نام سے موسوم ہے جو کہ سید نہ تھا۔ اور نہ ہی امام حسن پاک کی اولاد سے وہ ہے۔ اسکو سید بھی نہیں سمجھتے اور نہ ہی اس سے پیار کرتے ہیں اور باقی دفعہ کے جزو کا جواب سابقاً دیا۔

عرضیہ عوے دفعہ ۱۰۱ - یہہ جسوقت پہلے تینوں خلیفوں کو غاصب ٹہراتے ہیں تو اُنکو بُرے لقبوں سے یاد کرنا اپنے عقاید اسلام کا جزو جانتے ہیں اور ان تینوں خلیفوں کو ظالم خیال کرکے اُنپر لعنتیں بھیجتے ہیں۔ اور یہہ خیال نہیں کرتے۔ کہ کسی شخص کو غصہ دلانے کیلئے جو لقب اسکو دیا جاتا ہے اس سے بھی بدتر یہہ لقب ہے کہ خدا تعالے اُس شخص پر لعنت بھیجے اور چونکہ خدا تعالے فرماتا ہے۔ کہ کسی شخص کو غصہ دلانے والا بُرا لقب نہ دیا کرو ورنہ تم ظالموں سے ہو جاؤ گے۔ دیکھو قرآن مجید سورہ حجرات رکوع ۲ آیت ۱ ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ہم الظالمون ترجمہ اور مت عیب لگاؤ آپ اپنے آپکو اور مت بدنام کرو ساتھ بُرے لقبوں کے

بُرا نام ہے بدکاری کا بعد ایمان کے اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو وُہی ہے ظالموں سے۔
اور جسوقت اہل شیعہ پہلے اصحاب ثلاثہ پر لعنتیں بھیجتے ہیں۔ تو یہ خود ظالم اور مستحق
لعنت ہو جاتے ہیں۔ اور جو لعنت یہ اصحاب ثلاثہ پر ڈالتے ہیں وہی لعنت بموجب

جواب دعوے بجواب دفعہ ۱۰۱ اہل شیعہ ابوبکر و عمر و عثمان کو غاصب نہیں
ٹھراتے۔ بلکہ اہل سنت کی اپنی معتبر کتابوں سے انکا غاصب و ظالم ہونا ثابت ہے
اور مستحق لعن جو ہو اُسپر لعن کرنا واجب ہے۔ مگر مستحقین لعن کو لعنت کرنا جائز
ہے۔ کیونکہ ظالموں پر خدا بارہا لعن کرتا ہے۔ اور اُنکی حمایت بھی ملعون ہی کرتے
ہیں۔ اور جو غیر مستحق کو لعن کرے اُسپر لعنت واپس عود کرتی ہے۔ مگر آپکے اصحاب
ظلمہ اور بہت سے دیگر اشخاص کو جنہوں نے ظلم کئے اُنپر لعن کرنا عین اسلام ہے۔ اور یہ آیہ
مبارکہ اُن لوگوں کے واسطے ہے کہ خدا نے ایمان والوں پر لعن کرنے سے منع فرمایا ہے
مگر جب تک ان کا اسلام و ایمان ثابت نہ کیا جاوے یہ آیہ مبارکہ کبھی تم پیش نہیں کرسکتے
مگر ایمان کہاں سے پیش کریں اور ان اصحاب ثلاثہ کے ایمان کے ثابت کرنے کے واسطے
مورخہ ۲۲۔ دسمبر ۱۹۲۲ء کو بمقام واڑہ بھائی تحصیل و ضلع فیروزپور میں سُنی و شیعہ
کا مناظرہ منعقد ہوا اور اس مناظرہ میں سنیوں کو شکست فاش ہوئی اور ابوبکر و عمر
و عثمان کا ایمان ثابت نہ ہو سکا چنانچہ ثالثان مناظرہ مذکور نے فیصلہ بحق شیعیان
برخلاف سنیان دیدیا۔ اور ان ثالثان کے دستخط مؤلف جواب دعوے ہذا کے
پاس موجود ہیں۔ تا وقتیکہ ایمان ثلاثہ ثابت نہ کیا جائے تب تلک یہ آیہ مبارکہ ہمارے

عرضید عوے دفعہ ۱۰۲ یاد رکھنا چاہیئے کہ جسوقت ماں اور باپ دونوں
آپسمیں جھگڑے تو بیٹا اگر اپنی والدہ کا طرفدار ہو کر اپنے باپ سے جھگڑے تو باپ
غصے ہو گا کہ بیٹے تجھکو چھوٹا سا پرورش کیا تھا۔ اور اب تو میری برابری کرتا ہے۔
اور اگر وہ اپنے باپ کا طرفدار ہو کر اپنی والدہ سے جھگڑے تو وہ رنجیدہ ہو گی کہ
میں نے تجھکو چھوٹا سا پرورش کیا تھا۔ اور اب تو میری برابری کرتا ہے۔ اسلئے بیٹے کو دونوں
کی عزت کا خیال رکھنا چاہیئے اور کسیکو بُرا کہنا نہیں چاہیئے بلکہ ماں اور باپ میں سے
جسکسی کو چوٹ لگے اُس کا علاج کرنا چاہیئے۔ اس سے نہ صرف وہ جسکی وہ خدمت
کریگا اس سے خوش ہو گا بلکہ دوسرا بھی جس نے اُسکو چوٹ لگائی ہو گی وہ بھی اُس بیٹے
کو شاباش کہیگا۔ اور اسیطرح ہم اُمتی لوگ ہیں۔ ہم نے اپنے بزرگان اسلام
کو نہیں دیکھا اور نہ اُنکے زمانہ میں موجود تھے اور نہ اُنکی مخاصمت کے واقعات بھی
کماحقہ ہم کو معلوم ہیں اسلئے ہمکو چاہیئے کہ ہم کسی ایک کے طرفدار ہو کر دوسرے کو بُرا نہ کہا
کریں کیونکہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ جو لوگ تم سے آگے با ایمان گذر چکے ہیں انکو بُرا نہ
کہا کرو بلکہ اُنکے لئے مغفرت مانگا کرو دیکھو پارہ ۲۸ سورہ حشر رکوع ۱ آیت ۱۰
والذین جاؤ من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا

فرمانِ الٰہی پر نظر اگر کرتے ہو؟

مقابلہ میں پیش نہیں کر سکتے ۔

بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف الرحیم ترجمہ اور واسطے انکے جو آئے انسے پیچھے کہتے ہوئے اے رب بخش ہمکو اور ہمارے بھائیوں کو کہ جو ہم سے آگے پہنچے ایمان میں اور نہ رکھ ہمارے دلمیں بیر ایمان والوں کا اور اے رب تو ہی ہے نرمی والا مہربان + خدا تعالے۔

جواب دعوے بجواب دفعہ ۱۰۲ مؤلف عرضید عوے نے جو مثال ماں اور باپ کی دی ہے وہ نہایت ہی مہمل ہے نہ معلوم کہ اصحاب ثلثہ میں ماں اُس کی کون کون تھی اور باپ کون کون کوئی تعلق واسطہ اس مثال کا نہیں اور نہ ہی اصحاب ثلاثہ صاحب ایمان تھے اور نہ ہی مومنوں کے ساتھ اصحاب ثلثہ کا کوئی تعلق اور اگر مؤلف عرضید عوے کے نزدیک وہ انکے ماں باپ تھے تو اُن کو یہہ والدین مبارک ہوں اور اصحاب ثلاثہ کی لڑائی اور اُنکی خدمت بھی انہیں یعنے مؤلف عرضید عوے کو ہی مبارک ہووے اور یہہ جو تحریر کیا گیا ہے کہ ہم ان بزرگان کے زمانہ میں نہیں تھے اور نہ ہی کما حقہ اُنکی مخاصمت کا کوئی پتہ ہے۔ تو بزرگی انکی کس طرح تسلیم کیجاتی ہے۔ مگر اہل شیعہ تو انکی تمام کرتوت سے واقف ہیں کبھی وہ بھی ثلاثہ کے دام تزویر میں آسکتے ہیں جو کامل الایمان ہیں۔ اور آیہ مبارکہ جو پیش کیگئی ہے۔ وہ ایمان والوں کے واسطے ہے نہ کہ اون لوگوں کیواسطے ہے کہ جو مصداق آیہ مبارکہ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ہوں جب تک اصحاب ثلاثہ صاحب ایمان ثابت نہ کرلیویں تب تک ایسی آیاتیں پیش کرنے کا علمبردار یزید معاویہ

عرضید عوے دفعہ ۱۰۳ جسوقت کوئی شخص کسی زندہ شخص کی پس پشت اُس کی بدخوئی کا ذکر کرتا ہے۔ تو اُس کو غیبت کہتے ہیں اور خدا تعالے غیبت کرنے سے منع فرماتا ہے کہ غیبت کرنا اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا ہے دیکھو سیپارہ ۲۶ سورہ حجرات۔ رکوع ۲۔ آیت ۲ یاایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ ط واتقوا اللہ ان اللہ تواب الرحیم ترجمہ اے ایمان والو بچتے رہو بہت تہمتیں کرنیسے تحقیق بعض تہمت گناہ ہے اور بھید نہ ٹٹولو کسی کا اور غیبت نہ کرا یکدوسرے کی بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسی کو کہ کھاوے گوشت اپنی بھائی کا جو مردہ ہو سو نفرت آتی تمکو اُس سے اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے چونکہ اہل شیعہ مرے ہوئے اصحاب ثلاثہ کی غیبت کرتے اور انکو بُرا کہتے ہیں اسلئے یہہ آیت صاف الفاظ میں اہل شیعہ کو منع کرتی ہے۔ کہ اپنے مرے ہوئے بھائیوں اصحاب ثلاثہ کے حق میں بُرے الفاظ نہ کہا کرو کیونکہ تم زندہ کا نہیں بلکہ مردہ کی غیبت کرکے اُسکا گوشت کھانیوالے ہو

جوابدعوے بجواب دفعہ ۱۰۳ مؤلف عرضیدعوے کاش کہ غیبت کے
معنے ہی جانتا تو ایسا نہ کہتا۔ غیبت وہ ہے جسکو کسی کے پس پشت تہمت دیجاوے
اور اہل شیعہ اصحاب ثلاثہ کو الزام تو نہیں دیتے بلکہ جو کچھ اُنہوں نے کیا ہے وہ کہتے
ہیں حالانکہ یہہ غیبت نہیں ہے۔ غیبت کرنا بُرا ہے اور سچے واقعہ کا پیش کرنا
غیبت نہیں ہے۔ اور منافقوں کا قصہ خداوند تبارک وتعالے پارہ پہلا سورۂ
بقر میں ارشاد فرماتا ہے جو کہ غیبت نہیں ہے۔ اگر اسکو غیبت سمجھیں تو خدا ایسا
نہ فرماتا۔ **یخدعون اللہ والذین اٰمنوا وما یخدعون الا انفسہم وما
یشعرون** ۔ ترجمہ دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور ایمان والوں سے اور کسیکو
دغا نہیں دیتے مگر آپکو اور نہیں بوجھتے کیا یہہ قصہ جو خداوند کریم نے بیان فرمایا ہے
کیا یہہ غیبت ہے پس اس سے صاف ثابت ہے۔ کہ امر واقعہ کا پیش کرنا غیبت
نہیں ہے اور اگر یہہ غیبت ہے تو ابن ابی منافق اب تو مر چکا ہوا ہے اور اُس کے
دوست بھی مر چکے ہیں اگر ہم آیت کو تلاوت کریں تو اسکا نام غیبت ہے۔ اور اس
آیہ مبارکہ میں بھی شرط ایمان ہے اور آپ کے اصحاب ثلاثہ صاحب ایمان نہ تھے
اسواسطے اس آیت کا تعلق اسجگہ نہیں ہے۔ اور تم تو چاہتے ہو کہ ہماری بزرگوں
کی افشاء راز ونفاق نہ ہو مگر جب تک انصاف کا نام دنیا میں موجود ہے۔

عرضیدعوے دفعہ ۱۰۴ اہل شیعہ کو یہہ خبر نہیں کہ بروز قیامت ہر ایک
شخص نفسی نفسی میں مبتلا ہوگا اور اسوقت باہمیں خانہ جنگیوں کی بجائے
جس شخص نے خدا تعالے کا نام زیادہ لیا ہوگا وہی سبقت لیجاویگا یعنے اگر
کوئی شخص شیطان کا زیادہ ذکر کرتا رہے تو اسکو کوئی فائدہ نہیں ہوگا جب تک
کہ وہ خدا تعالے کا ذکر خیر نہ کرے اور اسلئے جو وقت یہہ اصحاب ثلاثہ کی غیبت
کرنے اور انکو برا کہنے میں خرچ کرتے ہیں۔ اگر یہہ اسوقت خدا تعالے کی یاد میں
صرف کرکے اس کا ثواب حضرت امامین کے ارواح مبارک کو بھیجیں تو بہت افضل ہوگا۔

جوابدعوے بجواب دفعہ ۱۰۴ علمبردار یزید ومعاویہ کو اپنے بزرگوں کے بچاؤ
کیواسطے خوب سوجھی مگر مومن بھی کبھی شیطان کے دام تزویر میں آتے ہیں اور حق
ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتا چنانچہ دفعہ ۱۰۴ میں جو مثال دیگئی ہے اُسمیں شیطان کو
صاف الفاظ میں مناسبت اصحاب ثلاثہ سے دیگئی ہے خیر مؤلف عرضی دعوے جانے
اور سُنی ہمیں اس سے کچھ مطلب نہیں۔ مگر بالاتفاق سُنی جسوقت تلاوت قرآن پاک
کرنی شروع کرتے ہیں۔ تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہکر شروع کرتے
اور جب ذکر کلمہ طیبہ ہوتا ہے تو اس میں پہلے لا الہ جو کہ نفی اصنام ہوتی ہے
جس سے ثابت ہے کہ جب تک بیزاری دشمنان دین سے نہ ہو تب تک تولا دوستان
دین سے نہیں ہوتا جبتک غیر الوہیت سے بیزاری نہ ہو سچے خدا کی تابعداری نہیں

تمسک مومنین انکے نفاق کو ذکر کرکے غلط ہیں *

ہوتی اسلیئے دشمنانِ دین سے شیعہ بیزاری ہمیشہ کرتے رہے اور کرتے رہینگے۔ اور لعن خدا نے قرآن میں اور رسول خدا نے احادیث میں مستحقین کو کیا ہے اسواسطے شیعہ اتباع حکم خدا و رسول اللہ کرتے ہوئے مستحقین کو لعنت کرتے ہیں ؛

عرضنیدعوے دفعہ ۱۰۵ حضرت عثمان نے قرآن مجید کو جمع کیا تھا۔ اور موجودہ صورت قرآن مجید کی وہی ہے اور اہل شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کے متعلق جو آیات اسمیں درج تھیں وہ نکال دی ہوئی ہیں جو بات کہ غلط ہے کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے **انا نحن نزّلنا الذّکر وانّا لہ لحافظون** ۔ ترجمہ تحقیق ہم نے نازل کیا قرآن کو اور تحقیق ہم واسطے اُس کے حفاظت کرنے والے ہیں اور چونکہ خداوند تعالےٰ قرآن مجید کا محافظ ہے۔ اسلیئے قرآن مجید میں سے کوئی آیت نہیں نکلی اور اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کسی آیت کو نکالدیتے تو جسوقت حضرت علی کا زمانہ آیا تھا۔ تو وہ اپنے مطلب کی آیتیں قرآن مجید میں درج کردیتے۔ جو ایسی بات نہیں اسلیئے ہے شبہ اہل..

جوابدعوے بجواب دفعہ ۱۰۵ ۔ عثمان نے قرآن کریم کو ہرگز ہرگز خود جمع نہیں کیا ہاں اُسنے اپنے عہد میں قرآنوں کو جلواکر اسی ترتیب موجودہ صورت والی پر جو کہ مطابق تنزیل نہیں ہے جمع کردیا تھا۔ اور یہہ ہرگز ہرگز کسی شیعہ کا ایمان نہیں ہے کہ قرآن کریم سے آیات نکالی گئی ہوئی ہیں مگر ہاں علماء اہل سنت اس بات کے ضرور قائل ہیں کہ قرآن میں سے بہت آئتیں نکلی ہوئی ہیں جس کی صداقت تفسیر دُرِّ منثور مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی اہل سنت و دیگر علماء سے ہوسکتی ہے۔ اور خدا کے کلام اور اسکے محافظِ خدا ہونے کا دعوےٰ اہل شیعہ کو ہی ہے۔ اگر یہہ اعتقاد شیعہ مذہب کا تھا تو آپ کسی کتاب کا حوالہ تو دیتے مگر جھوٹے پر لعنت خدا کی مگر ہاں یہہ ایمان ہمارا ہے کہ تنزیل کے مطابق ترتیب اس قرآن موجودہ کی نہیں ہے۔ **اور اسکے متعلق ایک سوال کرتا ہوں اُسکا جواب خدارا مجھکو ضرور دینا** ورنہ ہم تمکو لاجواب سمجھیں گے۔ **(سوال)** کیا عثمان تنزیل قرآن سے واقف تھا۔ اور اگر واقف تھا تو پھر اُسنے خلاف تنزیل کیوں ترتیب دلائی اور اگر تنزیل سے واقف نہ تھا تو پھر اُن قرآنوں کو جو کہ مطابق تنزیل مرتب ہوئے تھے اُنکو کیوں جلوا دیا۔ اور اس راز پر ضرور روشنی ڈالکر ممنون فرمانا اور تمام قصہ مومنین و منافقین و کفار کا خلط و مخلوط کرنا اس عثمان کا منشاء تھا۔ مزید برآن سوانح عثمان جو کہ محبوب بیگ نے لکھی ہے وہ لکھتا ہے کہ حضرت عثمان نے کاتبونکو یہہ حکم دیا تھا۔ کہ جس لفظ کا پتہ نہ ملے اُسکو ہاشمیوں کی زبان سے لفظ لیکر ڈالدینا۔ اسکے کیا معنے اور آئندہ کے

اہل سنت کا مکمل تجزیہ ... رسالہ موعظہ تحریف قرآن میں ملاحظہ فرمائیں جس میں ... کا عقیدہ تحریف قرآن اور ... کا عقیدہ عدم تحریف قرآن کتب معتبرہ سے ثابت کیا گیا ہے۔

عرضیہ دعوےٰ دفعہ ۱۰۶ - اہل شیعہ مسجدوں میں جاکر باجماعت نماز
ادا نہیں کیا کرتے اور کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مسجد میں
نماز پڑھتے ہوئے دشمنوں نے شہید کردیا تھا اسلیئے ہم مسجد میں نماز
نہیں پڑھتے اور یہہ نہیں جانتے کہ جب مسجد میں نماز پڑھنا حضرت محمد
الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی سے بھی ثابت ہے تو انکا
مسجد میں جاکر نماز نہ پڑھنا حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی

جوابدعوےٰ بجواب دفعہ ۱۰۶ اگر نہ بیند بروز چشم شپرہ چشم - چشمۂ آفتاب
را چہ گناہ - یہہ بالکل جھوٹھ ہے کہ شیعہ مسجدوں میں نہیں جاتے اور نہ باجماعت
نماز ادا کرتے ہیں - مگر ہاں آپکی پیشنمازی اور امامت کی طرح ہمارے ہاں پیشنمازی
و امامت نہیں ہے اور اس جگہ موزوں ہوگا کہ آپکی امامت اور پیشنمازی پر کچھ
لکھا جاوے - تعریف امام سُنیان خود خوبصورت ہو اچھا لباس ہو خاندانی ہو
اگر یہہ صفات امام میں نہ ہوں تو پھر اُس کی زوجہ خوبصورت ہو - یا جس کا
آلہ تناسل سب سے چھوٹا ہو - وہ قابلِ امامت ہے حالانکہ توریت سے ثابت
ہے کہ امامت بنو اسماعیل کیواسطے ہے اور قرآن پاک سے بھی امامت برائے ذریت
اسماعیل ہے - اور صحاح ستہ میں ہے کہ امامت قریشیوں کے واسطے تھی مگر صفات

عرضیہ دعوےٰ دفعہ ۱۰۷ اسلیئے اہل شیعہ کو چاہیئے کہ اپنے عقاید سے توبہ کرکے
مسجدوں کو آباد کرنے اور قرآن مجید کی تلاوت کی طرف زیادہ مشغول ہوویں اور
یقین جان لیویں کہ قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رہنا کسی شخص کی غیبت
کرنے اور اصحاب ثلاثہ کو برا کہنے سے بہت افضل ہے اور بروز قیامت ایسے خدا تعالےٰ
کی عبادت کرنے کا سوال ہوگا نہ کہ لوگوں کو برا کہنے کا +

جوابدعوےٰ بجواب دفعہ ۱۰۷ - واہ حلوا خور ملاں شیعیان علی ناجی ہیں
اور مذہب انکا برحق ہے اور بہت سے اشخاص سنی المذہب سے بعد تحقیقات
متنفر ہوکر توبہ و بیزاری سنیت و خارجیت سے کرکے شیعہ مومن ہوگئے ہیں کیونکہ
بانیان مذہبِ سنی یزید و معاویہ ہیں) اور زیر سایۂ عاطفت اہلبیت علیہم السلام
ہوکر کماحقہ اسلام کو قبول کیا اور جس قدر شیعہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں
سُنی تو کچھ بھی نہیں کرتے اور مساجد شیعوں کی بفضل خدائے قیوم آباد ہیں اور تا
وقتیکہ دشمنانِ دین سے بیزاری نہ ہو تب تک اتباع محمدی نہیں ہوسکتی اور بدوں

عرضی دعوےٰ دفعہ ۱۰۸ مسلمانوں کے دو فرقے ایک حنفی دوسرا شیعہ
مشہور ہیں اور باقی ان دونوں کی شاخیں ہیں آؤ قرآن مجید سے دریافت کریں
چونکہ قرآن مجید خدا تعالےٰ کا کلام ہے - اسلیئے خدا تعالےٰ نے ان دونوں فرقوں
میں سے کس فرقہ کے اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے - اور چاہیے کہ ہمارے فیصلہ میں

کی تابعداری سے انحراف کرنا ہے +

مذکرہ بالا نہ معلوم کہ کہاں سے بنگئیں +

کی تابعداری سے پرہیز لازمی ہے +

قرآن مجید کی وہ تمام آیتیں درج ہو جاویں جن میں حنفی اور شیعہ دونوں لفظ
قرآن مجید میں درج ہیں - قرآن مجید میں شیعہ کے معنے فرقہ اور حنیف کے معنے ایک طرف کا پیچھے
(اول) فرعون نے لوگوں کو شیعہ (فرقہ فرقہ) بنایا تھا - دیکھو پارہ ۲۰ سورہ
قصص رکوع ۱ آیت ۴ ان فرعون علا فی الارض وجعل اهلها شیعا
یستضعف طائفة منهم یذبح ابناءهم ویستحیی نساءهم انه کان
من المفسدین ٥ ترجمہ تحقیق فرعون چڑھ رہا تھا ملک میں اور کر رکھے تھے
وہاں کے لوگ شیعہ (فرقہ فرقہ) کمزور کر رکھا تھا ایک فرقہ کو اور انہیں ذبح
کرتا انکے بیٹے اور جیتی رکھتا انکی عورتیں وہ تھا فساد والنے والوں میں سے -
(دوم) حضرت موسیٰ کے پاس اس کے شیعہ فرقہ والے نے شکایت کی دیکھو پارہ ۲۰
سورہ قصص رکوع ۲ آیت ۱۴ ودخل المدینة علی حین غفلة من
اهلها فوجد فیها رجلین یقتتلن هذا من شیعته وهذا من
عدوه فاستغاثه الذی من شیعته علی الذی من عدوه
فوکزه موسیٰ فقضی علیه قال هذا من عمل الشیطن انه
عدو مضل مبین ٥ ترجمہ اور آیا شہر کے اندر جسوقت بے خبر ہوئے تھے
وہاں کے لوگ پھر پائے اس میں دو مرد لڑتے یہ شیعہ (فرقہ) اسکے سے اور
یہ اس کے دشمنوں سے پس فریاد کی اس پاس اسکے جو تھا شیعہ (فرقہ)
اس کے جو تھا اس کے دشمنوں میں پھر پکارا اس کو موسیٰ نے پھر اسکو مار
ڈالا بولا یہ ہوا شیطان کے کام سے بیشک وہ دشمن ہے بہکانے والا صریح -
(سوم) خدا چاہے تو ایک شیعہ فرقہ کو دوسرے شیعہ فرقہ سے عذاب کرا سکتا ہے
دیکھو سیپارہ ۷ سورۃ انعام - رکوع ۷ آیت ۵ - قل هو القادر علی
ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او
یلبسکم شیعا ویذیق بعضکم باس بعض انظر کیف نصرف
الایت لعلهم یفقهون ٥ ترجمہ - تو کہہ اس کو قدرت ہے کہ بھیجے تم پر
عذاب - اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا بھڑا دے تمکو شیعہ (فرقہ فرقہ
کر کر) اور چکھا دے ایک کو لڑائی ایک کی دیکھ کس کس طرح سے ہم کہتے ہیں باتیں -
(چہارم) قیامت کے دن نافرمان شیعہ کو عذاب ہوگا دیکھو پارہ ۱۶ سورہ مریم رکوع
۵ آیت ۷۰ ثم لننزعن من کل شیعة ایهم اشد علی الرحمن عتیا
ترجمہ - پھر جدا کرینگے ہر ایک گروہ میں سے جو کہ سخت رکھتا تھا رحمان سے
(پنجم) حضرت ابراہیم کے والدین بت پوجتے تھے اسلئے جسوقت اپنے والدین کے
طریقہ کو نفرت سے دیکھ کر حضرت نوح علیہ السلام کی روش حضرت ابراہیم نے اختیار
کی تو حضرت نوح کے شیعہ (فرقہ) کے ہو گئے دیکھو پارہ ۲۳ سورہ والصّٰفّٰت

رکوع ۳ آیت ۵ - سلام علیٰ نوحٍ فی العالمین (۶) انّا کذالک نجزی
المحسنین - (۷) انّہ من عبادنا المؤمنین (۸) ثم اغرقنا الآخرین
(۹) وانّ من شیعتہ لابراھیم (۱۰) اذ جاء ربّہ بقلب سلیم (۱۱) اذ
قال لابیہ وقومہ ماذا تعبدون (۱۲) ائفکاً آلھۃً دون اللہ
تریدون (۱۳) فما ظنکم برب العالمین ترجمہ آیت (۵) سلام ہے نوح
پر سارے جہان والوں میں (۶) ہم یوں بدلہ دیتے ہیں نیکی والوں کو (۷) وہ ہے
ہمارے بندوں ایماندار میں (۸) پھر غرق کردیا ہمنے دوسروں کو (۹) اسکے فرقہ
میں سے (شیعہ) تھا ابراہیم (۱۰) جب آیا اپنے رب کے پاس لیکر دل سلیم - (۱۱)
جب کہا اپنے باپکو اور اسکی قوم کو تم کیا پوجتے ہو (۱۲) کیوں جھوٹھ بنائے معبودوں
کو اللہ کے سوائے چاہتے ہو (۱۳) پھر کیا خیال کیا ہے تمنے جہان کے صاحب کو
(ششم) دل سلیم کے بعد جسوقت حضرت ابراہیم نے بت پرستی کو بالکل نفرت کی نگاہ
سے دیکھا تو اپنا نام حنیف مسلمان رکھا - دیکھو سپارہ ۷ سورہ انعام رکوع ۹
آیت ۵ واذ قال ابراھیم لابیہ آزر اتتخذ اصناما آلھۃ انّی
اراک وقومک فی ضلٰل مبین (۶) وکذالک نری ابراھیم ملکوت
السّمٰوات والارض ولیکون من الموقنین - (۷) فلمّا جنّ علیہ
الّیل رأیٰ کوکبا قال ھذا ربی فلمّا افل قال لا احب الآفلین -
(۸) فلمّا رأیٰ القمر بازغا قال ھذا ربّی فلمّا افل قال لئن لم یھدنی
ربّی لاکوننّ من القوم الضّالّین ۰ (۹) فلمّا رأیٰ الشّمس بازغۃ قال
ھٰذا ربّی ھٰذا اکبر فلمّا افلت قال یٰقوم انّی بریٓءٌ مّما تشرکون ۰
(۱۰) انّی وجّھت وجھی للّذی فطر السّمٰوات والارض حنیفا وما
انا من المشرکین ۰ ترجمہ - (۵) جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر کو تو
کیا پکڑتا ہے مورتوں کو خدائیں دیکھتا ہوں تو اور تیری قوم صریح بہکی ہوئی ہے
(۶) اور اسطرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کو سلطنت آسمان اور زمین کی تاکہ
یقین اسکو آوے (۷) پھر جب اندھیری آئی اسپر رات دیکھا ایک تارا بولا یہ ہے
رب میرا پھر جب وہ غائب ہوا بولا مجھکو خوش نہیں آتے چھپ جانے والے (۸) پھر
جب دیکھا چاند چمکتا بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہوا بولا اگر نہ راہ دے
مجھکو میرا رب تو بیشک میں رہوں بہکتے لوگوں میں (۹) پھر جب دیکھا سورج چمکتا
بولا یہ ہے رب میرا یہ رب بڑا ہے پھر جب وہ غائب ہوا بولا اے قوم میں
بیزار ہوں جنکو تم شریک کرتے ہو - (۱۰) میں نے اپنا منھ کیا اسی کی طرف جس نے
بنائے آسمان اور زمین (حنیف) ایکطرف کا ہوکر اور میں نہیں شریک کرنے
(ہفتم) حضرت ابراہیم نے جسوقت حنیف مسلمان بنکر خدا تعالے کیطرف رجوع

کیا تو چند آزمائشوں میں پورا اتر جانے کی بدولت خدا تعالےٰ نے اُسکو امام مقرر
کیا اور وعدہ کیا کہ تیری نسل سے نبی پیدا کیا کروں گا۔ پارۂ اول سورہ بقر
رکوع ۱۵ آیت تیسری وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ
اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ قَالَ لَا يَنَالُ
عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ۝ ترجمہ اور جب آزمایا ابراہیم کو اس کے رب نے کئی
باتوں میں پھر اُس نے پوری کیں فرمایا میں تجھکو کروں گا سب لوگوں کا امام
بولا اور میری اولاد میں بھی کہا نہیں پہونچتا میرا اقرار بے انصافوں کو۔

(ہشتم) خدا تعالےٰ نے حضرت ابراہیم حنیف کے طریقہ کو سیدھا قرار دیا اور
حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی تابعداری کرنیکا حکم دیا دیکھو
پارہ ۱۴ سورہ نحل رکوع ۱۶ آیت ۱ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا
لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (۲) شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ
وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (۳) وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَ
اِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (۴) ثُمَّ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ
مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ ترجمہ آیت (۱)
تحقیق ابراہیم تھا راہ ڈالنے والا حکم بردار اللہ کا حنیف اور نہ تھا مشرکوں میں
(۲) حق ماننے والا اس کے احسانوں کا اُسکو اللہ نے چن لیا اور چلایا سیدھی راہ
پر (۳) اور دی دنیا میں اسکو خوبی اور وہ آخرت میں اچھے لوگوں میں (۴)
پھر حکم بھیجا ہمنے تجھکو کہ چل دین ابراہیم حنیف پر اور نہ تھا مشرکوں سے *

(نہم) اور فرمادیا کہ دین حنیف کو بدلنا نہیں چاہیئے اور دین حنیف کو چھوڑ کر
مشرک بننے والے شیعہ ہوتے ہیں جو اپنی نفسانی خواہشوں کی تابعداری کرتے ہیں
دیکھو سیپارہ ۲۱ سورۂ روم رکوع ۴ آیت ۳ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ
حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ
الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (۴) مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ
وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ
وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ ترجمہ۔ سو تو سیدھا
رکھ اپنا مونھ دین حنیف پر وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو بدلنا نہیں
اللہ کے بنانے کو یہی ہے دین سیدھا لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے۔ ( ) سب رجوع
ہو کر اسکی طرف اور اس سے ڈرتے رہو اور کھڑی رکھو نماز اور مت ہو شرک والوں میں سے
( ) جنہوں نے تفرقہ ڈالا دین میں اور ہو گئے شیعہ ہر فرقہ جو اپنے پاس ہے اُس پر

(دہم) حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے شیعہ کا تعلق
چھوڑ کر حنفی مسلمان ہونے کا حکم دیا تھا دیکھو سیپارہ ۸ سورۂ انعام رکوع ۲۰

آیت ۵ اِنَّ الَّذِینَ فَرَّقُوا دِینَہُم وَکَانُوا شِیَعًا لَّستَ مِنہُم فِی شَیئٍ
اِنَّمَا اَمرُہُم اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ یُنَبِّئُہُم بِمَا کَانُوا یَفعَلُونَ (۶) مَن جَاءَ
بِالحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشرُ اَمثَالِہَا وَمَن جَاءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَلَا یُجزٰی اِلَّا مِثلَہَا
وَہُم لَا یُظلَمُونَ ٥ (۷) قُل اِنَّنِی ھَدٰنِی رَبِّی اِلٰی صِرَاطٍ مُّستَقِیمٍ ٥
دِینًا قِیَمًا مِّلَّۃَ اِبرَاھِیمَ حَنِیفًا وَمَا کَانَ مِنَ المُشرِکِینَ - ترجمہ
آیت ۵ اور جنہوں نے تفرقہ ڈالا دین اپنے میں اور ہوگئے شیعہ فرقہ تجھکو انسے
کوئی کام نہیں - انکا کام حوالے اللہ کے پھر جتادیگا انکو جیسا کچھ کرتے تھے -
(۶) جو کوئی لایا نیکی اسکو ہے اس کے دس برابر جو کوئی لایا برائی سو سزا پائیگا
اتنی ہی اور انپر ظلم نہ ہوگا - (۷) تو کہو مجھکو تو سوجھائی میرے رب نے راہ سیدھی
دین صحیح ملت ابراہیم کی جو حنیف تھا اور نہ تھا مشرکوں سے -

(یازدہم) اور حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اعلان کردو کہ آپ
دین حنیف کے تابعدار رہو - دیکھو سیپارہ ۱۱ سورۂ یونس رکوع ۱۱ آیت ۱
قُل یٰاَیُّہَا النَّاسُ اِن کُنتُم فِی شَکٍّ مِّن دِینِی فَلَا اَعبُدُ الَّذِینَ تَعبُدُونَ
مِن دُونِ اللّٰہِ وَلٰکِن اَعبُدُ اللّٰہَ الَّذِی یَتَوَفّٰکُم وَاُمِرتُ اَن اَکُونَ
مِنَ المُؤمِنِینَ ٥ (۳) وَاَن اَقِم وَجہَکَ لِلدِّینِ حَنِیفًا وَلَا تَکُونَنَّ
مِنَ المُشرِکِینَ ٥ ترجمہ آیت (۱) تو کہو اے لوگو اگر تم شک میں ہو میرے
دین سے تو میں نہیں پوجتا جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اور لیکن میں پوجتا ہوں
اللہ کو جو تمہاری روحوں کو قبض کر لیتا ہے اور مجھکو حکم ہے کہ رہوں ایمان والوں
میں (۳) اور یہہ کہ سیدھا کروں مونہہ اپنا دین حنیف پر اور مت ہوؤں شرک والوں میں سے

(دوازدہم) اور فرمادیا کہ اہل کتاب کے مقابلے میں تم اپنے آپکو حنفی مسلمان مشہور
کرنا - دیکھو پارہ ۳ سورۂ آل عمران رکوع ۷ آیت ۳ مَا کَانَ اِبرَاھِیمُ
یَھُودِیًّا وَّلَا نَصرَانِیًّا وَّلٰکِن کَانَ حَنِیفًا مُّسلِمًا وَمَا کَانَ مِنَ المُشرِکِینَ ٥
ترجمہ - نہ تھا ابراہیم یہودی اور نہ نصرانی لیکن تھا حنیف مسلمان اور نہ تھا مشرکوں سے

(سیزدہم) اور کہا کرو کہ ہم ملتِ ابراہیم حنیف کی تابعداری کرکے سیدھے راستہ
پر ہیں دیکھو سیپارہ ۱ سورہ بقر رکوع ۶ وَقَالُوا کُونُوا ھُودًا اَو نَصٰرٰی
تَھتَدُوا قُل بَل مِلَّۃَ اِبرَاھِیمَ حَنِیفًا وَمَا کَانَ مِنَ المُشرِکِینَ ٥ ترجمہ
اور کہتے ہیں ہو جاؤ یہود یا نصارے تو راہ پر آؤ تو کہو کہ بلکہ ہمنے پکڑی راہ
ابراہیم حنیف کی اور جو نہ تھا مشرکوں سے ٭

(چہاردہم) اور خدا تعالےٰ نے قطعی فیصلہ دیدیا کہ سب دینوں سے دین حنیف
اچھا ہے جسکے تابعدار حضرت ابراہیم کو خدا تعالےٰ نے دوست پکڑا تھا دیکھو سیپارہ
پانچ سورہ نساء رکوع ۸ آیت ۱۰ وَمَن اَحسَنُ دِینًا مِّمَّن اَسلَمَ وَجہَہٗ

لِلّٰہِ وَھُوَ مُحسِن وَاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبرَاھِیمَ حَنِیفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبرَاھِیمَ
خَلِیلًا ۝ ترجمہ اور اس سے بہتر کسکی راہ جسنے منہہ دھرا اللہ کے حکم پر اور
نیکی میں لگا ہے۔ اور چلا دین ابراہیم حنیف پر اور اللہ نے پکڑا ابراہیم کو یار
(پانزدہم) اور صاف حکم دیدیا کہ تمام لوگ دین حنیف کی تابعداری کریں دیکھو
سیپارہ ۴ سورہ آل عمران رکوع ۱۰ آیت ۴ قُل صَدَقَ اللّٰہُ فَاتَّبِعُوا
مِلَّةَ اِبرَاھِیمَ حَنِیفًا ط وَمَا کَانَ مِنَ المُشرِکِینَ ۝ ترجمہ تو کہو سچ
فرمایا اللہ نے اب تابع ہو جاؤ دین ابراہیم حنیف کے اور نہ تھا وہ مشرکوں سے۔
جواب دعوے بجواب دفعہ ۱۰۸ - یہہ امر قابل تسلیم نہیں ہے کہ مؤلف عرضی دعوے
اور اس کے فرقہ کے لوگ وہ حنفی ہوں کہ جو ابراہیمی حنفیت سے مراد ہے کیونکہ
مدعی نے اپنی عرضی دعوے کے دفعہ ۵ میں تسلیم کیا ہے کہ محمد بن نعمان کوفی نے
اپنا تخلص حنیف رکھا اس سے ثابت ہوا کہ قبل از ابو حنیفہ یہہ فرقہ حنفی نہ تھا
اور قرآن پاک میں سُنی یا اہل سنت کا لفظ نہیں ہے اور شیعہ کا نام بارہا کلام الٰہی
میں آیا ہوا ہے اسواسطے یہہ فرقہ بدعتی ہے اور اس کے بدعتی ہونے کا ثبوت شیخ
عبد القادر نے اپنی کتاب غنیہ میں خوب دیا ہے اور یہہ مذہب بدعتی موسومہ
بہ نعمانی و مالکی و شافعی و حنبلی ہے نہ کہ حنفی ابراہیمی اور یہہ جو فرقہ اہل شیعہ
ہی ہر نماز کے شروع میں اپنے آپکو ابراہیمی مسلمان حنیف ہونے کا ثبوت اس طرح
سے دیتے ہیں عَلٰی مِلَّةِ اِبرَاھِیمَ حَنِیفًا وَمَا اَنَا مِنَ المُشرِکِینَ جس قدر آیات
شان حنفی ابراہیمی میں وارد ہیں وہ سب اصلی حنفی شیعہ کے حق میں ہیں۔ اور آیۂ
مبارکہ پارہ ۲۰ میں جو تحریر کیا ہے۔ اس سے فرقہ کے معنے میں اور شیعان پنجتن
کے حق میں اس آیہ کو پیش کرنا مبنی بر جہالت ہے۔ مگر ہاں اس سے یہہ تو ثابت ہے
ایک شیعہ فرقہ خلاف فرعون تھا جو کہ خداپرست تھے اور با ایں ہمہ کہ انکے لڑکے
ذبح کر دیتے تھے مگر پھر بھی وہ خداپرستی سے باز نہ آئے۔ اور دوسری آیہ مبارکہ
سے صاف ثابت ہے کہ ایک فرقہ موسےٰ علیہ السلام کا تھا اور دوسرا فرقہ برعکس
خلاف موسےٰ ع تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ برخلاف مذہب شیعہ جو کہ پیرو کار حضرت
موسےٰ تھے وہ خارج از اسلام تھے اور اسوقت جو شیعیان پنجتن پاک کے خلاف جو
فرقہ ہا ہیں وہ سب کے سب یہی مثال رکھتے ہیں کہ وہ فرعونی و خلاف حضرت موسےٰ
علیہ السلام کے خلاف ہیں یعنے خارج از اسلام اور بھی لوگ ہیں بہکانے والے شیاطین
سے اور شیعیان پنجتن کے خلاف جو رسالہ مؤلف عرضیہ دعوے نے تحریر کیا ہے۔ وہ فعل
بھی اُس کا شیطان کے بہکانے سے ہے۔ اور تیسری آیہ مبارکہ سے صاف ثابت ہوتا
ہے کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو عذاب کرتا ہے۔ اب رہا سوال حق و باطل کا واہ سبحان اللہ
کلمہ رسول اللہ کا اور قرآن خدا کا دین خدا کا اور مذہب ابو حنیفہ یعنے نعمان بن

پس ثابت ہوا کہ یہ مذہب خلاف دین خدا و رسولخدا ہے جو خارج از اسلام ہوکر
الملقب بہ خارجی ہوا اور اہل سنت کا اول دور تو عہد معاویہ و یزید میں ہوا
اور دوسرا دور بوقت نعمان کوفی ہے۔ اور آیۂ چہارم سے ثابت ہے کہ نافرمان
فرقہ کو عذاب ہوگا نافرمان فرقہ خارجیوں کا جو کہ خارج از اسلام ہوگئے انکو ہوگا
ہم شیعہ فرقہ فرمانبردار رسول اللہ ہے اور تمہارا فرقہ تابعدار یزید و معاویہ جو
نافرمان ہوکر مذہب سنی یا اہل سنت یا خارجی خارج از اسلام ہیں چونکہ دین خداؤ
رسول سے انحراف کرکے غیروں کی اتباع مثل شافعی مالک حنبل و نعمان کرتے ہیں۔

(پنجم) حضرت ابراہیم کے والدین معاذ اللہ کافر و بت پرست نہ تھے اور آذر
انکا باپ نہ تھا بلکہ چچا تھا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پرورش آذر کے پاس
پائی تھی اسواسطے انکو اب کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ اور نہ ابی لہب کا نام ابی
لہب یعنے آگ کا باپ نہ تھا۔ جہنمی ہونے کی وجہ سے اسکو ابی لہب کا خطاب
ملا۔ اور ثبوت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کے مومن و موحد ہونے میں
یہ ہے خدا و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے پارہ ۱۹
سورہ شعرا الذی یراک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین
ترجمہ۔ جو دیکھتا ہے تجھکو جب تو اُٹھتا ہے اور تیرا پھرنا نمازیوں میں
یعنے رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم تا آدم علیہ السلام مومنین کے صلب میں
رہے خدا تو حضرت رسولخدا کی پاکیزگی کو اسطرح بیان فرما دے کہ تو
آباؤ اجداد سے مومن ہے اور مؤلف عرضیہ عونے حضرت ابراہیم کے
باپ کو کافر کہتے حالانکہ رسولخدا ابراہیمی تھے۔ مگر علم القرآن کو خارجی
کہا جائے اور پارہ ۲۳ سورہ صفت میں خدا فرماتا ہے۔ و ان من
شیعتہ لابراہیم اور تھا حضرت نوح کے شیعیان میں سے ابراہیم اگر
مؤلف عرضیہ عونے اور اسکے فرقہ کے لوگ حنفی ابراہیمی ہوتے تو ضرور وہ
شیعہ ہوتے نہ کہ سنی یا سنت جماعت اور باقی آیات مندرجہ دفعہ ۱۰۸
بھی اسیطرح بے محل بیان کی گئی ہیں۔ اور حنیف اور خدا پرست فرقہ شیعہ
ہے۔ چنانچہ فرمان رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم یا علی انت و شیعتک
فی الجنۃ و حدیث دیگر یا علی انت و شیعتک خیر البریہ۔ ان
احادیث اور فضائل شیعہ کو ملاحظہ کرتے ہوئے تیرے بزرگ نے ازالۃ الخفا
میں تسلیم کرلیا ہے کہ وہ شیعیان علی ہم ہیں نہ کہ روافض سبحان اللہ خارجی
بھی فضائل شیعہ سنکر دعوے شیعیان علی کریں مگر باطل پرست حق پرستوں
کا مقابلہ ہرگز ہرگز نہیں کر سکتے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا نے
حنیف کہا اور نعمان کوفی نے لیئے انکو حنیف کہا مگر اس نام کو تخلص

کرنے کا نعمان کوفی اور اُس کے پیرو کاروں کو کوئی حق حاصل نہیں ہے اور
اگر کوئی حق ہو تو ذرا ثابت کر دینا۔ اور از راہ عنایت اثبات حنفیت کو ثابت کرتے
وقت ذرا اپنی بزرگان یزید و معاویہ وغیرہ وغیرہ کے ایمان کو تو ثابت کرنا ورنہ
ہم آپکو جیسا سمجھتے ہیں ویسا ہی سمجھا کرینگے۔ واقعی وہ حنیف جو کہ نہ شرک کرنے
والا تھا یعنے حضرت ابراہیم جو کہ شیعہ تھا۔ اور ہم شیعہ اتباع جناب محمد الرسول اللہ
کرتے ہوئے ہر ایک قسم کے شرک خفی و جلی سے مبرا ہونے کی وجہ سے شیعہ ہیں نہ کہ
اہلسنت جماعت کی طرح سے جو کہ ایک شرک خفی کرتے ہیں بلکہ انکی کئی مسجدوں میں دیوار
پر لکھا ہوا ہوتا ہے کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ۔ اور پھر ایسے کلمات
مساجدوں پر اگر یہی حنفیت نعمانی ہے۔ تو آپ کو مبارک ہو وے۔ اور خداوند
تبارک و تعالےٰ تو بعد از آزمایش جناب ابراہیم کو لفظ امام ارشاد فرما دے۔ اور
حضرت ابراہیم اپنی ذریت کیواسطے طالب امامت ہووے جسکی صداقت آیہ مبارکہ
ذیل سے ہوتی ہے۔ انی جاعلک للناس اماما۔ قال من ذریتی قال لا
ینال عہدی الظلمین یعنی جب خداوند تبارک و تعالےٰ نے حضرت ابراہیم کو امام فرمایا
تو اسوقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے استدعا کی کہ میری ذریت کو بھی عہدہ
امامت عطا فرما تو خداوند عالم نے ارشاد فرمایا کہ یہ عہدہ امامت ظالموں کو نہیں
پہنچیگا۔ یہ تو ہے ارشاد قرآن کریم و مزید برآں نبوت توریت کتاب پیدایش
باب ۱۷۔ آیت ۲۰ اور یہی عہد خدا تھا ابراہیم کے ساتھ امامت کا اور اسمٰعیل
کے حق میں بیٹے تیری سُنی دیکھ میں اُسے برکت دوں گا۔ اور اسے برومند کرونگا
اور اسے بہت بڑھاؤں گا اور اس سے بارہ سردار پیدا ہونگے اور میں اُسے
بڑی قوم بناؤں گا۔ اب ذرا یہ تو بتائیے کہ آپکی امامت کیسی ہے کہ ہر کس و ناکس
جولاہا۔ موچی۔ تیلی۔ کمہار جٹ اور وغیرہ وغیرہ جو کہ نسل ابراہیمی نہیں ہیں
اور عادل بھی نہیں ہو سکتے بلکہ ظالم ہیں وہ کس طرح عہدہ امامت پر تعین ہو سکتے
ہیں۔ اور امامت کیواسطے شرط ہے کہ خدا امام کو تعین فرما دے جیسا کہ حضرت
ابراہیم کو خدا نے تعین فرمایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی خدا سے
خواستگاری عہدہ امامت اپنی ذریت کیواسطے کی اگر عہدہ امامت ہم بندوں کے
ہاتھ میں ہوتا تو حضرت ابراہیم کیوں خواستگار خدا سے ہوتے پس ثابت ہوا کہ
مقرر کردہ خدا بموجب آیت توریت و قرآن پاک باراں امام ہیں اسواسطے اب
اہل سنت والجماعت کو چاہیئے کہ واسطے بہ خار سے اپنی رہائیش کو ترک کر کے اپنا
اسباب زیر سایہ ائمہ اثنا عشر میں لا کر کھیلی کر دلد سے توبہ کر کے مذہب حقہ کو
اختیار کریں ورنہ بقولے شاعر بر رسولاں بلاغ باشد و بس ٭

اور ذرا یہ بھی بیان فرمائیے کہ قبل از ابو حنیفہ و بعد اسکے جسقدر مذہب سُنی کے

پیرو کار تھے وہ کیا تھے کیونکہ حنفیت سُنیان تو عہد ابو حنیفہؒ سے بنی جسکی صداقت
دفعہ ۵۸ عرضیہ عوسے سے ہوتی ہے - اور شیعیان علی علیہ السلام یعنے شیعیان
پنجتن پاک نے کبھی دین حنیف میں کوتاہی نہیں کی اور اسی پر قائم رہے اور ابتک
قائم ہیں - مگر آپکی حنفیت تو بعد از نعمان بن ثابت بنی جو در اصل حنفیت
ابراہیمی نہیں ہے اور سنیوں نے حنفیت ابراہیمی کو بدلا اور بنالیا ایک فرقہ حالانکہ
خداوندکریم نے انکو ابراہیمی حنفیت پر چلنے کا حکم صادر فرمایا اور یہ حنفیت نعمانی
پر کاربند ہوئے - اور جب سے اُنہوں نے دین حنفی ابراہیمی سے انکار کیا اور اس کے
بالمقابل بدعتی منصب نعمانی پر چلنے لگے تو شرک کرنے والوں سے ہوگئے اور خدا کے
حکم کو پس پشت ڈالدیا اللہ تبارک و تعالےٰ اس بدعت سے بچا وے آمین ثم آمین
اور جو آیہ مبارکہ پارہ ۸ سورۂ انعام میں سے پیش کی گئی ہے - اور اس آیہ
کے مصداق وہ بدعتی لوگ ہیں جنہوں نے دین محمدی میں بدعات کیں اور
برائیوں کا رواج دیا - اور خارج از اسلام ہوئے - اور حکم خدا و نبی علیہم السلام کی
تابعداری نہ کی اون لوگوں سے رسولخدا کو کوئی کام نہیں ہے اور ان لوگوں سے قطع تعلق
رسولخدا کا ہے - اب ذرا بتائیے کہ امامت و خلافت ابوبکر کیوقت کیا بدعتیں
ہوئیں حضرت فاطمۃ الزہراؑ کے گھر کو آگ لگائی یا آگ لگا دینے کی دھمکی دیگئی -
اور وہ صدیقہ معصومہ اپنے باپ کو یاد فرما کر کس طرح نالان و گریاں تھی - اور اُس کے
گھر میں جس قدر آدمی تھے اونکو معاذ اللہ مقصد تفتیش دراز کہا لیا - اور قرآن
کریم کو جلایا گیا - اور اس سے بڑھکر اور بدعات کیا تحریر کروں اور اس قسم کے
واقعات اپنی کتابوں سے ملاحظہ کیجئے اُن لوگوں سے رسولخدا کو کوئی تعلق واسطہ
نہیں ہے اور وہ لوگ خارج از امت ہوگئے ہیں یہ وہ فرقہ ہے کہ جس سے رسولخدا
کو قطع تعلقی کا حکم ہے اور جو اپنے آپکو لوگوں سے پوچھتا تھا کہ میں منافق ہوں
یا موافق - افسوس ہے کہ انسان اپنی حالت کو خود جانتا ہے اور اپنے ایمان اور
اعتقاد سے خوب واقف ہوتا ہے اور جو کہ اتنی تمیز بھی نہیں کر سکتا وہ کیا نیابت
نبی و خلافت کر سکتا ہے - اور انکی برائیوں کی فہرست کیواسطے مجھے تو ایک
بڑا بھاری دفتر لکھنا پڑتا ہے - آپ ہی اپنی کتابوں سے ملاحظہ کر لیویں اور
بے شک جو کوئی بُرائی کریگا اپنی کردار کی سزا ضرور پاویگا اور بُروں کی امداد
بھی بُرے اور بدکردار ہی کیا کرتے ہیں - ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ دوستان دین سے
تولا اور دشمنوں سے بیزاری - نہ کہ آپکی طرح بدوں کے مددگار اور بھلوں سے بدی
اور بقولے سعدیؒ ؎ نکوئی با بداں کردن چنان است ؞ کہ بد کردن بجائے
نیک مرداں - اور دین حنیف ابراہیمی کے پیروکار شیعان پنجتنؑ ہیں نہ کہ
فرقہ ثلاثہ اور ہمارا حنفی ابراہیمی ہونا تو سنت ابراہیمی و اماعت جس کی

نسبت استدعا ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی اس کے پیرو کار ہونے سے ثابت
ہے۔ اور آپ کی اُس سے دوری کہ جس کو چاہا امام بنالیا اور جب چاہا اوس کو
عہدۂ امامت سے معزول کردیا۔ کیونکہ اپنا بنایا ہوا امام ہوتا ہے ذرا شرم تو
کرنی چاہئے کہ لوگ بتوں کی پرستش کرتے تھے انکی جہالت و بیوقوفی یہہ تھی کہ
کہ خود ہی تو بتوں کو بناتے تھے اور خود ہی اُنکی پرستش کرتے تھے اور
خاصان خدانے بارہا یہی دلیل اُنکے پیش کی تھی کہ اپنی بنائی ہوئی چیز معبود
نہیں ہوسکتی اور آپ کی امامت اسی طرح مبنی ہے کہ خود ہی امام کو بنا لیتے
ہیں۔ اور خود ہی اس کی تقلید کرتے ہیں۔ اور جو شرائط اپنی کتابوں میں
متعلقہ امامت انکے پاس ہیں اُسکو بھی عمل میں نہیں لاتے یہہ عجیب حنفی
ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تو خلاف امامت کا نسب کرتے ہیں اور جو
امامت ابراہیمی جوکہ اصلی تابعدار ابراہیم علیہ السلام کے ہوکر اسکے بیٹے حضرت
اسماعیل کے فرزندوں کے جوکہ باراں رئیس ہیں انکے تابعدار ہیں اونکو حنفیت
سے خارج کرتے ہیں بقولے شاعر بر عکس نہند نام زنگی کافر۔ اور شیعیان
پنجتن پاک نماز کو قائم کرتے ہیں اور شرک سے مبرا ہیں اور ہمارا پہلا اصول
ہی مبنی بر توحید ہے وہ کسی طرح بھی حضرت ابراہیم خلیل الرحمن کی حنفیت سے
باہر نہیں ہیں اور جو اُنکو تسلیم نہیں کرتا وہ خود خارج از اسلام ہے۔ ذرا اتنا
تو بتا دیجئے کہ آپکے ائمہ اربعہ یعنے نعمان و احمد حنبل و شافعی و مالک اسماعیلی
ذریت سے ہیں۔ اس کا جواب نسابین کی تحریر شدہ کتابوں سے دینا اور جو
شخص ذریت حضرت اسمعیل علیہم السلام سے نہیں ہے وہ باراں سرداران
ذریت اسمعیل سے نہیں ہے وہ کبھی امام نہیں ہوسکتا اور جو کہ سوائے ان باراں
سرداروں کے دعوائے امامت کرے وہ خارج از ملت و حنفیت ابراہیم علیہ السلام
سے ہے۔ اور اگر پھر کسی وقت علمبردار یزید و معاویہ نے کچھ اس بارہ میں تحریر
کیا تو باقی جواب اسوقت دیا جاوے گا ۞

عرضی دعوے دفعہ ۱۰۹ - مندرجۂ بالا آیتوں کے دیکھنے سے ثابت ہوتا
ہے کہ خدا تعالے دین حنیف کے تابعدار حنفی مسلمانوں کو دوست رکھتا ہے اور
انکے مخالفوں کو مشرک کے نام سے بولاتا اور انسے بیزار ہے۔ جسوقت کوئی
شخص مشرکوں کو برا خیال کرکے خدا تعالے کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تو پہلی
منزل میں وہ شیعہ ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم تھا۔ دیکھو آیت ۱۱
جسوقت بالکل مشرکوں کے طریقہ کو چھوڑ لیتا ہے تو وہ حنفی مسلمان بنجاتا ہے
جیسا کہ حضرت ابراہیم تھا۔ دیکھو آیت ۲ اور جب وقت کوئی حنفی طریقہ
کو ترک کرکے مشرک ہونا چاہتا ہے تو پہلی منزل میں وہ شیعہ بنتا ہے۔ اور
دوسری منزل میں وہ مشرک ہو جاتا ہے دیکھو آیت ۱۰ اسلئے ان آیتوں کے

صاف ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک حنفی مسلمان شیعہ فرقہ سے بہت افضل
ہیں جبلیئے خدا چاہتا ہے کہ ہر ایک شخص حنفی مسلمان بن جاوے دیکھو آیت
نمبر ۹ و ۱۵ وغیرہ اور اگر کوئی شخص جان بوجھکر شیعہ فرقہ میں شامل ہے
تو اُسکا گناہ اسکی اپنی گردن پر ہوگا جیسا کہ آیت ۱۰ میں خدا تعالےٰ نے
خبر دی ہے - کیونکہ حنفی اور مشرکین کے درمیانی مقام کا نام شیعہ ہے -

جواب دعوےٰ بجواب دفعہ ۱۰۹ - قریباً قریباً دفعہ ہذا کا جواب
سابقہ دفعہ ۱۰۸ کے جواب میں دیا گیا ہے - نہ آپ حنفی ابراہیمی ہیں
اور نہ آپکو کوئی تعلق حنفیت ابراہیم علیہ السلام سے ہے مذہب سُنی تو
حنفی نعمانی ہیں جنکا کوئی تعلق اصل حنفیت سے نہیں ہے - اور یہ کسی
جگہ سے ثابت نہیں ہے کہ پہلے شیعہ ہوتا ہے اور بعد ش حنفی ورنہ ہر ایک سُنی
مذہب والا پہلے شیعہ ہوتا حالانکہ ایسا نہیں ہے اور یہہ بھی مؤلف عرضیہ دعوےٰ
نے بکواس کی ہے کہ خدا چاہتا ہے - کہ ہر ایک حنفی ہو اگر خدا چاہے تو پھر کسکی
مجال ہے کہ اس سے انحراف کر سکے اور کوئی طاقت خدا کا مقابلہ نہیں کر سکتا
بلکہ خدا نے تو احکام و سمجھانے والے احکام کے بھیجدئے اور راستہ دکھلا دیا
کہ جو چاہو کرو جیسا کرو گے ویسا بدلہ پاؤگے آیہ مبارکہ پارہ ۲۹ سورہٗ
دہر اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ۝ ترجمہ خدا
فرماتا ہے کہ ہم نے دکھلا دیا راستہ ہدایت کا بعض ہوگئے کافر اور بعض ہوگئے
شاکر - اور یہہ بالکل غلط ہے کہ شرک و حنفیت کے درمیانی مقام کا نام شیعہ
ہے - اور تمہاری قرآن دانی تو ثابت ہو چکی ہے -

عرضیہ دعوےٰ دفعہ ۱۱۰ - اور اس امر کی تائید میں کہ واقعی خدا تعالےٰ
شیعہ (فرقہ) کے مسلمانوں کو دوست نہیں رکھتا یہہ ہے - کہ کعبہ شریف
خدا تعالےٰ کا گھر ہے جس مکان کی طرف تمام مسلمان مونھ کرکے نماز ادا کیا
کرتے ہیں - اور چونکہ اُس گھر کے گرد جو لوگ ہیں وہ اہلسنت والجماعت ہیں
اور اُنہوں نے چاروں طرف سے کعبہ شریف کے گرد جانماز بنائی ہوئی ہیں
جہانکہ وہ خدا تعالےٰ کی نماز ادا کیا کرتے ہیں اور شیعہ مذہب کا کوئی جانماز
کعبہ شریف کے گرد نہیں ہے یہہ بات اس امر کا ثبوت ہے کہ خدا تعالےٰ اہلسنت
والجماعت حنفی مسلمانوں کو دوست رکھتا ہے اور شیعہ فرقہ کے مسلمانوں کو
دوست نہیں رکھتا ورنہ اُنکو بھی اپنے گھر کے پاس بیٹھکر عبادت کرنے کی .

جواب دعوےٰ بجواب دفعہ ۱۱۰ - یہہ امر قابل تسلیم نہیں ہے کہ خانہ کعبہ
کے گرد شیعہ نہیں ہیں - بلکہ موجودہ شریف مکہ شیعہ ہے - جسوا سطے تمہاری
مسند نشینی شریف کے خلاف ہے اور یہہ بھی تسلیم نہیں ہے کہ ابو حنیفہ جنکی

حنفیت کے تم قائل ہو وہ گرد خانہ حرم یا گرد مکہ معظمہ ہوں اور باقی ائمہ ثلاثہ
جو کہ تمہارے ہیں وہ اپنے آپکو حنفی نہیں کہلاتے بلکہ وہ تو مقلد نعمان نہیں ہیں
اور خانہ کعبہ کے گرد ابو حنیفہ کے مقلد ہرگز نہیں ہیں اسجگہ مالکی - حنبلی - شافعی
اور شیعہ لوگ موجود ہیں اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں شیعیان پنجتن پاک موجود
ہیں مگر جھوٹھ بولنا تو مؤلف عرضید عوے کی عادت ہے اور بقولے العادت
کا الطبیعة الثانیة اور حرم کعبہ جب سے بنا تب سے کوئی مصلےٰ نہ تھا بلکہ یہہ
ظالم بادشاہوں نے جو کہ خلاف ائمہ جو اولاد حضرت اسمٰعیلؑ تھے یہہ اجراے
مصلوں کا کیا جو بدعت ہے اور بقولے کل بدعة ضلالة وضلالة
فی النار اس بدعت کو بنانیوالے اور اس بدعت کے پیروکار اور اس
بدعت کو پیش کرنے والے تمام کے تمام بدعتی گروہ ناری ہیں اور مثال
چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی انہیں مصلوں کیواسطے یہہ شعر موضوع
عرضی دعوے دفعہ ۱۱۱ - قران مجید میں حکم ہے کہ نماز کی نیت کرنے سے پہلے
اقرار کر لیا کرو کہ ہم حنفی مسلمان ہو کر خدا تعالےٰ کے حضور میں نماز پڑھنے لگے
ہیں دیکھو سیپارہ ۷ سورۂ انعام رکوع ۹ آیت ۱۰ انی وجہت وجہی
للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ٥ ترجمہ
پھیر اپنا موکھ کیا اسکی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین حنیف ہو کر اور میں
نہیں مشرکوں سے اور کسی جگہ قرآن مجید میں یہ ذکر نہیں کہ نماز کیوقت اقرار کر لیا
کرو کہ تم شیعہ مسلمان ہو کر خدا تعالےٰ کی نماز ادا کرنے لگے ہو - اس سے صاف
ثابت ہے کہ چونکہ اہل شیعہ کیلئے نماز الٰہی ادا کرنے کیوقت حنفی مسلمان بنکر
خدا تعالےٰ کے حضور میں جانا ہوتا ہے اسلئے چاہیئے کہ وہ نماز کے باہر بھی حنفی
مسلمان کہلایا کریں اور صرف نماز کیوقت تقیہ کر کے خدا تعالےٰ کو دھوکہ دینے
کی کوشش نہ کریں کیونکہ وہ عالم الغیوب ہے -
جواب دعوے بجواب دفعہ ۱۱۱ - اہل شیعہ جو کہ اصلی حنیف یعنے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہیں وہ ہر نماز کو شروع کرتے وقت حکم خدا
کی تعمیل میں آیہ مذکورہ مندرجۂ دفعہ ۱۱۱ سے شروع کرتے ہیں اور جس کی صداقت
ہماری نماز کے پڑھنے سے ہوتی ہے اور سنیوں کی نماز سبحانک اللہ سے
شروع ہوتی ہے جو کہ قرآن کریم میں نہیں ہے اور نہ معلوم کہ یہہ بدعت کب سے
نعمان بن ثابت نے جاری کی ہے حالانکہ مالکی اس جگہ سے نماز کو شروع نہیں
کرتے - اور ملت ابراہیمی کی صداقت صرف مذہب شیعہ امامیہ سے ہی ہے
ورنہ یہہ نعمانی حنفیت جس کی قبولیت کا کوئی بھی ثبوت نہیں ہے اور بلکہ یہہ بدعت
ہے اور اسکا دعوے حنیف بالمقابل جناب ابراہیم ہے اور مقابلہ حضرت

ابراہیم منافی ایمان ہے اور جو لفظ تقیہ بے محل اسجگہ کہا گیا ہے وہ تو تمہاری
کتابوں سے بھی ثابت ہے اور تقیہ کے معنے جو دھوکہ دینے کے لیے گئے
عرضی دعوے دفعہ ۱۱۲۔ خدا تعالے نے دوسری جگہ صاف الفاظ میں
فرمادیا کہ اہل سنت والجماعت کے طریقہ کو اختیار کرو اور شیعہ نہ بنو دیکھو سپارہ
۴ سورۂ آل عمران رکوع ۱۱ آیت ۳ **واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً**
ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف
بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً ط وکنتم علی شفا
حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذالک یبین اللہ ایاتہ
لعلکم تہتدون ٥ ترجمہ اور محکم پکڑو ساتھ رسی (دین) اللہ کی
جمع ہو کر (اہلسنت والجماعت کے تابعدار ہو کر) اور مت تفرقہ ڈالو (شیعہ
بنکر) اور یاد کرو نعمت اللہ کی اوپر اپنے جب تھے دشمن (ایکدوسرے
کے بیچ زمانۂ جاہلیت کے) پس الفت ڈالی درمیان دلوں تمہارے کے (تمکو
مسلمان کر دیا) پس ہو گئے تم ساتھ نعمت اُسکی کے بھائی (تم مسلمان بھائی
ہو کسی کو بُرا کہنا نہیں چاہیئے اور تم تھے ایک آگ کے گڑھے کے کنارے
(بسبب کفر کرنے یا ایکدوسرے کو بُرا کہنے کے) پس چھوڑ دیا تمکو کفر کرنے سے
یا ایک دوسرے کو بُرا کہنے سے) اسیطرح بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے
نشانیاں اپنی کہ تم راہ پاؤ اور (شیعہ فرقہ) بنکر ایکدوسرے کو بُرا نہ کہا کرو۔
جواب دعوے بجواب دفعہ ۱۱۲۔ مندرجۂ آیہ مبارکہ دفعہ ۱۱۲ میں
سے یہہ ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ رسی خدا سے مذہب اہلسنت والجماعت
مراد ہے حالانکہ متفق علیہ ہے کہ رسی خدا سے مراد قرآن کریم و اہلبیت رسول اللہ
ہیں اور اس اہلبیت نبوی صلعم کے ساتھ جو بُرائیاں تمہارے اصحاب ثلاثہ
نے کیں وہ محتاج بیان نہیں مختصر طور پر درج کرتا ہوں ابوبکر کا ناراض کرنا
حضرت فاطمۃ الزہرا ع کو دربارۂ باغ فدک و عمر کا لکڑیاں اور آگ لیکر جانا۔
دروازۂ جناب فاطمۃ الزہرا ع پر اور جلانا قرآن کریم عثمان کا پس ثابت
ہوا کہ اصحاب ثلاثہ مومن و مسلم نہ تھے اور اُنکے پیرو کار کبھی ثابت نہیں کر سکتے
کہ خدا نے اہلسنت والجماعت ہونے کے واسطے ارشاد فرمایا ہے اور مذہب
شیعہ کیواسطے بند کیا ہے مگر ایسے بہتان خدا اور قرآن کریم پر باندھنے
والا مورد عتاب الٰہی ہے اور ایسے بے اعتبار آدمی کہ جو جھوٹھ باندھے
خدا اور کلام خدا پر وہ کسی صورت میں ناجی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کسی جگہ
فرمایا ہے کہ تم شیعیان پنجتن پاک نہ بنو اور شیعہ مومنین کے تابعدار ہیں اور
جو خلاف اسلام مثل کفار و منافق ہوں اُنکو بُرا کہتے اور اُنپر تبرا کرتے ہیں

[illegible] ہیں وہ مبنی بر جہالت ہے

ایسا کرنا تو عین اسلام ہے - اور ہمارا کفار اور منافق لوگوں سے کوئی تعلق

عرضی دعوٰے دفعہ ۱۱۳ - خدا فرماتا ہے کہ جو لوگ بہشتی ہوں گے
انکے دلوں میں اگر کسی کے ساتھ ناراضگی ہوگی تو وہ بہشت میں جانے سے
پہلے دور کیجائیگی دیکھو قرآن مجید سیپارہ ۸ سورۂ اعراف رکوع ۱۲
آیت ۴۳ **ونزعنا ما فی صدورھم من غلّ تجری من تحتھم الانھار۞**
ترجمہ اور کھینچ لیا ہے جو کچھ کہ تھا بیچ سینوں انکے کے آپس کی خفگی سے چلتی ہے
نیچے اُنکے نہریں - اور اگر حضرت علی اور حضرت امام حسین بہشتی ہیں تو اُنکے
دلوں میں کسی شخص کے خلاف اور خصوصًا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر اور
عثمان رضی اللہ عنہم کے خلاف جو انسے پہلے فوت ہو چکے تھے - کوئی ناراضگی نہیں
وہ اگر ناراضگی رکھیں گے تو جنت میں جا نہیں سکینگے اسلئے واقعی حضرت علی
اور امام حسین کو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ساتھ
کوئی ناراضگی نہیں اور اگر حضرات شیعہ اپنے آپکو حضرت علی اور حضرت امام
حسین کے سچے تابعدار کہتے ہیں تو اُنکو بھی حضرت علی اور حضرت امام حسین
کی تابعداری میں پہلے اصحاب ثلثہ کے ساتھ ناراضگی رکھنی نہیں چاہیئے کیونکہ
بہشت میں داخل ہونےسے پہلے ایسی ناراضگی ترک کر دینی ضروری ہے ورنہ

جواب دعوٰے بجواب دفعہ ۱۱۳ - یہہ امر قابل تسلیم ہے کہ بہشتیوں کے
دلوں میں کسی قسم کی ناراضگی نہ رہیگی اور آیہ مبارکہ مندرجہ دفعہ ۱۱۳ درست
ہے - مگر وہ تو اہل جنت کیواسطے ہے نہ کہ جہنم والوں کیواسطے اور حضرت
علیؑ وحسنین شریفین علیہم السلام تو واقعی جنتی ہیں مگر ابوبکر و عمر و عثمان ہرگز جنتی
نہیں ہیں اور نہ کہیں ثابت کیا گیا ہے کہ وہ جنتی تھے - اور جناب فاطمۃ الزہراؑ
جو کہ فریقین کے نزدیک سردار ہیں بہشت کی وہ ابوبکر و عمر کے ساتھ ناراض گئیں -
جیساکہ بوقت شہادت پیش ہوگا اور یہہ غلط ہے کہ بوجہ مرجانے اصحاب ثلاثہ کے
حضرت علی وحسنینؑ کو انسے دشمنی نہ رہی تھی - کیونکہ وہ تو مسلم و مومن نہ تھے
بلکہ منافق تھے اور یہہ غلط ہے کہ منافق سے دوستی نہ رکھنا مانع بہشت ہے
بلکہ منافق سے دوستی رکھنے والا کبھی بہشت کی بو نہ سونگھیگا - کیونکہ منافق
کا دوست منافق ہوتا ہے - اور منافق اور مومن میں رشتہ دوستی نہیں رہ سکتا
بقولے شاعر کند ہمجنس باہم جنس پرواز - کبوتر با کبوتر باز با باز میں مولف عرضی
دعوٰے کو ازراہ عدل و انصاف مشورہ دیتا ہوں کہ پنجتن پاک کے دشمنوں
سے بیزاری اختیار کرکے دوستی پنجتن پاک میں آجاؤ ورنہ جنت میں جانا مشکل

عرضی دعوٰے دفعہ ۱۱۴ - شیعہ فرقہ کے لوگ احکام دین کی تابعداری میں
اتنی کوشش نہیں کرتے جتنی کہ اہل سنت والجماعت کرتے ہیں اور شیعہ فرقہ

کے لوگ دینی تابعداری کی بجاے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا
تذکرہ کرنا اور اُنکے مخالفون کو بُرا کہنا عمدہ خیال کرتے ہیں۔ اور یہہ نہیں سوچتے
کہ خدا تعالےٰ نے قران مجید نازل کرنے کے وقت دین پورا کردیا تھا۔ دیکھو قرآنمجید
سپارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۱ آیت ۴ الیوم اکملت لکم دینکم
واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناہ ترجمہ
آج کے دن پورا کیا مینے واسطے تمہارے دین تمہارا اور پوری کی اوپر تمہارے
نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام دین کو۔ اور اس آیت کے پہلے
اُترنے یا ما بعد حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاتی مین حضرت
امام حسین کی شہادت کی یاد میں مرثیہ کہنے کا دستور جاری نہ تھا۔ اور نہ ہی
حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت
امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کی حیاتی میں مرثیہ کہنے کا دستور
جاری ہوا تھا۔ بلکہ یہہ دستور ۶۱ سنہ ہجری کے بعد جبکہ امام حسین رضی اللہ
عنہ شہید کئے گئے تھے۔ جاری ہوا تھا۔ اور اسلئے مرثیہ کہنے کا دستور
جزو اسلام نہیں ہے *

جواب دعوے بجواب دفعہ ۱۱۴ یہہ غلط ہے کہ شیعہ احکام دین کی
تابعداری نہیں کرتے بلکہ شیعوں کی تابعداری کرنے کی وجہ سے بہت سے اہلسنت
اپنے مذہب کو ناجی نہ سمجھکر مذہب حقہ میں آکر اور دین اصحاب ثلثہ کو چھوڑکر
زیر سایہ حضرت محمد الرسول اللہ واہلبیت محمد الرسول اللہ ناجی فرقہ میں
آملے یہہ ثبوت ہمارے طریق عمل کا ہے۔ اور تذکرۂ شہادت امام حسین
علیہم السلام کرنا عین دلیل محبت ہے۔ اور اپنی محبت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے
مجالس میں مرثیہ پڑھنا و ماتم کرنا اور نوحہ کرنا ہے اور اہلسنت والجماعت
کا اپنا بغض وکینہ ساتھ آل محمد علیہ السلام کے رکھنا وہ اپنا ثبوت دشمنی کا
پیش کرتے ہوئے مانع اُن افعال سے ہوتے ہیں جیسا کہ محبت رسولخدا کا ثبوت
پیش کرتے ہوئے حضرت اویس قرنی نے اپنے دانت نکالدئے تھے۔ اور باقی رہا
کہ حضرت رسولخدا کے زمانہ و اصحاب ثلاثہ کے زمانہ و علی وحسن کے زمانہ میں
تذکرہ مرثیہ نہ تھا۔ یہہ بالکل غلط ہے۔ مرثیہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام
نے حضرت ہابیل کی شہادت پر کہا اور نوحہ کرنا حضرت نوح علیہ السلام کا
مشہور ہے بلکہ بوجہ نوحہ کرنے کے حضرت نوح علیہ السلام جو کہ مشتق از نوحہ
سے ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا گریہ کرنا اور یہانتک کہ خدا نے
فرما دیا۔ وابیضت عیناہ کہ آنکھوں کو بھی سفید کردیا اور حضرت
رسولخدا کا آہ وزاری کرنا بوقت شہادت جناب امیر حمزہ۔ اور رسولخدا
کو جسوقت اطلاع بذریعہ جبرئیل امین متعلق شہادت امام حسین علیہ السلام

پہنچی تو حضرت رسولخداؐ کا گریہ کرنا اور اس مٹی کو حوالہ حضرت ام سلمہؓ کرنا جسکو
عبد القادر نے اپنی کتاب غنیہ میں تسلیم کیا ہے - اور سرّ الشہادتین مؤلفہ
شاہ عبد العزیز دہلوی میں رسولخدا کا حزن اور نوحہ کرنا وغیرہ وغیرہ کتب
اہلسنت سے بوقت شہادت پیش کیا جاویگا اور جناب فاطمہ کا بعداز شہادت
والد بزرگوار مرثیہ کہنا اور صحابہ کا مرثیہ کہنا بھی پیش ہوگا مگر ہاں بوقت
قتل عثمان کسی کا مرثیہ نہ کہنا کیونکہ وہ اپنی کردار کیوجہ سے قتل ہوا تھا یہہ
حجت نہیں ہوسکتا - بلکہ ہر کس و ناکس و ہر ایک چیز محبت کا ثبوت پیش کرتے
ہوئے معلوم دیتے ہیں اور اگر مثال کے طور پر پیش کردن تو انشاء اللہ موزون ہوگا
کہ اگر کسی بیل سے اُس کا پھل یعنے کدو کو توڑا جاوے تو چند قطرات اسکی مار:
کی ڈنڈی اور چند قطرات اُس بیل سے گرجاتے ہیں مگر سنگدل لوگ جو ہیں انسے
نہیں گرتے اور آیہ مبارکہ مندرجۂ دفعہ ۱۱۴ جو کہ بعداز مکمل خلافت حضرت علی
علیہ السلام جو کہ حین حیات رسولخداؐ بین بوقتِ نزول آیہ یا ایہا الرسول
بلّغ الخ جو سورۂ مائدہ میں ہے جس کی تعمیل کرتے ہوئے رسولخداؐ نے خلیفہ مقرر
کیا تھا اور سب سے پہلا شخص عمر ابن الخطاب بیعت کرنے والا اور سب سے
پہلے اس بیعت سے انکار کرنے والا تھا - جیسا کہ آپکی کتب سے بوقت شہادت
پیش ہوگا اُس مضمون خلافت کو طے کرلیاگیا تو آیہ مذکورہ نازل ہوئی تھی جو
تمنے خلافِ محل پیش کی مگر بقولے شاعر ؏ چہ داند بوزنہ لذاتِ ادرک -
قرآنِ کریم کو علمبردار یزید و معاویہ کیا جانے اور یہہ غلط ہے کہ مرثیہ کہنا
جزوِ اسلام نہیں ہے - بلکہ محبّت امام حسین جسکو فریقین نے جزو اسلام و ایمان
بے حُب اہلبیت عبادت حرام ہے ٭ زاہد تیری نماز کو میرا اسلام ہے -
اگر امام حسین کو محبوب محبوبِ خدا کا سمجھو تو تذکرہ انکا جو کہ بزرگ اسلام ہے
اور اسلام پر اور اسلام کیواسطے ہی مارا گیا - بقولے معین الدّین اجمیری سُنّی
؎ شاہ ہست حسینؑ شہنشاہ ہست حسینؑ ٭ دین ہست حسینؑ دین پناہ ہست حسینؑ
سرداد و نہ داد دست بردستِ یزید ٭ واللہ کہ بنائے لا الہ ہست حسینؑ
مگر خیر وہ سنی المذہب تھا - اور مؤلف عرضیہ عوائے خارجی ٭
عرضیہ عوائے دفعہ ۱۱۵ - شیعہ مذہب والوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت
امام حسین رضی اللہ عنہ اس مرثیہ خوانی سے خوش ہوکر بروز قیامت اُن کی
شفاعت کرینگے مگر ایسا عقیدہ بوجوہات ذیل باطل ہے (اول) حضرت
امام حسین رضی اللہ عنہ کی حیاتی میں یہہ دستور جاری نہیں ہوا تھا اسلئے یہہ
محتاج اجازت اور غلط ہے - (دوم) اس مرثیہ خوانی کے دستور سے حضرت
امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوئی ذاتی فائدہ نہیں ہے کیونکہ ہائے حسین وائے حسین

کہنے اور اپنی چھاتی پیٹنے سے حضرت امام حسین کو جو کہ مر چکے ہیں کچھ نہیں ملتا بلکہ ہم اپنے وجود کو ناحق تکلیف دیتے ہیں۔ (سوم) مرثیہ خوانی سے اہل شیعہ اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے حضرت امام حسین کو شہید کر کے جنت میں داخل کرنے سے جو بزرگی بخشی تھی وہ انکو ملنی نہیں چاہیئے تھی۔ اسلئے وہ خدا تعالےٰ کی قدرت کے منکر اور حضرت امام حسین کے بدخواہ ہو جاتے ہیں اسلئے امام حسین اہل شیعہ کی مرثیہ خوانی سے ناراض ہونے اور ہرگز انکی شفاعت نہ کرینگے۔ (چہارم) اس مرثیہ خوانی میں جو یہ اصحاب ثلثہ اور دوسرے بزرگوں کو برا کہتے ہیں اس سے اہل شیعہ کو مزید عذاب ہوگا نہ کہ یہ بہشت میں جائینگے۔ (پنجم) حضرت عیسےٰ مسیح نے عیسائیوں کو کہا تھا کہ صرف حضرت مسیح کی بزرگی کا اقرار کرنا بہشت میں داخل ہونے کے لئے کافی نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کے حکموں کی تابعداری کرنی چاہیئے جیسلئے عیسائیوں کے کفارہ کا عقیدہ غلط ہے دیکھو انجیل متی باب ۷ آیت ۲۱ نہ ہر ایک جو مجھے خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں شامل ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔ (آیت ۲۲) اسدن بہتیرے مجھے کہینگے اے خداوند اے خداوند کیا ہمنے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے دیو کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سی کرامات ظاہر نہیں کیں۔ (۲۳) اور اسوقت میں انسے صاف کہونگا کہ میں کبھی تمسے واقف نہ تھا۔ اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو جاؤ اسیطرح شیعہ مذہب والوں کا امور اسلام کو ترک کر کے صرف امام حسین کی شہادت کے تذکرہ کو اپنے لئے کافی خیال کرنا درست نہیں بلکہ حضرت امام حسین بروز قیامت اُن سے ناراض ہو کر انکو کہینگے کہ اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو جاؤ جبکہ میں خود احکام اسلام کی تابعداری کرتا تھا تمنے کیوں احکام اسلام کی تابعداری چھوڑ کر میری شہادت کے ذکر مرثیہ خوانی کو اختیار کیا اور مشرکین کی مانند مسلمانوں کے دشمن ہو کر انکو بدزبانی سے یاد کرنے لگے۔

جواب دعوے بجواب دفعہ ۱۱۵۔ اعتقاد مذہب شیعہ سے مؤلف عرضیہ دعوے ہرگز ہرگز واقف نہیں ہے ہمارے اعتقاد میں اصول دین ہیں جسکو یہ کیا جانیں اور یہ امر صحیح ہے کہ تذکرۂ امام حسین علیہم السلام کرنا باعث نجات ہے اور مؤلف عرضیہ دعوے کا اسکو نہ تسلیم کرنا مبنی بر خارجیت ہے اکثر علماء اہلسنت اپنے اپنے عہد میں مجالسیں کرتے رہے۔ اور ابتک موضع بہنی تحصیل قصور میں مغل قوم آباد ہے وہ سنی المذہب ہیں اور وہ قدیم الایام سے مجالس حضرت امام حسین علیہ السلام کرتے ہیں۔ اور حوالہ تذکرہ مذکور کہ خدا نے بذریعۂ جبرئیل امین رسولخدا کو مطلع فرمایا اور رسولخدا نے اس تذکرہ کو حضرت ام سلمہ و حضرت علی و جناب فاطمۃ الزہرا صدیقہ

کے روبرو بیان فرمایا اور حزن کیا اور سنت ہوا واسطے امت کے مگر جو اس سے منع کرے وہ خارج از امت ہے اور منع اسواسطے کرتے ہیں کہ جب تذکرہ امام حسینؑ کی شہادت کا کرتے ہیں تو اسوقت ثابت ہوتا ہے کہ یہہ فعل کسنے کیا تو پھر یزید کا تذکرہ آجاتا ہے اور پھر یہہ سوال ہوتا ہے کہ یزید کون تھا تو پھر اسکے باپ معاویہ کا تذکرہ شروع ہوتا ہے اور پھر پوچھا جاتا ہے کہ معاویہ کون تھا تو اسکا تذکرہ ہوتا ہے کہ اسکا فعل خلاف ابوبکر وعمر وعثمان تھا کیونکہ اُنہوں نے اپنے مواعدہ کے مطابق کیا تھا یعنے ابوبکر نے اپنے بعد عمر کو عثمانی حکومت دی تھی جو اس کا پسر نہ تھا اور عمر کے بعد سلسلۂ بادشاہی عثمان کو پہنچا اور عثمان نے معاویہ کو اچھا حصہ بادشاہی کا جو کہ علاقہ زرخیز تھا دیا اور ابوبکر وعمر کے زمانہ کے لوگوں کو جو کہ حکام مقرر کئے ہوئے تھے انکو معزول کرکے اپنے رشتہ داروں کو تعین کیا اور اسی سلسلہ میں معاویہ کو دمشق کا حاکم کیا تھا۔ اور وہ بادشاہ بن بیٹھا اور امام حسینؑ کے والد ماجد حضرت علی علیہ السلام سے بارہا بہانہ عثمانی ڈال کر لڑا اور جب عثمان کا بہانہ پیش ہوتا ہے تو مثال طشت ازبام افتادہ ہو جاتی ہے تو ثابت ہو جاتا ہے کہ ابوبکر وعمر وعثمان حضرت علی علیہ السلام سے دشمنی رکھتے تھے۔ پس حق ظاہر ہوتا ہے اور کرتوت ابوبکر وعمر وعثمان ومعاویہ ویزید کی اظہار ہوتی ہے۔ اسلئے امام غزالی نے جو کہ سُنیوں کا امام ہے۔ اُسنے اور اُسکے پیروؤں نے منع کرنا ذکر حسین کا شروع کردیا حالانکہ اسقدر اضافہ کیا گیا کہ آجکل تو فتوے ہوگیا کہ اگر کوئی شخص تعزیہ۔ مہندی علم۔ ذوالجناح امام حسین کا دیکھیگا تو اس کا نکاح ٹوٹ جاویگا گویا حصول طلاق کیواسطے یہہ اعلےٰ درجہ کی مشین ہے مگر افسوس تو یہہ ہے۔ کہ فتوے دہندوں اور فتوے کے تسلیم کرنیوالوں کو یہہ خیال نہ آیا کہ ہمنے اور ہمارے والدین نے یہہ سب اشیاء دیکھی ہوئی ہیں۔ بریں عقل ودانش بباید گریست۔ اور یہہ غلط ہے کہ رواج مرثیہ خوانی نہ تھا۔ بلکہ رواج مرثیہ خوانی حضرت آدمؑ سے شروع ہے اور یہہ امر غلط ہے کہ ذکر حسینی محتاج اجازت ہے مگر آپکے منع کرنیسے منع نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہوتا ہے بقول شخصے ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ اور جو ناحق "تکلیف دینے اپنے جسم کا تذکرہ کیا گیا ہے اگر مؤلف عرضیہ عوے واقف ہوتا تو ایسی گفتگو نہ کرتا حضرت اویس قرنی کا دانتوں کا نکالدینا جو ناحق تکلیف اپنے جسم کو دیگئی تھی۔ اور انکے دانتوں کا نکالدینا رسولخدا کو مفید نہ تھا کیوں یہہ فعل کیا گیا اور اس فعل حضرت اویس قرنی کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے صرف اسواسطے کہ اُنہوں نے محبت کا ثبوت دیتے ہوئے ایسا کیا تھا اور اس فعل کیوجہ سے انکو فناء فی الرسول کا خطاب دیا گیا ہم اہل شیعہ ثبوت محبت دیتے ہوئے فناء فی الحسینؑ کا درجہ حاصل نہیں کرتے بلکہ کرتے ہیں۔ اور یہہ سنت ہے کہ رسولخداؐ کے سامنے

تعزیہ داری کا فلسفہ اور جواز کا ثبوت اقامہ عزا کے فوائد اور محاسن نہایت مدلل اور دلچسپ رسالہ العقیل، الذبیح۔ اور المذبوح میں ملاحظہ ہوں۔

جو فعل کیا جاوے اور حضرتؐ نے اس فعل سے منع نہ کیا ہو وہ امت کیواسطے سنت
ہوتا ہے اور سنت حضرت ابراہیم تو سنت موکدہ ہے اور حضرت ابراہیمؑ کے سامنے
انکی بیوی پیٹی اور انہوں نے منع نہ فرمایا اسواسطے پیٹنا سنت موکدہ ہے اور
قرآن پارہ ۲۶ سورۂ الذاریات فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ
وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ترجمہ۔ پھر سامنے سے آئی اس کی
عورت بولتی اور پھر پیٹا اپنا ماتھا۔ اور کہنے لگی کہیں بڑھیا بانجھ پس یہہ
تو ثابت ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کی عورت تو پیٹی حضرت کے سامنے اور نہ
منع کیا حضرت ابراہیمؑ نے انکو اور دوسری جگہ خداوند قرآن پارہ ششم کی
ابتداء لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَ
كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ترجمہ اللہ کو خوش نہیں آتا بُری بات کا
پکارنا مگر جسپر ظلم ہوا ہو مگر اللہ ہے سنتا جانتا پس ثابت ہوا کہ جسپر ظلم ہووے
اسکے واسطے بالجہر یعنے اونچی آواز سے پکارنا بھی جائز ہے اب ان آیات سے
انکار کرو اور ماتم حسین سے بند کرو۔ اور یہہ الزام خدا پر دینا ہے کہ خدا نے
امام حسینؑ کو شہید کیا تھا معاذ اللہ معلوم ہوا کہ خواہ خدا پر الزام آجاوے
مگر یزید بچ جاوے واہ رے اسلام جن اصحاب ثلاثہ کو بزرگ بیان کیا
گیا ہے وہ ہرگز بزرگ نہ تھے بلکہ وہ تو مستحق عذاب ہیں اور جو آیات
مندرجۂ دفعہ مذکور انجیل سے دیگئی ہیں اس سے شیعہ کو کیا اعتراض ہو سکتا
ہے مگر ان عیسائیوں کی طرح ہرگز ہرگز کسی شیعہ کا امام حسینؑ کی نسبت اعتقاد
نہیں ہے اور شیعہ دین کے احکام کی تابعداری کما حقہ کرتے ہیں نہ کہ آپکے مذہب
ومشرب کی طرح کوئی قوالی کراتا ہے کوئی ناچتا ہے کوئی راگ سنکر سر مارتا ہے

عرضی دعوے: دفعہ ۱۱۶۔ خدا تعالے فرماتا ہے کہ حضرت محمد الرسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم شاعر نہ تھے۔ دیکھو پارہ ۲۳ سورۂ یٰسین رکوع
۵ آیت ۳ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ اِنْ هُوَ اِلَّا
ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ترجمہ اور نہیں سکھایا ہے اوسکو شعر کہنا
اور نہیں لائق واسطے اس کے نہیں وہ مگر نصیحت اور کتاب روشن اور
خدا فرماتا ہے کہ شیطان شاعروں کا مددگار رہتا ہے اور شاعروں کے
تابعدار گمراہ ہوتے ہیں۔ قرآن مجید پارہ ۱۹ سورۂ شعراء رکوع ۲
آیت ۳۰ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ (۳۱) تَنَزَّلُ
عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ (۳۲) يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ
وَالشُّعَرَاۗءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ (۳۳) اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ
يَّهِيْمُوْنَ (۳۴) وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ

خدا ایسے اعتقاد سے اور ایسی بزرگی سے ہر کسی تابعداری کو بچاوے

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَکَرُوا اللّٰهَ کَثِیْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ترجمہ (۳۰) کیا بتلاؤں میں تمکو اوپر کسکے اُترتے ہیں شیطان۔ (۳۱) اُترتے ہیں اوپر جھوٹھ باندھنے والے گنہگار کے (۳۲) رکھتے ہیں شیطان کان اپنے اور اکثر انکے جھوٹھے ہیں (۳۳) اور شاعروں کی پیروی کرتے ہیں انکے گمراہ (۳۴) کیا نہیں دیکھا تونے یہہ گروہ بیچ ہر جنگل کے سرگردان ہوتے ہیں (۳۵) اور یہہ گروہ کہتے ہیں جو کچھ کروہ نہیں کرتے۔ (۳۶) مگر وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیئے اچھے اور یاد کیا اللہ کو بہت اور بدلا لیا پیچھے اسکے کہ ظلم کیئے گئے تھے اور شیعہ فرقہ کے لوگ قرآن مجید کی تابعداری چھوڑ کر مرثیہ خوانوں کی تابعداری کو مقدم جانتے ہیں۔ جو لوگ کہ شاعر ہوتے ہیں اور جنکی مدد شیطان کرتے ہیں اسلیئے بموجب فرمان الٰہی شیعہ فرقہ کے لوگ گمراہ ہیں جس لیئے انکو مرثیہ خوانوں کی تابعداری کرنی نہیں چاہیئے بلکہ خدا تعالےٰ کا حکم ماننا چاہیئے اور کسی کو بُرا کہنا نہیں چاہیئے وما علینا الا البلاغ۔

جواب دعوے بجواب دفعہ ۱۱۶۔ شیعہ فرقہ ہرگز ہرگز اتباع شعرا نہیں کہتے دفعہ ۱ عرضیدعوے میں مؤلف عرضیدعوے نے تسلیم کیا ہے کہ شیعہ و سنی قرآن کریم کو خدا کی کلام جانکر اسکی تابعداری کرتے ہیں۔ اور اب کہتا ہے کہ شیعیان کا فرقہ اتباع شعرا کرتے ہیں جو بالکل غلط ہے اتباع شیعیان بموجب نص قرآن کریم اتباع محمدی کرتے ہیں قل ان کنتم تحبون اللہ الخ اور کلہم شعرا کا مددگار شیطان نہیں ہے ورنہ سنی المذہب شعرا سعدی۔ فرید الدین عطار و جامی وغیرہ وغیرہ گذرے ہیں اور جس قدر آیات مندرجہ دفعہ ۱۱ کفار شعرا کے حق میں تھیں اسکو درج کرکے بد دیانتی سے شیعوں کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ وہ کفار اور ہجو کرنے والے خدا اور رسول خدا کے تھے۔ اور جب شعرا اسلام نے ان کفار اور ان کے بتوں کی مذمت کی اور آیات ان آیات متذکرۂ بالا کے بعد میں بحق شعرا اسلام آئیں انکو بہ نیت مجرمانہ تحریر نہ کیا۔ وہ آیات مندرجۂ ذیل اسی سورہ شعرا کی ہے۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَکَرُوا اللّٰهَ کَثِیْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ترجمہ مگر جو لوگ ایمان لائے اور عمل کیئے صالح اور ذکر کیا اللہ کا بہت اور بدلا لیا اپنے پیچھے کہ اونپر ظلم ہوا اور اب معلوم کرینگے کہ ظلم کرنے والے کس کروٹ اُلٹتے ہیں۔

واہ علمبردار یزید و معاویہ اپنے بزرگوں کے رنگ میں تم خوب رنگے ہوئے ہو دھوکہ دینا تو آپنے اپنے معاویہ سے لیا ہے۔ وہ آیات جو کہ کفار شعرا

کے حق میں نازل ہوئی تھی انکو تحریر کر دیا اور جن شعرا اسلام نے ان کفار
شعرا سے بدلا لیا انکو تحریر نہ کیا ماشاءاللہ یہہ تمہارا ہی حصّہ ہے اور حق
کو چھپایا پس مصداق اسکے ہوئے الساقط عن الحق فہو شیطان
اور ذکر خدا و رسول تو شعرا کے کہے ہوئے شعروں میں سُنی و شیعہ ہر دو ذکر کرتے ہیں
نعت شریف جناب رسولخداؐ تو ہر گھر میں مسلمان پڑھتے ہیں اور یہہ بھی غلط
ہے کہ کسی کو بُرا نہ کہنا چاہیئے جو کوئی بُرے کو بُرا نہیں کہتا وہ بھلے کو کب بھلا کہیگا
اہلسنت والجماعت کی تکذیب بیچے سنیوں کی کتابوں سے

عرضیہ عوے دفعہ ۱۱۷ - حضرت سلیمان علیہ السّلام نے اسلامؐ کا نام
دانائی رکھا دیکھو ۱۰۰۰ سال پیشتر مسیح سے اور ۲۹۲۲ سال آج سے پیشتر
انجیل کتاب مقدس امثال باب ۱ آیت ۷ خداوند کا خوف دانش کی
ابتدا ہی ہے لیکن احمق دانائی اور تادیب کو حقیر جانتا ہے ؎

جواب دعوے بجواب دفعہ ۱۱۷ - اس بات سے اقبال ہے کہ خداوند
کے حبیب حضرت سلیمان نے اسلام کا نام دانائی رکھا لیکن احمق دانائی
اور تادیب کو حقیر جانتا ہے اس سے سُنیوں کا فرقہ مُراد ہے جو خارج از اسلام ہیں
کیونکہ دانائی اسکا نام ہے کہ دوستان دین سے محبت اور دشمنان دین سے
نفرت و بیزاری اور مؤلف عرضیہ عوے دفعہ ۱۱۶ کے اخیر میں تحریر کرتا ہے
کہ کسی کو بُرا نہیں کہنا چاہیئے اگر تمیز عقل دانائی ہوتی تو دشمنان دین کو
ضرور بُرا کہنا پڑتا ہے کیونکہ یہی معیار عقل و دانائی ہے - اور جو حوالہ انجیل
دیتا ہے یہہ مسئلہ انجیل میں نہیں ہے بلکہ پُرانے عہدنامہ میں ہے اور یہہ دانائی ہے مؤلف عرضیہ عوے کی ؎

عرضیہ عوے دفعہ ۱۱۸ - اور فرمادیا کہ اسلام کے سات سردار ہونگے
دیکھو انجیل کتاب مقدس امثال باب ۹ آیت (۱) دانائی (اسلام) نے اپنے
لئے ایک گھر بنایا ہے یعنے (کعبہ شریف) اُسنے اپنے سات ستون تراشے ہیں -
(یعنے سات مینار جو کہ کعبہ شریف کی مسجد کے ہیں یا سات شخص حضرت محمد
الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ - حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت امام
حسن رضی اللہ عنہ - حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم اجمعین جو اسلام کے سردار
ہیں - (۲) اسلئے اپنے بچوں کو ذبح کیا ہے اُسنے اپنی لئے کرملایا ہے اسنے
اپنے بند کو چنا ہے (اس سے مراد قرآن مجید ہے کہ جس میں حلال اور حرام
کا ذکر کرکے خدا تعالے کو یاد کرنیکی ہدایتیں درج ہیں اور وہ کتاب کی شکل
میں ہے) (۳) اُسنے اپنی سہیلیوں (مسلمانوں) کو بھیجا ہے وہ شہر (دنیا)
کے اونچے مکانوں کی چوٹیوں پر پکارتی ہے (آذان بلند جگہ پر کھڑے ہوکر دیتے ہیں

(۴) جوکوئی بیوقوف ہو ادھر آئے اسکو جو دانش سے خالی ہے وہ کہتی ہے۔ چلا آ
(اذان میں حی علے الصلوٰۃ اور حی علے الفلاح یعنے چلا آ نماز کیطرف اور
چلا آ رہائی کی طرف پکارتے ہیں) اور میری روٹیوں میں سے کھا اور اس مئے
میں سے جسے مینے ملایا ہے پی (یعنے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کا سچا تابعدار ہو جا) (۶) جاہلوں کی صحبت چھوڑ دے (یعنے
مشرکوں کے اصولوں کو ترک کر یا مسلمانوں کا بیری نہ ہو) اور دانش
کی راہ چل۔ (کہ اسلام کا سچا تابعدار ہوکر ان ساتوں اصحاب کو عزت.

جواب دعوے بجواب ۱۱۸۔ مؤلف عرضید عوٰے اپنی عادت سے
مجبور ہے ایت (۱) جو پیش کی ہے اسمیں (ایک) کا لفظ خواہ مخواہ زیادہ
کیا ہے اور ایت نمبر (۶) میں سے اور زندہ ہوکر ترک کردیا ہے یہہ
دیانت مؤلف عرضید عوٰے کی ہے اور جو دلیلی منطق کے ساتھ سات شخص
پورا کرنے کے لئے اصحاب ثلثہ کو خواہ مخواہ درج کردیا ہے وہ غلط ہے
کیونکہ کتاب مقدس میں کتاب یسعیاہ نبی باب ۵۳ آیت ۹ میں رسولخدا
کی نسبت تحریر ہے کہ آیت اسکی قبر بھی دو شریروں کے درمیان ٹھرائی
گئی تھی۔ پر وہ اپنے مرنے کے بعد دولتمندون کے ساتھ ہوا کیونکہ اسنے
کسی طرح کا ظلم نہ کیا اور اسکے مونھ میں ہرگز چھل نہ تھا۔ جس کی تفسیر یہہ
ہے کہ انکی قبر ابوبکر و عمر جن کو شریر اس آیت میں کہا گیا ہے انکے درمیان"
ہے اور دولتمندی مرنے کے بعد زر و مال سے مراد نہیں ہے بلکہ اعمال نیک
یعنے مرنے کے بعد وہ اچھے اعمال والوں کے ساتھ ہوگا اور اس ذات محمد
علیہم السلام نے کسی طرح کا ظلم نہیں کیا اور وہ ہرگز دھوکہ باز نہ تھا۔ اسواسطے
جو شریر ہوں وہ سردار مسلمانوں کے ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتے اسواسطے اب
اہلسنت کو چاہیئے کہ شریروں سے پناہ مانگ کر اصلی سرداران باراں کی جو کہ
اولاد حضرت اسمعیل میں سے ہیں انکے زیر سایہ آجاویں اور جھوٹھی امامت
رابعہ سے متنفر ہوکر اصلی امامت کے تابعدار بنکر سچے مسلمان شیعیان
پنجتن کے زمرہ میں مل جاویں۔ اور جو سات ستون بیان کعبہ کیگئی ہیں وہ درست ہیں

عرضید عوٰے دفعہ ۱۱۹ چونکہ اہل شیعہ اسلام کے سات سرداروں
میں سے چار سرداروں حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور
حضرت علی اور امام حسن اور امام حسین کی عزت کرتے ہیں اور باقی تین سردارو
حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی عزت
نہیں کرتے اسلئے حضرت سلیمان علیہ السلام کے قول کے مطابق وہ جہالت
کا کام کرتے ہیں اور چونکہ اہلسنت والجماعت ان ساتوں اصحابونکو عزت

کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اسلئے وہ دانائی کی راہ پر چلتے ہیں ٭

جواب دعوے بجواب دفعہ ۱۱۹ - یہہ امر قابل تسلیم ہے - کہ اسلام کے
سات سردار ہیں مگر ان سات سرداروں میں ابوبکر و عمر و عثمان یعنے اصحاب
ثلاثہ نہیں ہیں جوکہ اصنام پرستی کرتے اور شرک کرتے رہے وہ کبھی سردار
نہیں ہو سکتے بلکہ اسلام کے سردار حضرت ابراہیم علیہ السلام جنکی ملت اہل
اسلام کے واسطے واجب و لازم ہے اور دوسرے جناب اسمعیل علیہ السلام
جن کی نسل سے رسولخدا پیدا ہوئے اور باقی ذات پنجتن پاک جوکہ بوقت
مباہلہ شریک ہوکر صداقت اسلام کے اظہار کیوقت گئے اگر ماسوائے انکے
کوئی اور سردار ہوتا تو وہ بھی بوقت مباہلہ کے جوکہ سب سے بڑا بھاری موقعہ
امتحان کا تھا جاتا مگر فریقین کی کتب اس امر پر شاہد ہیں کہ سوائے ذات بابرکات
پنجتن پاک ؑ کے اور کوئی بوقت مباہلہ شریک نہ تھا - اور اہلسنت کا حق پر نہ
ہونا یہ مقتضی اس امر پر ہے کہ وہ اصل جوکہ بنیاد اسلام یعنے حضرت ابراہیم
و اسمعیل علیہ السلام کو سردار اور سردار جنت حضرت خاتون قیامت کو نہیں
سمجھتے اسواسطے منزل مقصود سے نہایت دور ہیں - اور سچے اسلام کے پیروکار

عرضی دعوے دفعہ ۱۲۰ - حضرت ذکریا علیہ السلام نے اسلام کے سات
سرداروں کے علاوہ اسلام کے دونوں فرقوں سنی اور شیعہ کا بھی ذکر کردیا -
دیکھو ۵۱۹ سال پیشتر مسیح سے اور ۲۴۴۸ سال آج سے پیشتر انجیل کتاب
مقدس ذکریاہ باب (۴) آیت (۱) اور وہ فرشتہ جو مجھسے باتیں کرتا تھا
پھر آیا اور جیسا کوئی نیند سے جگایا جاتا ہے ویسا ہی اُسنے مجھے بھی جگایا -
(۲) اور مجھکو کہا تو کیا دیکھتا ہے اور میں نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں اور دیکھو ایک
شمعدان بالکل سونے کا اور اس کے سر پر ایک کٹورا ہے اور اوپر اسکے سات
چراغ اور ان سات چراغوں کی جو اسکے اوپر ہیں سات نالیاں (۳) اور
اسکے نزدیک دو درخت زیتون کے ایک جو ہے کٹورے کے دہنی طرف اور دوسرا
اسکی بائیں طرف (۴) اور مینے اس فرشتے کو جو مجھسے کلام کرتا تھا جواب
دیکر کہا کہ اے میرے خداوند یہہ کیا ہیں (۵) تب اُس فرشتے نے جو مجھسے کلام
کرتا تھا جواب دیکر کہا کیا تو نہیں جانتا کہ یہہ کیا ہیں میںنے کہا نہیں اے میرے خداوند
(۶) تب اُسنے جواب دیکر کہا کہ یہہ زور بابئل کے لیئے خداوند کا کلام ہے کہ نہ تو
زور سے اور نہ توانائی سے بلکہ میری روح سے رب الافواج فرماتا ہے (۷)
اے بڑے پہاڑ تو کیا ہے تو زور بابئل کے آگے ایک میدان ہو جائیگا اور
اور وہی سرے کا پتھر یہہ پکارتے ہوئے نکالیگا کہ اسپر فضل ہو (۸) یہہ
خداوند کا کلام مجھے پہنچا اور اُسنے کہا کہ (۹) زور بابئل کے ہاتھوں نے اس

گھر کی نیو ڈالی اور اس کے ہاتھ اسے تمام بھی کرینگے تب تو جانے گا کہ رب الافواج
نے مجھے تم پاس بھیجا (۱۰) کیونکہ کون ہے جسنے ان چھوٹی چیزوں کے دنکی
تحقیر کی ہے۔ کیونکہ خداوند کی وہ سات آنکھیں جو ساری زمین کی سیر کرتی
ہیں خوشی سے اس ساہول کو دیکھتی ہیں جو زرد بابُل کے ہاتھوں میں ہے
(۱۱) تب مینے اسے جواب میں کہا کہ دونوں زیتوں کے درخت جو شمعدان کے
دائیں بائیں ہیں کیا ہیں (۱۲) اور مینے دوسری بار خطاب کرکے اُسسے کہا کہ
زیتون کی یہہ دو شاخیں جو سونے کی دو نلیوں کے متصل ہیں جنکی راہ سے
سنہلا تیل انسے نکلا چلا جاتا ہے۔ سو کیا ہیں (۱۳) اُسنے مجھے جواب دیکر کہا
کیا تو نہیں جانتا ہے کہ یہہ کیا ہیں مینے کہا نہیں اے میرے خداوند (۱۴) اُسنے
مجھے کہا کہ یہہ وہ دو ممسوح ہیں جو ساری زمین کے خداوند کے حضور کھڑے رہتے ہیں
تفسیر جسوقت بنوکد نضر بادشاہ نے بیت المقدس کو جلا کر خاک سیاہ کردیا اور
تمام یہودیوں کو قید کرکے کوفہ میں لیگیا تو اسکے بعد زرد بابُل یہودی نے بیت المقدس
کی دوبارہ تعمیر شروع کی تھی۔ اور فرشتہ نے حضرت ذکریاہ علیہ السلام
کو بتایا کہ ضرور ہی بیت المقدس کی مسجد کو ختم کریگا اور وہ اُس کے ہاتھوں
سے تکمیل پاویگی مگر آیت ۱۴ میں دو ممسوح ہیں جو ساری زمین کے خداوند
کے حضور کھڑے رہتے ہیں کی تفسیر زرد بابُل پر صادق نہیں آئی بلکہ یہہ ساری
تعبیر اس طرح پر اسلام کے حق میں ہے۔ دیکھو ذکریاہ باب ۴۔ (۲) آیت ۲
میں دیکھتا ہوں اور دیکھو ایک شمعدان بالکل سونے کا (اس شمعدان سے
مراد مذہب اسلام ہے) اور اُس کے سر پر ایک کٹورا ہے۔ (وہ کٹورا اسلام کے سر پر
قرآن مجید کتاب الٰہی ہے) اور اس کے اوپر سات چراغ (اس سے مراد اسلام
کے سات سردار ہیں حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر
صدیق حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی حضرت امام حسن حضرت امام حسین
رضی اللہ عنہم آیت ۳ اور اسکے نزدیک دو درخت زیتون کے ایک جو ہے کٹورے
کی دائیں طرف اور دوسرا اُسکی بائیں طرف (اسلئے اسلام کے دو فرقہ اہلسنت
والجماعت اور اہل شیعہ مراد ہیں) اور آیت (۱۴) یہہ وہ دو ممسوح ہیں جو
ساری زمین کے خداوند کے حضور کھڑے رہتے ہیں (اس سے مراد ہے کہ ان
ہر دو فرقوں میں بادشاہت رہیگی) اور اسلئے بھی تمام مسلمانوں کو چاہئے

جواب دعوے بجواب دفعہ ۱۲۰ ۔ جس قدر آیات مندرجۂ دفعہ ۱۲۰
میں پُرانے عہدنامے سے بیان کی گئی ہیں وہ واقعی کتاب مقدس میں درج
ہیں اور اسمیں کوئی شک وشبہ نہیں مگر جو تفسیر اسکی نسبت لکھی گئی ہے وہ
عبدالواحد مؤلف عرضیدعوے نے اغوائی اور بالطبع کی ہے جو بوجوہات ذ

مبنی بر غلط فہمی ہے۔ الف مؤلف عرضید عوئے آیت ۱۴ کا حوالہ پیش کر کے
بیان کرتا ہے کہ دو ممسوح جو کہ حضرت خداوند کریم کے حضور میں زمین پر کھڑے
رہتے ہیں اور کھڑے رہنے سے تعبیر ہر وقت ظاہر ہوتی ہے۔ اور ان ممسوحوں
کی نسبت تاویل کی گئی ہے کہ بادشاہت دنیا میں ان ہر دو فرقہ کی رہیگی یہہ بالکل
غلط ہے۔ اور یہہ عہد خداوندی ہمارے امام حضرت صاحب الامر جناب مہدی
ہادی کیوقت پورا ہونیکا موعدہ ہے۔ جسکو شیعہ و سنی ہر دو نے تحریر کر دیا
ہوا ہے اور اسوقت دنیا کی بادشاہت صرف قبضہ ہادی مہدی میں ہوگی اور
سوائے اُس سرکار معلےٰ کے اور کوئی دوسرا حکمران نہ ہوگا پس دلیل پیش کردہ
مؤلف عرضید عوئے ہذا بالکل غلط ہے (ب) دار دنیا میں جب سے سلسلہ بادشاہت
ہوا ہے بقول مؤلف عرضید عوئے ان ہر دو فرقوں کو بادشاہ ہونا ضروری تھا
حالانکہ ایسا نہیں ہے (ج) اور جب سے سلسلہ بادشاہت دنیا میں ہوا ہے تب سے
ان ہر دو فرقہ کا ہونا لازمی ہے۔ مگر پرانے عہد نامے کے مطابق قرآنی آیات میں
شیعہ کا ہونا مؤلف عرضید دعوئے نے بارہا تسلیم کیا ہے مگر سنی فرقہ کا وجود
ہی نہ تھا کیونکہ یہہ تو بوقت معاویہ و یزید بنا اور اہلسنت کے حق پر ہونیکے
واسطے ہزار تلبیس کیگئی مگر جسوقت اصحاب ثلاثہ کا قصہ طشت از بام اُفتاد
والا ہوتا ہے تو ساری قلعی کھل جاتی ہے۔ بقول شاعر ؎

ہرگزم باور نمے آید زروئے اعتقاد ✤ حق زہراؑ خوردن و دین پیمبر داشتن۔

اُن کا تو دین پیمبر رکھنا ہی ثابت نہیں ہوتا چہ جائیکہ وہ سردار اسلام
ثابت ہوسکیں اور اگر ایسے ہی اسلام کے سردار ہوں تو پھر بقول شاعر ؎
گر ہمیں مکتب است و ایں مُلاّ ✤ کار طفلاں تمام خواہد شد ✤ اور حضرت
سردار امت جناب نبی صلعم نے کہیں بھی ارشاد نہیں فرمایا کہ انکی یعنے اصحاب
ثلثہ کی تابعداری کیجاوے مگر بر خلاف اسکے حضرت رسولخداؐ نے جملہ امت کو
ہدایت فرمائی تھی۔ اگر اصحاب ثلاثہ امت سے ہیں تو انکو بھی اُسی ہدایت پر
کاربند ہونا پڑیگا۔ حدیث شریف انی تارک فیکم الثقلین کتاب
اللہ و عترتی اھلبیتی ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی ابدا۔
حدیث دیگر انّ مثل اھلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکب فیھا
نجی ومن تخلف غرق وھوی پس ثابت ہوا کہ جو کوئی قرآن مجید
اور اہلبیت علیہم السلام کے ساتھ تمسک نہ رکھے اور کشتی اہلبیت علیہم السلام پر
سوار نہ ہو وہ کبھی ناجی نہیں ہوسکتا اور اصحاب ثلاثہ کا تمسک — ابوبکر
بر فاطمہؑ ناراض ہوئیں در بارۂ فدک و بوقت احراق باب فاطمہ و بوقت جلانے
قرآن پاک کے پس جو شخص کہ یہہ افعال کرے وہ مسلم و مومن نہیں رہ سکتا۔

چہ جائیکہ وہ سردار ہو سکے اور اگر سردار ایسے افعال والا ہو تو اُسپر یہ شعر
خوب صادق آتا ہے۔ بقول سعدی شیرازی ؎ چو کفر از کعبہ برخیزد
کجا ماند مسلمانی۔ آئندہ اگر شرم و حیا ہے تو پھر کبھی ایسے افعال والوں کو
عرضی دعوے دفعہ ۱۲۱۔ حضرت دانی ایل علیہ السلام نے اسلام
کے فرقہ اہلسنت والجماعت کو لوہے سے مثال دی ہے۔ اور اہل شیعہ کو مٹی
سے دیکھو ۶۰۳ سال پیشتر مسیح سے ۲۵۲۵ سال آج سے پیشتر انجیل
کتاب مقدس دانی ایل باب ۲ آیت ۲۶ بادشاہ نے دانی ایل جس کا
لقب بیلطشضر تھا جواب میں کہا کیا تو اس خواب کو جو مینے دیکھا اور
اُسکی تعبیر کو مجھسے بیان کرسکتا ہے (۲۷) دانی ایل نے بادشاہ کے حضور میں
جوابدیا اور کہا کہ وہ بھید جو بادشاہ نے پوچھا حکما اور نجومی اور جادوگر اور
فالگیر بادشاہ کو بتا نہیں سکتے (۲۸) لیکن آسمان پر ایک خدا ہے۔ جو سب
بھید آشکارا کرتا ہے اور وہ بنوکدنضر بادشاہ کو وہ بات بتاتا ہے جو آخری
ایام میں ہوگی تیرا خواب اور تیرا دماغی خیال جو تونے اپنے پلنگ پر دیکھے سو
یہ ہیں (۲۹) تو اے بادشاہ اپنے پلنگ پر لیٹا ہوا خیال کرنے لگا کہ آئندہ
میں کیا ہوگا سو وہ جو رازوں کا کھولنے والا ہے۔ تجھپر ظاہر کرتا ہے۔ کہ
کیا کچھ ہوگا (۳۰) لیکن یہ راز مجھپر آشکار کیا گیا اسلئے نہیں کہ مجھ میں
کسی اور زندہ کی نسبت سے زیادہ حکمت ہے بلکہ اسلئے کہ اسکی تعبیر بادشاہ
سے کیجائے اور تاکہ تو اپنے دل کے تصورونکو سمجھ جائے (۳۱) تونے اے بادشاہ
نظر کی تھی اور دیکھ ایک بڑی مورت تھی وہ بڑی مورت جس کی رونق بے نہایت
تھی تیرے سامنے کھڑی ہوئی اور اُس کی صورت ہیبت ناک تھی۔ (۳۲) اس
مورت کا سر خالص سونے کا تھا۔ اوس کا سینہ اور بازو چاندی کے اُسکا
شکم اور رانیں تانبے کی تھیں۔ (۳۳) اُسکی ٹانگیں لوہے کی اور اسکے پاؤں
کچھ لوہے کے اور کچھ مٹی کے تھے۔ (۳۴) اور تو اُسے دیکھتا رہا یہانتک
کہ ایک پتھر بغیر اس کے کہ کوئی ہاتھ سے کاٹکے نکالے آپسے آپ نکلا جو اُس
شکل کے پاؤں پر جو مٹی اور لوہے کی تھیں لگا اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کیا
(۳۵) تب لوہا اور مٹی اور تانبا اور چاندی اور سونا ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔
اور تابستانی کھلیان کی بھوسی کی مانند ہوئے اور ہوا انہیں اُڑا لے گئی۔
یہانتک کہ انکا پتہ نہ ملا اور وہ پتھر جسنے اُس مورت کو مارا ایک بڑا پہاڑ
بنگیا اور تمام زمین کو بھر دیا (۳۶) وہ خواب یہ ہے اور اسکی تعبیر بادشاہ
کے حضور بیان کرتا ہوں (۳۷) تو اے بادشاہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے
اسلئے آسمان کے خدا نے تجھے ایک بادشاہت اور قوت اور توانائی اور

شوکت بخشی ہے (۳۸) اور جہاں کہیں بنی آدم سکونت رکھتے ہیں اسمیں
میدان کے چوپائے اور ہوا کے پرندے تیرے قابو میں کر دئے اور تجھے
ان سبھوں کا حاکم کیا تو ہی وہ سونے کا سر ہے (۳۹) تیرے بعد ایک اور
سلطنت برپا ہوگی جو تجھ سے چھوٹی ہوگی اور اسکے بعد ایک اور سلطنت
جسکی تمام زمین تانبے کی ہو حکومت ہوگی (۴۰) اور چوتھی سلطنت لوہے کی
مانند مضبوط ہوگی اور جس طرح کہ لوہا توڑ ڈالتا ہے۔ اور سب چیزوں پر غالب
آتا ہے۔ ہاں لوہے کی طرح سے جو سب چیزوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے اسی طرح
سے وہ ٹکڑے ٹکڑے کریگی اور کچل ڈالیگی (۴۱) اور جو تو نے دیکھا کہ اس کے
پاؤں اور انگلیاں کچھ تو کمہار کی مٹی کی اور کچھ لوہے کی تھیں سو اس سلطنت
میں تفرقہ ہوگا۔ مگر جیسا کہ تو نے دیکھا کہ اس میں لوہا گلاوی سے ملا ہوا
تھا سو لوہے کی توانائی اس میں ہوگی (۴۲) اور جیسا کہ پاؤں کی انگلیاں
کچھ لوہے کی کچھ مٹی کی سو وہ سلطنت کچھ قوی کچھ ضعیف ہوگی (۴۳)
اور جیسا تو نے دیکھا کہ لوہا گلاوی سے ملا ہوا ہے وہ اپنے کو انسان کی نسل سے
ملائینگے (۴۴) اور اُن بادشاہوں کے ایام آسمان کا خدا ایک سلطنت برپا
کریگا جو تا ابد نیست نہ ہوگی اور وہ سلطنت دوسری قوم کے قبضہ میں نہ پڑیگی
اور ان سب مملکتوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور نیست کریگی اور وہی تا ابد قائم رہیگی
(۴۵) جیسا کہ تو نے دیکھا کہ وہ پتھر بغیر اس کے کہ کوئی ہاتھ اسکو پہاڑ سے
کاٹ نکالے آپسے آپ نکلا اور اسنے لوہے اور تانبے اور مٹے اور چاندی
اور سونے کو ٹکڑے ٹکڑے کیا خدا تعالےٰ نے بادشاہ کو وہ کچھ دکھایا جو آگے
ہونیوالا ہے۔ یہہ خواب یقینی ہے۔ اور اسکی تعبیر یقینی۔

تعبیر (الف) بنوکدنضر بت پرست بادشاہ تھا۔ اُسنے بیت المقدس
کو فتح کرکے آگ سے جلا دیا اور تمام یہودیوں کو قید کرکے لیگیا تھا۔ اور
وہ سونے کا سرا بنوکدنضر بت پرست بادشاہ تھا جسنے خدا تعالےٰ کے گھر کو
جلا دیا تھا۔ (ب) بت پرستوں کی بادشاہی کے خاتمہ پر بیت المقدس کی حکومت
یہودیوں کے قبضہ میں آگئی۔ اور چاندی کی مانند کم طاقت تھی۔ (ج)
بعد اُنکے عیسائیوں کو بیت المقدس کی حکومت ملی اور انمیں تانبے کی توانائی
تھی۔ جس لئے انھوں نے تمام زمین کو فتح کرلیا (د) عیسائیوں کے بعد
حکومت مسلمانوں کو ملی جو لوہے کی طاقت والی بادشاہی تھی (س) مسلمانوں
میں تفرقہ تھا دو فرقے اہل سنت والجماعت اور ایک اہل شیعہ تھے اہل سنت
والجماعت کو لوہے سے مشابہت دی اور اہل شیعہ کو مٹی سے کیونکہ ہمیشہ سے
اہلسنت والجماعت ہی کا فردوں سے لڑتے ہیں اور شیعہ فرقہ والے کبھی بھی

عیسائیوں کافروں کے ساتھ نبرد آزما نہیں ہوئے اور اہلسنت والجماعت کو
تو ہی اور اہل شیعہ کو ضعیف کہا (س) آیت (۴۳) اگرچہ یہہ دونوں اہلسنت
والجماعت اور اہل شیعہ ایکدوسرے کے ساتھ ملتے اور اپنے آپکو مسلمان کہتے
ہیں مگر یہہ دونوں فرقے انسان (حضرت علی) کی اولاد امام حسین کی شہادت
کے بعد سے ایکدوسرے کے بالکل مخالف اور ایکدوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ اور
اس سے پہلے یہہ اتنے دشمن نہ تھے۔ (مش) مسلمانوں کی حکومت تاابد قائم
رہیگی اور یہی حکومت دنیا کی حکومتوں کو برباد کریگی اور مسلمان حکومت پر
ہوں گے جبکہ خدا تعالےٰ قیامت لاکر اس تمام عالم دنیا کو نیست ونابود کریگا"

جواب دعوے بجواب دفعہ ۱۲۱ - یہہ امر قابل تسلیم نہیں ہے کہ
حضرت دانیال علیہ السلام نے فرقۂ اہل سنت والجماعت کو لوہے کی مثال
دی ہے۔ اور شیعہ کو مٹی سے مندرجۂ آیات کتاب مقدس دخواب وتعبیر بیان
کرنا حضرت دانیال علیہ السلام کا درست طور پر درج ہے۔ مگر جو تعبیر عبدالواحد
مؤلف عرضیدعوے نے اہل سنت کیواسطے کی ہے وہ بالکل غلط ہے۔ اور
یہہ پیشین گوئی جناب صاحب الامر حضرت مہدی ہادی علیہ السّلام کے واسطے
ہے۔ دیکھو آیت ۴۰ اور چوتھی سلطنت لوہے کی مانند مضبوط ہوگی اور
جسطرح کہ لوہا توڑ ڈالتا ہے اور سب چیزوں پر غالب آتا ہے ہاں لوہے کیطرح
سے جو سب چیزوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے۔ اُسی طرح وہ ٹکڑے ٹکڑے کریگی۔
اور کچل ڈالیگی کیونکہ اسوقت سب زمین ساتھ عدل اور انصاف کے بھرجاویگی
اور حکومت جناب صاحب الامر کیواسطے قرآن کریم شاہد ہے۔ دیکھو پارہ ۱۸
سورۂ نور وعد اللّٰہ الّذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّالحات لیستخلفنّھم
فی الارض کما استخلف الّذین من قبلھم ولیمکّننّ لھم دینھم الّذی
ارتضیٰ لھم ولیبدّلنّھم من بعد خوفھم امنا ٥ ترجمہ وعدہ دیا اللہ نے
جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور کئے ہیں نیک کام البتہ پیچھے کریگا خلیفہ بیچ
زمین کے جیسا کہ خلیفہ کیا تھا انسے پہلوں کو اور جمادیگا انکا دین جو پسند
کردیا واسطے انکے اور دیگا انکو ڈر کے بدلے میں امن اور حاصل کلام یہہ ہے
کہ سوائے ائمہ اثنا عشر کے اور کوئی خلیفہ نہیں ہوسکتا اور آخر خلیفہ یعنے حضرت
مہدی علیہ السّلام کے زمانہ میں تمام کی تمام آیت کی منشاء پوری ہوتی ہے اور کسی
زمانہ میں نہیں ہوئی کیونکہ بعد از اس قرآن میں ارشاد ہوا کہ اسوقت کوئی
بھی شرک کرنے والا نہ ہوگا۔ اور یہہ امر سوائے حضرت امام مہدی ہادی
علیہ السّلام کے اور کسی وقت میں نہیں ہوا اسلئے تمام کی تمام آیات مندرجہ
دفعہ ۱۲۱ اور تعبیر خواب وغیرہ سب متعلقہ زمانہ حضرت مہدی ہادی ہے۔

اور جو تعبیر مؤلف عرضی دعوےٰ نے اپنی کتاب میں کی ہے۔ وہ بالکل خلاف آیات کتاب مقدس و آیات مندرجۂ قرآن کریم ہے۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ شیعہ و سنی ہر دو فرقہ کا نفاق بعد از شہادت امام حسین علیہم السلام ہوا بلکہ ان ہر دو فرقہ کا تفرقہ اول تو توحید سے ہے۔ کیونکہ دونوں فرقوں کی توحید یکساں نہیں اور بعدش نبوت کا از حد فرق ہے۔ کیونکہ شیعہ لوگ ہر ایک نبی کو بری از خطا سمجھتے ہیں اور سنی لوگ انبیاء علیہم السلام کی خطاؤں سے تعبیر کرتے ہیں اور حضرت رسولخدا کو شیعہ فرقہ تا حضرت آدم علیہ السلام مومنوں کی پشت وار حام طاہرہ سے بیان کرتے ہیں اور سنی لوگ تو حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے والدین کو مومن و موحد نہیں سمجھتے۔
مزید برآں بڑا بھاری رکن اسلام میں نماز کا ہے حالانکہ شیعہ و سنی کی نماز و وضو میں اسقدر فرق ہے۔ کہ محتاج بیان نہیں غرضیکہ ان ہر دو فرقہ کی تفاوت ایک ایسی تفاوت ہے کہ جس کا حد و پایاں نہیں ہے۔ اور مؤلف عرضیدعوےٰ نے تو اس سے بھی زیادہ کہدیا ہے کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو کافر اور دوسرا اس پہلے فرقہ کو کافر کہتا ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ پہلے تفرقہ نہ تھا یعنے کہ جب تک معاویہ اور یزید کا عہد نہ تھا اور سنی المذہب کی بو بھی نہ تھی تب تک تفرقہ نہ تھا جب عہد مذکور میں سنی المذہب کی بنیاد ڈالی گئی تب سے تفرقہ پیدا ہوا کیونکہ اسوقت دین الہی میں تفرقہ ڈالا گیا اور کئی ہزار احادیث وضعی بحق بنو امیہ وغیرہ گھڑی گئیں اور یہ امر بالکل درست ہے کہ حکومت اسلام یعنے خلافت حضرت امام مہدی ہادی علیہ السلام تا ابد قائم رہیگی اور اُس حکومت کے مد مقابل کوئی حکومت نہ رہیگی اور دین اسلام مجوزہ خدا کا دور دورہ ہوگا۔ یہانتک کہ قیامت ہوگی ٭

عرضی دعوےٰ دفعہ ۱۲۲۔ حضرت سلیمانؑ اور حضرت زکریاؑ نے اسلام کے سات سرداروں کی بابت ذکر کیا ہوا ہے اور حضرت زکریاہ اور حضرت دانی ایل نے اسلام کے دو فرقہ اہلسنت والجماعت اور اہل شیعہ کا بھی ذکر کیا ہے اور حضرت دانی ایل نے اہلسنت والجماعت کو لوہے سے اور اہل شیعہ کو مٹی سے نسبت دی ہے۔ اسلئے اہل شیعہ کو چاہیئے کہ شیعہ عقائد کو چھوڑ کر اسلام کے ساتوں بزرگوں کی عزت کیا کریں تاکہ وہ قرآن مجید کے علاوہ پہلے نبیوں کے فرمان کے بھی تابعدار ہو جاویں و ما علینا الا البلاغ۔ عبد الواحد حاجی کوچہ پیر شیرازی چوک متی لاہور

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

قرآن مجید بھی اسلام کے سات سردار بتاتا ہے دیکھو سپارہ ۲۶ سورۂ فتح

رکوع ۱۲ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ٥ اس سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے چھ ساتھی مراد ہیں - اشداء علی الکفار سے حضرت ابوبکر رحماء بینھم سے حضرت عمر تراھم رکعا سجدا سے حضرت عثمان یبتغون فضلا من اللہ سے حضرت علی ورضوانا سے حضرت امام حسن سیماء ھم فی وجوھھم سے حضرت امام حسین رضی اللہ

جواب دعوے بجواب دفعہ ۱۲ ا اور یہہ امر بالکل صحیح ہے کہ اسلام کے سات سردار یعنے حضرت ابراہیمؑ وحضرت اسمعیل علیہم السلام وحضرت محمد الرسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب علیؑ وجناب فاطمۃ الزہراؑ وحضرت امام حسنؑ وحضرت امام حسین علیہم السلام ہیں اور ان سات سرداروں میں ہرگز ہرگز ابوبکر وعمر وعثمان داخل نہیں ہیں بقول شاعر چہ نسبت خاک را با عالم پاک اور یہہ تعبیر بالکل غلط ہے کہ اصحاب ثلاثہ سردار اسلام ہیں اور اسکی تصدیق عمر ابن الخطاب کے قول سے ہوتی ہے جبکو حضرات اہلسنت بڑے زور سے وعظوں میں بھی بیان کیا کرتے ہیں کہ ایکدفعہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عمر کو غلام کہدیا تو انہوں نے امام حسینؑ سے تحریر کرا لیا تھا کہ عمر غلام حسینؑ پاک ہے اور پھر یہہ وصیت کی تھی کہ اس نوشتہ حسین علیہ السلام

درجواب تتمہ بیان **عرضیدعوے** تفسیر آیہ مبارکہ مندرجہ تتمہ عرضیدعوے آیت محمد الرسول اللہ بالکل غلط طور پر کیگئی ہے - والذین معہ اور جو لوگ کہ ہمراہ اسکے ہیں - محمد مبتدا ہے اور رسول اللہ عطف بیان ہے اور والذین معہ کا عطف محمدؐ پر ہے اور معطوف اور معطوف الیہ دونوں ملکر مبتدا ہیں اور اشدا بعد اسکے خبر اسکی ہے - اور دوسری صورت یہہ بیان کی گئی ہے - کہ محمد مبتدا ہے - اور رسول اللہ خبر اسکی ہے - اور والذین معہ مبتدا ہے اور مابعد اسکے خبر اسکی ہے - اور اشدا و بہت سخت ہیں یعنے محمدؐ پیغمبر خدا اور وہ لوگ جو کہ اسکے ہمراہ ہیں بہت سخت ہیں علی الکفار اوپر کافروں کے رحماء مہربان اور نرم دل ہیں بینھم آپسمیں پس ثابت ہوا کہ کفار سے نفرت اور آپس میں رحم اور یہہ مثال صرف شیعیان علی بن ابیطالب میں پائی گئی ہے کیونکہ غیر مذاہب ہندو وغیرہ کا نہیں کھاتے اور اہل سنت والجماعت تو انسے رابطۂ اتحاد رکھتے ہیں بلکہ علماء نے فتاوے بھی دئے کہ ان سے اتحاد رکھا جاوے جو خلاف از قرآن ہے کیونکہ الذین معہ مبتدا ہو خواہ معطوف مبتدا پر معنے تبدیل ہو جاوینگے کہ محمد ہی ابوبکر ہے عمر ہی عثمان ہے،

اور ایسا نہیں ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ انما المؤمنون الذین امنوا باللہ
ورسولہ واذا کانوا معہ الی امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ
ترجمہ سوائے اسکے نہیں کہ مومن وہ لوگ ہیں کہ ایمان لائے ساتھ خدا کے
اور پیغمبر اسکے کے جسوقت ہوئے وہ ہمراہ اُس پیغمبر کے کسی امر جامع پر تو نہیں
جاتے ہیں وہ یہانتک کہ اذن لیویں وہ پیغمبر سے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان
ہر نماز میں حاضر نہ رہتے تھے اور نہ ہی مجمع وعظ میں اور نہ جہاد میں بلکہ حضرت
رسولخداؐ کو تنہا چھوڑ کر وہ چلے جاتے تھے اور نماز میں حاضر نہ رہتے تھے جسکا
ثبوت سورۂ جمعہ کے اخیر میں واذا رأوا تجارۃً الخ اور وعظ کی غیر حاضری
کی نسبت یعلم اللہ الذین یتسللون منکم لواذا یعنے خدا جانتا ہے
کہ تم سے تھوڑے ہو کر چلے جاتے ہیں اور جہاد کی نسبت خدا فرماتا
ہے۔ ثم تولیتم مدبرین یعنے جہادوں سے بھاگے اسواسطے اُس
آیہ کا کوئی تعلق واسطہ ہمراہ ابوبکر و عمر نہیں ہے اور نہ ہی وہ سات ہمدار

تنقیحات

(۱) کیا ہر دو فرقہ اہلسنت و شیعہ ابتدائے اسلام سے ہیں ثبوت و تردید بذمہ فریقین ؛
(۲) کیا ابوبکر و عمر و عثمان کامل الایمان تھے ثبوت بذمہ سُنیان تردید بذمہ شیعیان ؛
(۳) کیا ابوبکر و عمر و عثمان اس قابل تھے کہ اُنکو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاوے اور
اُن کی عزت نہ کرنی منافی ایمان و اسلام ہے ثبوت بذمہ سُنیاں و تردید بذمہ شیعیان ؛
(۴) کیا ابوبکر و عمر و عثمان جناب رسولخداؐ اور حضرت علیؑ کے رشتہ دار تھے اور یہ
رشتہ داری اُنکی باعث نجات ہے ثبوت بذمہ سُنیان و تردید بذمہ شیعیان ؛
(الف) کیا ابوبکر کی بیٹی عائشہ اور عمر کی بیٹی حفصہ رسولخداؐ کی بیویاں تھیں ؛
(ب) کیا حضرت ام کلثوم بنت علی و فاطمہ کا نکاح حضرت عمر خلیفہ ثانی سے تھا ؛
(ج) کیا رقیہ و ام کلثوم دختران رسولخداؐ تھیں اور انکا نکاح ہمراہ حضرت
(د) کیا ابوبکر کی پوتی زوجہ امام محمد باقر علیہ السلام تھیں ؛
(۵) کیا محمد بن ابوبکر داماد حضرت علیؑ تھا اور وہ واقعی قاتل عثمان تھا اور
حضرت علیؑ نے قصاص میں محمد بن ابوبکر کے نہ دینے سے اسلامی طور پر غلطی کھائی
اور جنگ جمل کی ابتدا حضرت علیؑ کی جانب سے ہوئی اور علی خلیفہ برحق تھا۔
اور خلیفہ برحق کا مقابلہ کرنا منافی ایمان و اسلام ہے، ثبوت و تردید بذمہ فریقین ؛
(۶) کیا امام حسین علیہ السلام کا شہید کر دینا خارج از اسلام ہونا ہے اور
قاتلان حسین جہنمی ہیں ثبوت بذمہ شیعیان و تردید بذمہ سُنیان ؛
(۷) کیا خلیفہ ابوبکر و عمر و عثمان خلیفہ برحق تھے اور ابوبکر و عمر کی قبور کا

اسلام سے یہی ؛

عثمان ہوا ؛

قریب قبر رسول خدا صلعم ہونا قابل عزت و توقیر ہے ثبوت بذمہ سُنیان تردید بذمہ شیعیان ٭

(۸) کیا خلیفہ ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین تھے۔ ثبوت بذمۂ سُنیان۔ تردید بذمہ شیعیان ٭

(۹) کیا رسول خدا صلعم کی انگشتری ابوبکر و عمر و عثمان نے پہنی اور اس کا کیا تعلق تھا

(۱۰) کیا حدیث عشرہ مبشرہ صحیح ہے ثبوت بذمہ سُنیان تردید بذمہ شیعیان ٭

(۱۱) کیا بنو ہاشم نے عہد عثمان میں جعلی مُہر شاہی بنا کر محمد بن ابوبکر کو مصر کا حاکم مقرر کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور اس کا نتیجہ قتل عثمان تھا۔ اور کیا حضرت عثمان شہید تھے اور اُنکے قاتلان مومن مسلم تھے۔ یا نہ ثبوت بذمہ سنیان،

(۱۲) کیا فرقہ شیعہ کی ابتدا اسوقت سے ہوئی جبکہ ہمراہ حضرت علی ع کے ہوکر معاویہ سے لڑے یا کب سے یہ شیعہ فرقہ ہے۔ اور شیعہ کا لفظ کب سے شروع ہوا اور رافضی کے اصلی معنے اور کیا شیعہ رافضی ہیں۔ ثبوت بذمہ شیعیان و تردید بذمہ سُنیان ٭

(۱۳) جن لوگوں نے امامت حسن پاک کو تسلیم نہ کیا کیا وہ اسلام و ایمان میں رہے۔ ثبوت بذمۂ شیعیان۔ تردید بذمہ سُنیان ٭

(۱۴) کیا امام حسین ع ملک گیری کی ہوس میں جانب کوفہ گئے تھے۔ یا کہ خدمت اسلام کرنے کے واسطے ثبوت بذمہ شیعیان۔ تردید بذمہ سُنیان ٭

(۱۵) کیا نعمان بن ثابت کوفی جس کو امام اعظم کے لقب سے پکارا جاتا ہے اُسکے فتاوے بموجب شارع اسلام ہیں اور اسکا فرقہ ناجی ہے اور اس کا حنیف تخلص واقعی وہ حنیف تھا کہ جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے اسی متضاد میں ثبوت بذمہ سُنیان و تردید بذمہ شیعیان ٭

(۱۶) کیا تعزیہ و دیگر شبیہہ بنا کر ذکر امام حسین کرنا جائز ہے ثبوت بذمہ

(۱۷) کیا خلیفہ ابوبکر نے باغ فدک غصب کیا اور حضرت عمر نے آگ دروازہ حضرت فاطمہ کو لگائی یا دھمکی آگ لگانے کی دی اور اُس گھر میں جو لوگ تھے انکو مفسد و باغی کہا اور حضرت عثمان نے قرآن کریم کو جلایا اور معاویہ ناحق پر تھا۔ ثبوت بذمہ شیعیان و تردید بذمہ سنیان ٭

(۱۸) کیا تعین خلافت حق اللہ ہونا چاہیئے یا کہ اجماعی اور اجماع کا کیا اثر ہے اور کیا بوقت تعین خلافت ابوبکر کل اہل اسلام کا اجماع تھا یا کہ نہیں اور اجماعی خلیفہ کا انحراف منافی ایمان و اسلام ہے ثبوت بذمہ سنیان تردید بذمہ شیعیان

(۱۹) پارہ ۱۰ سورۂ توبہ رکوع ۶ آیت ۴۰ جو کہ غار میں ابی بکر کا جانا ہمراہ رسول خدا صلعم ہے اُس سے عزت و توقیر خلیفہ ابی بکر ثابت ہے ثبوت بذمہ سُنیان تردید شیعیان

(۲۰) کیا حضرت علی خلیفہ من اللہ و خلیفہ بلافصل تھے۔ ثبوت بذمہ شیعیان تردید بذمہ سُنیان

(۲۱) کیا حضرت شہربانو کو خلیفہ دوم حضرت عمرؓ نے امام حسینؓ کے نکاح میں دیا اور اس سے اتحاد اہلبیت سے عمرؓ کا ثابت ہوتا ہے ثبوت بذمہ سُنیان تردید.

(۲۲) کیا اصحاب ثلاثہ رسولخداؐ کو نماز وعظ اور جہادوں میں چھوڑکر چلے جایا کرتے تھے اور ان وقتوں سے چلا جانا منافی ایمان ہے ثبوت

(۲۳) کیا شیعہ رسولخداؐ کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہ کو بُرا جانتے ہیں اور اگر بُرا جانتے ہیں تو کیوں اور انکا بُرا جاننا منافی ایمان ہے۔ ثبوت و تردید بذمہ فریقین۔ (۲۴) کیا شیعہ اولاد حضرت علیؓ سے اولاد امام حسین کو ہی اچھا جانتے ہیں اور باقی اولاد حضرت علی کو اچھا نہیں جانتے ثبوت بذمہ سُنیان تردید بذمہ شیعیان ؛ (۲۵) کیا قرآن مجید کو حضرت عثمان نے جمع کیا اور شیعوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت علی کے حق میں جو آیات تھیں اسکو عثمان نے نکالدیا اور قرآن پاک میں تحریف ہے۔ ثبوت بذمہ سُنیان تردید بذمہ شیعیان ؛ (۲۶) آیات قرآنی مندرجہ دعوے ہذا اصحاب ثلاثہ کی بریت کراتی ہیں ثبوت بذمہ سُنیان تردید بذمہ شیعیان ؛ (۲۷) جو آیات کتاب مقدس سے پیش کی گئی ہیں وہ اصحاب ثلاثہ کو با ایمان ثابت کرتی ہیں۔ ثبوت بذمہ سُنیان تردید بذمہ شیعیان

تردید و ثبوت در تنقیح اول منجانب اہل سنت ہم اپنے مذہب کو مذہب اسلام جو کہ رسولخدا حضرت محمد بن عبد اللہ لائے اُسپر عامل و کاربند ہیں اور ابتدائے اسلام موجودہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے اسواسطے ہم اُس نبی کو نبی برحق جانکر اپنے فرقہ اہل سنت کو ابتدائے اسلام سے مانتے ہیں اور شیعہ فرقہ جو کہ علی مرتضے رضی اللہ عنہ کیوقت جبکہ علی و معاویہ کے درمیان لڑائی ہوئی اسوقت جو کہ تابعدار علی تھے وہ اپنے آپکو شیعہ (یعنے فرقہ علی) کہلانے لگے مگر مزید برآں ہمارے ہاں اس مذہب شیعہ کی ابتدا اس طرح پر بھی بیان کی گئی ہے۔ کہ ایک شخص عبد اللہ ابن سبا جو کہ یہودی تھا اوس نے امام جعفر صادق کے کتب خانہ میں ایک نہایت زینت والی کتاب لکھکر رکھدی بعد از وفات جعفر صادق وہ کتاب کتب خانہ سے برآمد ہوئی تو اُس کتاب کیوجہ سے چند اشخاص گمراہی میں آگئے اور تب سے یہہ مذہب شیعہ ہے۔ دیکھو کتاب سیف سنت صفحہ ۶ و ۷ در دار الخلافت شاہ جہان آباد طبع شد اور بعض نے جو ابتدائے اسلام سے اس فرقہ کو تسلیم کیا ہے اصل منشا یہہ ہے کہ زمانہ علی و معاویہ میں مذہب شیعہ ہوا ہے اور جس کو ابتدائے اسلام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور یہہ مذہب رسولخداؐ کے وقت ...

ثبوت و تردید منجانب اہل شیعہ دربارہ تنقیح اول موَلف عمید عروج

بذمہ شیعیان ؛ ... ؛ (حکم عدالت) فریقین اپنا اپنا ثبوت و تردید پیش کریں ؛ ... بعد میں ہوا ہے ؛

نے اپنی دفعہ اول عرضیہ دعوے میں یہہ تسلیم کرلیاہے کہ مذہب شیعہ والسنت
ہردو فرقۂ قدیم سے ہیں اور مزید برآں جسقدر آیات لفظ شیعہ کیواسطے مؤلف
عرضیہ دعوٰے نے درج کی ہیں ان سے صاف ثابت ہے۔ کہ حضرت نوح وحضرت
موسےٰ وحضرت ابراہیم علیہم السلام وغیرہ وغیرہ کے زمانہ میں شیعہ لوگ موجود
تھے۔ بلکہ حضرت ابراہیم حنیف جوکہ خلیل الرحمن تھے وہ بھی شیعیان نوح ع
سے تھے جسکی ملت ہم مسلمانوں کی ہے۔ اور اسیواسطے باتباع حضرت ابراہیم
ہمارے رسولخدا جو ملت ابراہیمی پر تھے اور جسقدر لوگ حقیقتاً مذہب
اسلام میں پیرو کار اور اتباع جناب محمد الرسول اللہ پر ہیں وہ شیعہ ہیں۔ درنا حال
شیعہ کہلاتے ہیں۔ اور حدیث فریقین سے ثابت ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ یا علی
انت وشیعتک فی الجنۃ و یا علی انت وشیعتک خیر البریہ جسکو
اہلسنت جماعت کے بڑے محدث شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب ازالۃ الخفا میں تسلیم
کیا۔ اور کہا ہے کہ وہ شیعیان علی ہم ہیں نہ کہ روافض اور فرقہ اہلسنت
عہد معاویہ میں جبکہ حضرت علی کے ساتھ معاویہ لڑتا تھا تو جو لوگ ہمراہ معاویہ
تھے اور الملقب بہ خارجی یعنے خارج از اسلام ہوئے وہ اس لفظ خارجی کے
متحمل نہ ہو سکے اور اپنے آپکو اہلسنت اور بعدش بعہد یزید جماعت یعنے
اہل سنت والجماعت کہلائے اور بقول مؤلف عرضیہ دعوٰے یہہ بڑا لمبا نام
تھا جسواسطے الملقب بہ سنی ہوئے اور عہد رسولخدا اور اصحاب ثلاثہ
میں اہلسنت والجماعت یا سنی لفظ ہرگز ہرگز نہ تھا۔ اور مزید برآں عبد اللہ
بن سبا یہودی کی نسبت شاہ ولی اللہ اپنی کتاب ازالۃ الخفا میں تحریر کرتا ہے
کہ اسکو حضرت علی نے جلا دیا تھا۔ نہ معلوم کہ پھر زمانہ امام جعفر صادق ع میں
یہہ کہاں سے آگیا اور یہہ قابل تسلیم نہیں ہے کہ لفظ سنی یا سنت جماعت۔

ثبوت منجانب سنیان دربارۂ تنقیح دوسری چونکہ حضرت ابوبکر
سب سے پہلے ایمان لاکر بزمرۂ مؤمنین شامل ہوئے تھے اور اس ایمان و
اسلام کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی پیاری بیٹی حضرت
عائشہ صدیقہ اور حضرت عمر نے اپنی پیاری لڑکی حضرت حفصہ کو جناب
محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ
تعالےٰ کو دو لڑکیاں یکے بعد دیگرے حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے دیں اور ایک پیاری لڑکی جوکہ بضعۂ رسول تھی وہ حضرت علی کرم اللہ وجہ
کو دی اور صاف حکم قرآن شریف میں موجود ہے لا تنکحوا المشرکات حتیٰ
یومن۔ ترجمہ نہ نکاح کرو تم مشرکوں سے تاوقتیکہ وہ ایمان نہ لے آئیں
پس ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور

تردید منجانب شیعیان دربارۂ تنقیح نمبر ۲ کتاب ارجح المطالب مؤلفہ مولٰنا مولوی عبید اللہ امرتسری مطبوعہ بہادل پریس لاہور صفحہ ۹۰ پر

آیہ والسّابقون الاوّلون من المہاجرین والانصار جو سورۂ توبہ میں موجود ہے۔ رقمطراز ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ آیہ والسّابقون الاوّلون کی تفسیر بیان کرتے ہیں کہ یوشع بن نون نے جناب موسےٰ علیہ السّلام کی طرف اور صاحب الیاسین یعنے حواریوں کے دوست نے جناب عیسےٰ علیہ السّلام کیطرف اور جناب امیر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف اسلام لانے میں سبقت کی ہے اور انہوں نے بحوالہ صحاح اور طبرانی اور ابن مردویہ سے بیان کیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ابوبکر سبقت کرنیوالا اسلام میں نہ تھا۔ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا عائشہ اور حفصہ جو کہ انکی دختران تھیں ان سے تو رشتہ ثابت ہوتا ہے نہ کہ ایمان کیونکہ رشتہ داری کوئی مفید نہیں ہے اور یہہ تو ایک سبب ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت نوح اور حضرت لوط کی دو بیویوں کو زوجیت حضرت نوح و حضرت لوط سے کوئی مفاد نہ ہوا کیونکہ خداوند تبارک وتعالےٰ قرآن پاک پارہ ۲۸ سورۂ تحریم میں فرماتا ہے ضرب اللّٰہ مثل الّذین کفروا امرأۃ نوح وامرأۃ لوط۔ ترجمہ اللہ نے بتائی ایک کہاوت منکروں کیواسطے عورت نوح کی اور عورت لوط کی اور مومنہ عورتوں کو جو کہ زوج کافر ہو اس کے شوہر کے کفر کیواسطے کوئی نقصان نہیں پہنچتا آیہ مبارکہ سورۂ تحریم مذکور ضرب اللّٰہ مثل الّذین امنوا امرأۃ فرعون الخ ترجمہ اور اللہ نے بتائی ایک کہاوت ایمان والوں کی عورت فرعون کی جب بولی اے رب میرے بنا میرے واسطے ایک گھر بہشت میں اور حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کے بارہ میں خدا سورہ تحریم مذکور میں ارشاد فرماتا ہے واذ اسرّ النّبیّ الیٰ بعض ازواجہ حدیثا سے شروع کرکے تتوبا الی اللّٰہ فقد صغت قلوبکما الخ جو کہ صیغہ تثنیہ ہے۔ صاف ثابت ہے کہ ٹیڑھے ہوگئے دل تم دو عورتوں کے یعنے عایشہ اور حفصہ کے جنکی مثال اللہ تعالےٰ نے ساتھ عورت نوح اور عورت لوط کے دی ہے۔ جبکہ عورتوں کو کوئی فائدہ زوجیت رسولخدا سے نہ پہنچا تو انکے باپ یعنے ابوبکر و عمر کو کیا مفاد ہو سکتا ہے اور جو آیہ مبارکہ لا تنکحوا المشرکات حتیٰ یومنّ پیش کی گئی ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ بوقت نکاح عائشہ و حفصہ یہہ آیہ مبارکہ نازل نہ ہوئی تھی۔ اور یہی آیہ مبارکہ کافی ہے اس دلیل پر کہ جو رقیہ اور ام کلثوم ×دختران رسولخدا بیان کی گئی ہیں اور انکے اول عتبہ

× چنانچہ حیات القلوب میں ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ اور قاضی نور اللہ شوستری تحریر فرماتے ہیں کہ رقیہ وام کلثوم دختران جناب رسولخدا نہ تھیں۔

وعتیبہ دو پسران ابولہب سے جوکہ مسلہ کافر تھے اوبنے ہوئی پس ثابت ہوا
کہ وہ دختران رسولخدا نہ تھیں اور ہرگز ہرگز انکی شادیاں رسولخدا صلعم نے نہ
کی تھیں۔ ورنہ رسولخدا کبھی کفار کے ساتھ نکاح نہ کرتے اور مولفہٴ ضیہ خواہ
یا کسی دیگر مولوی ملان کا لکھنا حجت و برہان قاطع نہیں ہے تاوقتیکہ
نسابین جوکہ علم نسب سے واقف ہیں وہ تحریر کریں مزید برآں جناب فاطمۃ الزہرا
جنکے خطاب بتول۔ صدیقہ۔ مرضیہ۔ زکیہ۔ خاتون جنت۔ بضعۃ الرسول صلعم
وغیرہ وغیرہ ہیں۔ جائے انصاف ہے۔ کہ رقیہ اور ام کلثوم اگر دختران رسولخدا
ہوتیں تو ضرور انکے واسطے بھی کچھ نہ کچھ خطاب ہوتا اور رسولخدا صلعم کی ہرگز ہرگز
وہ دختران نہ تھیں۔ اگر اس کا جواب لکھا جاوے تو نسابین کی کتابوں سے
نہ کہ کسی مولوی ملان جوکہ علم نسب سے واقف نہ ہو اور کوئی نکاح عثمان کا ہمراہ
دختران رسول خدا صلعم نہیں ہوا۔ اور حضرت علی علیہ السلام واقعی کامل الایمان تھے
بلکہ ابن عباس کا قول ہے کہ جس جگہ خدا نے یاایہا الذین آمنوا فرمایا ہے
اسجگہ سب سے پہلے مراد حضرت علی ابن ابیطالب ہیں۔ اور ایمان موقوف ہے
بقول اہلسنت آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم
الاخر الخ اور ایمان کا لانا موقوف ہے محبت پر اور رسولخدا کے ساتھ محبت
کا ہونا مندرجہ ذیل عبارت سے ثابت ہو سکتا ہے یوم ہجرت دوصد کی خرید
کردہ اونٹنی جو بحق جناب محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر صاحب نے
بالعوض مبلغ ہشصد پر بیع کی یہہ نشان محبت اور ایسے برے وقت میں جبکہ
رسولخدا اپنے وطن مالوفہ سے ایکدوسرے مقام یعنے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو
جوکہ چالیس منزل کا فاصلہ ہے ہجرت کرکے جاتا تھا۔ جسکو مدارج النبوت میں تحریر
کیا گیا ہے اور بقول سعدی شیرازی ؎ دوست مشمار آنکہ درنعمت زند
لاف یاری و برادرخواندگی ٭ دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست ٭ در
پریشاں حالی و درماندگی۔ مزید برآں حضرت رسول خدا سے جسکی محبت ہوگی وہی
صاحب ایمان ہوگا اور جس قدر محبت زیادہ ہوگی اُسیقدر ایمان بھی زیادہ ہوگا
اور یہہ فطرتی بات ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے اُس کی اولاد سے بھی محبت
ہوتی ہے۔ مزید برآں وہ آیہ مبارکہ جوکہ رسولخدا کے اقربا کی محبت کرنے پر
دال اور صادق ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ ترجمہ
میں کوئی اجر رسالت تم سے نہیں طلب کرتا مگر تم میرے اقربا سے محبت رکھو اور
جناب فاطمۃ الزہرا صدیقہ جیسا اور کوئی بھی اقربا سے نہ تھا جسکی بنسبت حضرت
رسولخدا نے بیان فرمادیا ہے جوکہ صحیح بخاری اہلسنت والجماعت کی مستند
کتاب میں موجود ہے۔ فاطمۃ بضعۃ منی یوذینی ما اذاہا اور حدیث

دیگر فاطمۃ بضعۃ منی اغضبنی فقد اغضبہا **ترجمہ** ہر دو حدیث
فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے جسنے اذیت دی فاطمہ کو اسنے اذیت دی مجھکو
یعنے رسولخدا اور دیگر حدیث کا ترجمہ فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے جسنے غضبناک
کیا فاطمہ کو اسنے غضبناک کیا مجھکو یعنے رسولؐ خدا کو اور اس سے ثابت
ہوا کہ اگر رقیہ اور ام کلثوم بھی دختران ہوتیں تو انکے واسطے بھی کوئی حدیث
ہوتی اور دربارہ اذیت خدا فرماتا ہے جو قرآن پاک میں موجود ہے۔ آیہ مبارکہ
یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ۔ **ترجمہ** یعنی خدا
فرماتا ہے۔ کہ جس نے اذیت دی اللہ کو یا رسول کو اُسپر لعنت ہے بیچ
دنیا اور آخرت کے۔ اب سُنئے ذرا اتفاق و اتحاد ابوبکر و عمر کا ہمراہ
جناب فاطمۃ الزہراؑ مسلم و بخاری ابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمہ
شیئاً فغضبت و فی اخری فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذالک فہجرتہ
فلم تکلمہ حتی توفیت و عاشت فاطمہ بعد النبی ستۃ الشہر فلما توفیت
دفنہا زوجہا علی لیلاً ولم یوذن بہا ابابکر وصلّی علیہا فلمّا
توفیت استنکر علی وجوہ الناس فالتمسنا مصالحتہ ابی بکر و مبایعتہ
و لم یکن یبایع تلک الاشہر۔ در مسئلہ فدک یعنے حضرت ابوبکر کا فاطمہ زہراؑ کو
فدک دینے سے انکار جیسا کہ **سرکار علامہ مولینا مولوی سید علی حائری**
صاحب قبلہ دام اقبالہ نے قریباً آٹھ دس ہزار کے مجمع عام میں شب درمیانی
مورخہ ۲۸/۲۹ اکتوبر سنہ ۱۹۳۲ء کو شارع عام میں بوقت وعظ ثابت فرمایا۔ اور
کتب اہلسنت سے ثابت کیا تھا۔ (۱) مسند امام احمد حنبل (۲) ینابیع المودۃ
(۳) صحیح بخاری (۴) صحیح مسلم (۵) تاریخ خمیس (۶) سنن امام ابوداؤد
(۷) براہین قاطع ترجمہ صواعق محرقہ۔ (۸) صواعق محرقہ (۹) معارج النبوۃ
(۱۰) شرح مواقف حضرت عمر کا فاطمہ زہراؑ کے مکان پر آگ لگانے کے لئے جانا
جسکو اہلسنت کی کتابوں سے ثابت فرمایا ہے (۱) ملل و نحل (۲) شرح ابن
ابی الحدید۔ (۳) حد تحقیق بمشرب سنی۔ (۴) الفاروق مؤلفہ مولوی محمد
شبلی نعمانی۔ (۵) کتاب الامامت والسیاست۔ حضرت عثمان کا مصاحف
قرآن کو جلا دینا آگ سے جسکو بھی اہلسنت کی کتابوں سے ثابت کیا ہے۔
اور نیز ایک انگریزی تاریخ سے۔ ۱ صحیح بخاری ۲ تاریخ خمیس ۳ صواعق محرقہ
۴ روضۃ الاحباب ۵ مشکواۃ شریف ۶ ترجمہ تاریخ اعثم کوفی ۷ تفسیر اتقان
۸ تحفہ لازبہ ۹ سکسرز آف محمد واشنگٹن ارد صفحہ ۱۶۰ یہہ متذکرہ
بالا مستند کتابوں کی عبارات اصحاب ثلاثہ کے منافی ایمان ہے۔
ثبوت منجانب اہل سنت والجماعت دربارہ تنقیح نمبر ۳ چونکہ حضرت

ط رسالہ "موعظہ حسنہ" میں یہ مکمل تقریر چھپ کر شائع ہو چکی جسمیں محولہ کتابوں کی عبارتیں مع التراجم اور قابل قدر نوٹوں کے مفصل اور مدلل درج ہیں۔

ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان خلیفۂ رسول اللہ تھے اور انہوں نے اسلام کی خدمات کیں اور وہ اپنے وطن مالوفہ کو چھوڑ کر ہجرت کر کے ہمراہ رسولخدا بمقام مدینہ منورہ آگئے تھے۔ اور رشتہ داری بھی ہمراہ رسولخدا انکی نزدیکی تھی۔ اسواسطے وہ قابلِ عزت ہیں اور وقت پر خلافت کو کما حقہٗ نباہا اور اسلام کو تقویت دی اور کل مومنٌ اخوۃ اسواسطے وہ قابلِ عزت ہیں۔

تردید منجانب شیعہ دربارۂ تنقیح نمبر ۳ اصحاب ثلاثہ خلیفہ نہ تھے نیز کیونکہ بارہا خداوند کریم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تعین خلافت خدا کے ہاتھ ہے۔ انی جاعلٌ فی الارض خلیفہ ترجمہ خدا فرماتا ہے کہ میں خلیفہ بنانے والا ہوں بیچ زمین کے تو صاف ثابت ہوا کہ تعین خلافت من اللہ ہونا چاہیئے اور اگر بفرض محال خلیفہ خدا نہ تصور کیا جاوے تو بہرحال خلیفہ رسول تو کہینگے اور تعین خلافت جس کا خلیفہ ہو اسکے ہاتھ تو ہوتا ہے اور ان اصحاب ثلاثہ کو ہرگز ہرگز خدا نے یا اس کے رسول نے تعین نہیں فرمایا۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی اپنی تاریخ الخلفاء میں بیان فرماتے ہیں کہ اسمیں کیا بھید تھا کہ رسولؐ خدا نے کسی کو اپنا خلیفہ مقرر نہ کیا اور انہوں نے اسلام کی اور شارع اسلام کی کوئی خدمت نہ کی تھی جسکو بطور ثبوت کے پیش کرتا ہوں کہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کو رسولخدا نے بوقت بیماری اسامہ بن جیش کے ماتحت کر کے واسطے جنگ کے بھیجا اور یہہ صاحبان واپس آگئے حکم خدا تو یہہ ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جسنے اطاعت رسولؐ کی اُس نے اطاعتِ خدا کی اور یہہ واپس آگئے۔ اور حدیث دیگر جو کہ بخاری میں مشہور حدیث ہے ایتونی بقرطاس و دواتٍ اکتب لکم تو اسوقت مانع ہونا وصیت سے حضرت عمر کا اور معاذ اللہ یہہ کہنا عمر کا ان ھٰذا الرجل لیھجر کہ یہہ مرد اسوقت بکواس کر رہا ہے گیا یہی ایمان ہے رسالت جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور حضرت نے فرمایا قوموا عنی اُٹھ جاؤ یہاں سے اور غسل و کفن میں شریک نہ ہوئے اور سقیفہ بنی ساعدہ میں جہاں کہ ایک بھی بنو ہاشم نہ تھا جاکر مشورے سلطنت کے کرتے رہے۔ اور بعدش رشتہ داران رسول اللہ پر وہ ظلم و ستم کئے جو تنقیح گذشتہ نمبر ۲ میں منجانب شیعیان مندرج ہوئی۔ اسواسطے اصحاب ثلاثہ قابل عزت و

ثبوت منجانب اہلسنت والجماعت دربارۂ تنقیح نمبر ۴ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ان دونوں کی دو صاحبزادیاں یعنے حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رسولؐ خدا کی بیویاں تھیں اور یہہ دونوں بموجب حدیث صحیح حدیث من مسّ جلدی لم تمسّہ النار ترجمہ جس نے مس کی ساتھ

بدن رسولخدا کے اُس سے نہ مس کریگی آگ جہنم اور حضرت عثمان کے گھر دو
بیٹیاں رسولخدا کی تھیں اور ایک بیٹی حضرت علی کے گھر تھی - اور حضرت عمر
حضرت علی کے گھر یعنے حضرت ام کلثوم سے شادی شدہ تھے - اور حضرت نے
فرمایا ہوا ہے کہ کل حسبٍ نسبٍ ینقطع الّا لا ینقطع حسبی نسبی یعنے
دن قیامت کے ہر ایک کا حسب و نسب قطع ہو جاویگا مگر میرا حسب و نسب قطع
نہ ہوگا - اسواسطے مندرجۂ بالا رشتہ دار رسولخدا نجات پانیکے مستحق ہیں ٭

تردید منجانب شیعیان دربارۂ تنقیح نمبر ۴ یہہ امر واقعی درست
ہے کہ عائشہ اور حفصہ دونوں ابوبکر و عمر کی لڑکیاں رسولخدا کی بیویاں
تھیں اور انکی حالت پورے طور تنقیح نمبر ۲ میں جو جواب دیا گیا ہے
گذر گئی اور جبکہ اُن کا جنتی ہونا قرآن پاک سے ثابت نہیں ہوتا تو انکے
والدین کو کیا نفع حاصل ہو سکتا ہے اور اُن کے افعال بھی گذشتہ تنقیح
نمبر ۲ میں گذر گئے ہیں - اور مس کرنے والی حدیث کو درست تسلیم کیا جاوے
تو پھر ابولہب وغیرہ جو کہ چچا تھے اور کافر تھے کیا وہ حضرت کو مس نہیں
کرتے تھے - اُس کے مس کرنے سے انکو کیا فائدہ پہنچا پس مس کرنے سے
مراد مسِ ایمانی ہے اور حسب و نسب والی حدیث سے یہہ مراد نہیں ہے کہ
ابوبکر و عمر و عثمان کا حسب و نسب قابل انقطاع نہیں ہے جیسا کہ ابولہب
وغیرہ کا حسب و نسب قطع ہوا ویسا ہی انکا کوئی تعلق نہ رہیگا اور وہ
بھی یہہ ایک حسب و نسب کے ہیں اور حضرت عثمان کی بیویوں کی نسبت پہلی
تنقیح میں ثبوت گذر چکا ہے - اور عمر کا نکاح حضرت ام کلثوم بنت علیؑ و فاطمہؑ
سے ہرگز ہرگز نہیں ہوا اور اب پہلے عمر کا بیان کرتا جو کہ کتب اہلسنت سے پیش
پیش کرتا ہوں - صواعق محرقہ مؤلفہ ابن حجر مکی قال صح عن عمر انہ
خطب ام کلثوم بن علی فاعتل بصغرھا و بانہ اعدھا لابن اخیہ
جعفر فقال ما اردت الباہ ولاکن سمعت رسول اللہ یقول کل
سببٍ و نسبٍ ینقطع یوم القیٰمۃ ما خلا سببی نسبی یعنے عمر کا سن
الوقت نکاح زاید از ۶۰ سال تھا اور حضرت ام کلثوم کا سن ساڑھے چار سال
کا تھا - اور باایں ہمہ کہ کتاب صواعق محرقہ سے ثابت ہے کہ اُسوقت قوت
باہ کا مادہ عمر میں موجود نہ تھا - تو پس ایسا نکاح کب جائز ہو سکتا ہے -
اور جسنے ایسا نکاح کیا کہ جب اُسکو مادہ زوجیت نہ ہو وہ کتنا ظالم ہوگا
بلکہ اسکی وجہ سے ایک انسان زندہ دفن کیا گیا - اور جب مادہ زوجیت نہ ہو
تو اسوقت اولاد کہاں سے پیدا ہو سکتی ہے - اور عمر سنہ ۲۳ ہجری میں مر گیا
جسکی ساری عمر ۶۳ سال کی تھی - اور جب عمر مرا تو اسوقت عمر جناب ام کلثوم صرف

۷ ½ سال کا ہوتا ہے اور اس عمر میں دو اولاد کا پیدا ہونا بالکل بکواس
اور اس کی پوری تصریح شرح کنز کلثوم میں موجود ہے افسوس ہے اس
اعتقاد پر اور نساب۔ نے حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت جعفر طیار کے
بیٹے **محمد** سے لکھا ہے اور عمر کا نکاح ابی بکر کی بیٹی ام کلثوم سے ہوا تھا۔
اور اگر رشتہ داری کے لحاظ سے نجات ہو سکتی تھی تو ابو لہب وغیرہ جو کہ
رشتہ دار تھے وہ بھی جنتی ہوتے اسواسطے اصحاب ثلاثہ اس رشتہ داری
کیوجہ سے نجات نہیں پا سکتے ۔ اور حضرت ام فردہ والدۂ جناب امام جعفر صادق
علیہ السلام واقعی پوتی حضرت **محمد** بن ابی بکر کی تھیں ۔ اور رشتہ داری کا
جواب قبل ازیں دیا گیا ہے ۔ تتمہ جواب متعلقہ نکاح حضرت ام کلثوم بنت
علی علیہ السلام کتاب بوارق دہت السعد میں لکھا ہے کہ عمر نے نکاح
ام کلثوم دختر ابی بکر سے کیا تھا ۔ اور تاریخ کامل جو کہ ابن اثیر سنیوں کی ہے
اس میں لکھا ہے کہ عمر نے خواستگاری ام کلثوم دختر ابی بکر کی کی اور ابن
ابی الحدید سنی معتزلی نے جلد دوسری میں لکھا ہے کہ طبری نے اپنی تاریخ
طبری میں لکھا ہے کہ عمر نے خواستگاری ام کلثوم دختر ابی بکر کی کی اور سیرۃ المحمد
جو کہ کتاب اہل سنت ہے اس میں لکھا ہے کہ عمر نے نکاح ام کلثوم دختر علی سے
کیا اور ان سے ایک لڑکا زید اور ایک لڑکی رقیہ پیدا ہوئی اور دونوں مر گئے
اور ابو عمر کہتا ہے کہ ام کلثوم اور زید دونوں ایک ہی وقت میں عہد عمر میں
مر گئے ۔ یہ سفید جھوٹ سبحان اللہ اور مقتل ابی مخنف و روضۃ الشہدا
و مشہد ابو اسحاق اسفرائنی و روضۃ الصفا و حبیب السیر اہل سنت کی
کتابوں میں مذکور ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت علی و فاطمہ اسیران کربلا میں موجود
تھیں اسواسطے جو زوجہ عمر ام کلثوم بنت ابی بکر تھیں وہ عہد عمر میں مر گئی
تھی اور دختر علی و فاطمہ جو کہ زوجہ **محمد** بن جعفر طیار تھیں وہ کربلا کے اسیران
میں موجود تھیں اور یہ جھوٹ بولکر ناحق اہلسنت والجماعت میں سے تھوڑے
آدمی جو اس نکاح کے متعلق بیان کرتے ہیں وہ علانیہ اہلبیت **محمد** علیہم السلام
کو فحش گالیاں دیکر سنت معاویہ کو ادا کرتے ہیں اور گالیاں اہلبیت
ثبوت منجانب اہل شیعہ دربارۂ **تنقیح نمبر ۵** ہرگز ہرگز کوئی نکاح **محمد** بن
ابو بکر کا ہمراہ دختر حضرت علی علیہ السلام نہیں ہوا جسکی نسبت مؤلف عرضی
دعوے نے کوئی ثبوت کسی قسم کا کسی سنی یا شیعہ کی کتاب سے نہیں دیا ۔
کوئی دختر علی علیہ السلام ایسی نہیں بیان کی گئی کہ جسکا نکاح سوائے برادر
زادگان حضرت علی کے کسی سے ہوا ہو اگر کوئی ثبوت ہو تو کسی کتاب نسب
سے جسکا مؤلف اولاد ابیطالب سے ہو دیا جاوے گا اور حضرت **محمد** بن ابی بکر کی

شادی تو حضرت اسماء بنت عمیس جو کہ انکی والدہ تھیں انکی بھانجی سے جو کہ
دختر زبیر تھی اُن سے ہوئی تھی اور جب عثمان قتل ہوا تو اسوقت بہت سے
لوگ یعنی مصری اور عبد اللہ بن عمر اور انکے رشتہ دار اور محمد بن ابی بکر کے
رشتہ دار اور دیگران جو کہ مروان کی حرکات اور عثمان کے ایسے شخص کو عہدۂ
وزارت اور عثمان کی ناشائستہ حرکات جو کہ منافی ایمان تھیں نالان تھے اُنہوں
نے عثمان کو قتل کرایا جس میں کسی قاتل کا صحیح طور پر پتہ نہیں چلتا تھا اور جسمیں
حضرت علی علیہ السلام کا کوئی حصّہ نتھا۔ اور معاویہ کا یہ بہانہ قتل عثمان آکر
لڑنا مقصود نہ تھا بلکہ اسکی لڑائی مبنی بر ملک گیری تھی اور وہ یعنی معاویہ
ہرگز ہرگز مسلم نہ تھا جس کا ثبوت مندرجۂ ذیل شہادت سے ہوتا ہے۔

امام نسائی حدیث نمبر ۵۵ انبانا محمد ابن مثنّے قال حدثنا ابو بکر
حنفی قال حدثنا بکیر بن بسمار قال سمعت عامر بن سعد یقول قال
معاویہ لسعد ابن وقاص ما یمنعک ان تسب بن ابیطالب قال
لا اسبہ ما ذکرت ثلاثاً قالھن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
لان لایکون لی واحدۃ منھن احب الی من حمرۃ النعم ما اسبہ
ما ذکرت حین نزل علیہ الوحی واخذ علیاً وابنیہ وفاطمۃ فادخلھم
تحت ثوبہ ثم قال رب ھؤلاء اھلی واھلبیتی ولا اسبہ ما
ذکرت حین خلفہ فی غزوۃ البتوک وقال علیاً خلفتنی مع النسآ
والصبیان فقال ما ترضی ان تکون فی بمنزلۃ ھارون من
موسی الا انہ لانبوۃ من بعدی وما اسبہ ما ذکرت یوم
خیبر حین قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لاعطین ھذا
الرایۃ رجلاً یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ ویفتح
اللہ علی یدیہ فتطاولنا فقال این علیؑ فقیل انہ رمد فقال ادعوہ
فدعوہ فبصق فی عینہ ثم اعطاء الرایۃ فتح اللہ علی یدیہ
قال فواللہ ما ذکرہ معاویۃ بحرف حتی خرج من المدینۃ۔

ترجمہ۔ عامر بن سعد سے روایت ہے کہ معاویہ نے سعد بن وقاص کو کہا
کہ تو علی کو بُرا کیوں نہیں کہتا۔ اور اسکو گالیاں کیوں نہیں دیتا۔ سعد نے
کہا کہ میں علی کو کبھی بُرا نہیں کہوں گا جبتک کہ میں تین چیزیں یاد رکھتا ہوں
کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علی کے حق میں فرمائیں۔ کہ
اُنمیں سے ایک کا وصل ہونا مجھکو محبوب تر ہے سرخ اونٹوں سے میں علی
کو بُرا نہ کہونگا جبتک کہ یاد رکھتا ہوں جبکہ حضرت رسول اللہ پر وحی اُتری
اور آپنے علی اور حسن اور حسین اور فاطمہ کو پکڑا اور انکو اپنے کپڑے کے

تلے داخل کیا - پھر فرمایا کہ الٰہی یہ ہیں میرے گھر والے اور یہ ہیں میرے اہلبیت
اور نہیں برا کہونگا میں اسکو کہ جب تک یاد رکھتا ہوں جبکہ حضرت رسولخدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے علی کو جنگ تبوک میں اپنے گھر پر خلیفہ کیا اور علی نے
عرض کی کہ یا حضرت آپ مجھکو عورتوں اور لڑکوں پر خلیفہ کرتے ہیں اور حضرت
رسولخدا نے فرمایا کہ کیا تو خوش نہیں اس سے کہ ہو رتبہ تیرا میرے نزدیک
جیسے ہارون کا رتبہ موسےٰ کے نزدیک تھا مگر اتنا فرق ہے - کہ میرے بعد
نبوت نہیں اور میں اسکو کبھی برا نہیں کہونگا جب تک یاد رکھتا ہون جبکہ آپنے
خیبر کے دن فرمایا کہ البتہ میں نشان نہ دونگا اُس مرد کو کہ خدا اور رسول کو
دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اسکو دوست رکھتے ہیں - اسکے ہاتھ
پر خدا فتح کریگا - سو ہمنے ہاتھ دراز کیئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی
کہاں ہیں لوگوں نے عرض کی کہ ان کی آنکھیں دُکھتی ہیں - فرمایا انکو بولاؤ لوگوں
نے انکو بلایا سو حضرت رسولخدا نے لب مبارک اُنکی آنکھ پر لگائی - پھر اُسکو
نشان دیا سو قسم خدا کی نہیں ذکر کیا معاویہ نے ساتھ ایک حرف کے یہانتک
کہ مدینہ سے نکلے اور فرمایا پیغمبر خدا نے الفاطمۃ بضعۃ منی من
اذاھا فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ و من اذی اللہ
فقد کفر یعنے فرمایا رسولخدا نے کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جسنے اُسے
ایذا دی اُسنے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُسنے خدا کو ایذا دی
اور جسنے خدا کو ایذا دی وہ کافر ہوا - اور پھر فرمایا حضرت رسولخدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے و من اذی اولادی لا یقبل اللہ صلوٰتہ و
لا صومہ و لا زکوٰتہ و لا حجۃ فان مات مات منافق یعنی جو
ایذا دے اولاد میری کو نہیں قبول کریگا خدا نماز اُسکی اور روزہ اسکا
اور نہ زکوٰۃ اسکی اور نہ حج اس کا اور اگر مریگا تو وہ مریگا منافق ہو کر اور
دوسرے مقام پر فرمایا حرمت الجنۃ علی من ظلم اھلبیتی و اذانی
فی عترتی اور حرام کی گئی ہے بہشت اوپر اُس شخص کے جو ظلم کرے اوپر
اہلبیت میری کے اور اذیت دی مجھکو بیچ اذیت دینے اولاد میری کے
اور فرمایا من اھان اولادی فقد اھانی و من اھانی فقد اھان اللہ
و من اھان اللہ فقد کفر یعنے جس نے اہانت کی اولاد میری کی پس
تحقیق اہانت کی اُسنے میری اور جسنے اہانت کی میری اسنے اہانت کی خدا
کی اور جسنے اہانت کی خدا کی پس وہ ہوا کافر - اور جنگ جمل جناب علی کی
جانب سے نہیں ہوئی بلکہ وہ تو حضرت عائشہ اور معاویہ کی جانب سے
ہوئی تھی - کیونکہ محمد بن ابوبکر قاتل عثمان ثابت نہ ہوا تھا - اسواسطے

مسلمانوں نے معاویہ کو نہ دیا نیز قصاص کا بھی کوئی حق معاویہ کو جو کہ مسلم نہ تھا حاصل نہ تھا۔ اور خداوند تبارک و تعالٰی پارہ ۲۲ سورۂ احزاب رکوع ۱ میں فرماتا ہے وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولیٰ ترجمہ اور قرار پکڑے رکھو اپنے گھروں میں اور نہ دکھاتی پھرو جیسے کہ دکھانا دستور تھا جاہلیت میں اب ذرا انصاف کریں کہ خدا اور رسول خدا کی عورتوں کو حکم دیوے کہ تم گھروں میں قرار پکڑے رکھو اور مائی عائشہ اس آیہ مبارکہ کے خلاف اونٹ پر سوار ہو کر کیوں واسطے لڑنے کے عوام الناس میں بوقت جنگ جمل گئیں۔ اور رسول خدا نے اپنی حین حیات میں ایکدفعہ تو جنگ تبوک میں حضرت علیؑ کو خلیفہ مقرر فرمایا جسکی صداقت صحیح نسائی کتاب حدیث اہلسنت حدیث نمبر ۵۵ سے ہوتی ہے اور دوسری دفعہ بوقت خم غدیر جبکہ سب سے پہلے حضرت عمر نے بیعت کی تھی ہاتھ پر کی خلیفہ مقرر کیا اور جو کوئی امام وقت اور خلیفہ رسول خدا جو کہ خدا کا مقرر کیا ہوا بموجب آیہ یا ایها الرسول بلغ الخ جو سورۂ مائدہ میں ہے اور رسول خدا کا مقرر کیا ہوا اسکا انحراف کرنا بموجب احادیث متذکرۂ بالا خارج از اسلام ہو جاتا ہے اسواسطے چونکہ خلیفہ ابی بکر کے باغ فدک نہ دینے اور حضرت عمر کے لکڑیاں لیجاکر دروازۂ جناب فاطمہ پر جانے اور قرآن شریف کے عثمان کے جلانے اور معاویہ کے گالیاں دینے سے اور لڑائی لڑنے سے خارج از اسلام ہوئے۔ اور جن لوگوں نے حضرت فاطمہؑ کو اذیت دی اور انکی اہانت کی وہ کبھی بھی مسلمان نہیں رہ سکتے ہے ہرگز م باور نے آید از روے اعتقاد تردید منجانب سنیان بہت سی باتیں ایسی بیان کی گئی ہیں جو کہ خلاف از واقعہ ہیں اور جو حوالہ ہماری کتب کا دیا گیا ہے وہ تو ہمنے دیکھی ہی نہیں اور اگر ان میں درج بھی ہوں تو شیعوں نے چالاکی سے درج کر دی ہوں گی جو قابل اعتبار نہیں مگر ہاں قرآنی آیات درست ہیں۔

ثبوت منجانب شیعیان دربارۂ تنقیح نمبر ۲ امام حسین علیہ السلام فریقین کے نزدیک اہلبیت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں۔ اور جنکے حق میں آیت تطہیر شاہد ہے اور امام حسینؑ پیشوا مومنوں کے ہیں اور بموجب آیت قرآنی ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جهنم خالدا فیها الخ۔ ترجمہ جو کوئی عمداً کسی مومن کو قتل کر دیوے اور اس کے واسطے سزا ہے جہنم کی ہمیشہ سے ہمیشہ تک اور غضب ہے خدا کا اس پر اور لعنت ہے اللہ کی اس پر اور ماسوائے دوزخ کے اس پر ہیں بڑے عذاب۔ چونکہ امام حسین علیہم السلام پیشوا مومنوں کے اور مسلمانوں کے تھے جو رئیس المومنین

تھے اُنکو قتل کرنا خارج از اسلام بموجب قرآن اور بموجب احادیث متذکرۂ
بالا تنقیح نمبر ۵ میں گذرا ہے ہوئی ہے اور انکا کوئی تعلق دین محمدی سے نہیں ہے
تردید منجانب اہلسنت والجماعت جب تک کوئی شخص کلمہ جناب
محمد الرسول صلے اللہ علیہ وسلم پڑھتا رہے تب تک وہ اسلام سے خارج
جواب الجواب دربارۂ تنقیح نمبر ۶ منجانب شیعیان علامہ بہاؤالدین
صاحب نے ایک عجیب مثال اپنی مثنوی میں دی ہے کہ ایک عورت بڑی زانیہ
تھی اور اُسنے کبھی کسی کے سوال کورد نہ کیا تھا۔ اور ہر وقت وہ زنا کاری
میں مشغول رہتی تھی اور بعد فراغت زنا اسیوقت وہ اٹھکر بدون غسل
و وضو نماز ادا کرنے لگ جاتی تھی نہ معلوم کہ وضو اس کا سد سکندری تھا
یا کسی آہن کا تھا یا کس چیز کا کہ وضو اسکا ٹوٹتا ہی نہ تھا اور اسطرح اس اسلام
کی مثال ہے کہ حسین پاک کو بمعہ ہمرائیان قتل کر دیویں اور مال و اسباب
رسولخدا کی بہو بیٹیوں کا لوٹ لیویں اور بے پردہ کر دیویں اور حرمت
رسولخدا کا پاس نہ کریں مگر پھر بھی اسلام نہیں ٹوٹتا +
ثبوت منجانب سُنیان دربارہ تنقیح نمبر ۷ رسولخدا صلعم کی حیاتی کے
بعد جملہ اہل اسلام نے اجماع کرکے حضرت ابوبکر کو خلیفہ مقرر کیا اور مسلمانوں
کے تسلیم کرنیسے وہ خلیفہ برحق ہوئے اور زندگی میں حضرت رسول خدا کے
ساتھ رہے اور بعد مرنے کے بھی حضرت ابوبکر وعمر حضرت رسولخدا کے قریب
رہے اور وہ بڑے پکے دیندار و مسلم و مومن تھے ۔ اور بوجہ خلیفہ رسولخدا
ہونے کے وہ صاحب عزت و توقیر ہیں ۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے
کہ اصحابی کلھم عدول ترجمہ حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ میرے کل صحابہ
عادل ہیں اور دوسری حدیث اصحابی کالنجوم بایھم باقتدیتھم
اھتدیتھم ۔ ترجمہ ۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے
ہیں جنکی اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے اسواسطے خلفاء متذکرۂ بالا صاحب
تردید منجانب شیعیان دربارہ تنقیح نمبر ۷ اجماع بیان کردہ منجانب
حضرات اہل سنت درست نہیں ہے کیونکہ جب حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو اسوقت اسلام صرف مدینہ منورہ تک محدود
نہ تھا بلکہ اسلام اسوقت غیر ممالک میں بھی موجود تھا۔ اور مدینہ والوں کو کوئی
خاص مختارنامہ منجانب جملہ اہل اسلام حاصل نہ تھا۔ اجماع اسلام اس کا نام ہے
کہ جملہ اہل اسلام اسمیں شامل ہوں نہ کہ صرف مدنی اور جملہ مدنی بھی اس اجماع
میں شریک نہ تھے کیونکہ بنوہاشم اسوقت مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ اور
ہاشمیوں سے ایک شخص بھی اسوقت موجود نہ تھا کم از کم رسولخدا کے گھرانے

کے لوگوں کو تو اُسوقت بلا لیا جاتا تاکہ جو نقص بعد از اجماع واقعہ ہوئے ہیں وہ تو نہ ہوتے اور حضرت عمر کا لکڑیاں لے کر آگ سے دروازہ فاطمہؑ کو جلا دینا یا حضرت عمر کا ایسا کہنا کہ قسم ہے مجھے خدا کی کہ اس گھر کو جلا دونگا اسکی نوبت تو نہ آتی پس یہہ ہے اجماع - اور یہہ بھی قابل تسلیم نہیں ہے کہ جملہ مسلمانوں نے ابو بکر کو خلیفہ تسلیم کر لیا تھا چنانچہ حضرت علی اور دیگر بہت سے اشخاص نے ابی بکر کو خلیفہ تسلیم نہ کیا اور اسی خلافت کے باعث حضرت فاطمۃ الزہرا ناراض گئیں ابو بکر پر اور نہ کلام کی مرتے دم تک اور اس خلافت کے نہ تسلیم کرنے پر حضرت عمر کو لکڑیاں اور آگ لیکر اُس مقدس گھر پر جانا پڑا جس میں کہ اہل بیت نبی تھے اور قبر رسول [illegible] کے پاس جو قبور ابو بکر و عمر کی بیان کی گئی ہیں اُس کا جواب صرف ایک آیت کتاب مقدس کتاب یسعیاہ نبی باب ۵۳ آیت ۹ میں ارشاد ہے کہ اسکی قبر بھی شریروں کے درمیان ٹھرائی گئی تھی - چونکہ خداوند تبارک و تعالےٰ انکو شریر بیان فرماتا ہے اسواسطے وہ قابل عزت و توقیر

ثبوت منجانب اہلسنت [illegible] جماعت دربارہ تنقیح نمبر ۸ ہماری کتب صحیح احادیث میں درج ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق تھے اور ما سوائے انکے اور کسی کے واسطے یہہ نہیں ہے اسواسطے ابو بکر صدیق اور عمر فاروق ہے اور [illegible] حضرت عثمان کے گھر دو لڑکیاں رسولخدا کی تھیں [illegible] واسطے انکو ذوالنورین کہتے ہیں

تردید منجانب شیعیان دربارہ تنقیح نمبر ۸ کتاب ارجح المطالب مؤلفہ عبید اللہ بسمل امرتسری مطبوعہ بہادل پریس لاہور صفحہ ۲۳ -

عن ابی ذر غفاری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی اول و قت من امن بی و صدق وو قت صدیق الاکبر **ترجمہ** ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے - کہ میں نے رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سُنا کہ علی کو فرما رہے تھے کہ تو وہ شخص ہے کہ جو سب سے پہلے مجھہ پر ایمان لایا ہے اور تو نے میری تصدیق کی ہے - اور تو صدیق اکبر ہے اور حدیث دیگر عن سلمان الفارسی و ابی ذر غفاری قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بید علی فقال ان ھذا اول من امن بی و ھذا فاروق ھذا الامۃ و ھذا یعسوب المومنین و ھذا من یصافحنی یوم القیامۃ و ھذا صدیق الاکبر **ترجمہ** سلمان فارسی اور ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ بہ تحقیق

یہہ وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہہ اس امت میں حق و باطل کے درمیان فرق کرنیوالا ہے اور یہہ مومنوں کا امیر ہے اور یہہ وہ ہے۔ جو قیامت کے روز سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کریگا اور یہہ صدیق اکبر ہے۔ اور بہت سی احادیث ہیچو قسم کتب اہل سنت میں موجود ہیں جو طوالت کے خوف سے درج نہ کیں اور عثمان کی بیویوں کی نسبت تنقیح نمبر ۲ میں بیان کیا گیا ہے پس ثابت ہوا کہ ابوبکر صدیق نہ تھا اور نہ ہی عمر فاروق تھا ہر دو صفات حضرت علی علیہ السلام میں پائی جاتی ہیں اور عثمان ذوالنورین نہ تھا۔

ثبوت دربارہ تنقیح نمبر ۹ منجانب اہل سنت والجماعت ہماری بہت سی متعدد کتابوں میں ذکر انگشتری رسولخدا موجود ہے جوکہ پہلے خلیفہ ابی بکر و بعدش حضرت عمر و بعدش حضرت عثمان نے پہنی اور حضرت عثمان سے وہ انگشتری

تردید منجانب شیعیان متعلقہ دفعہ ۹ ۔ قصہ انگشتری مبنی بر غلط بیانی ہے جو کسی معتبر کتاب میں درج نہیں ہے اگر بفرض محال اسکو فرضی طور پر تسلیم بھی کر دیا جاوے تو پھر میں پوچھتا ہوں کہ جائداد متروکہ رسولخدا بموجب قول ابوبکر کے تو صدقہ تھی اور اسیواسطے حضرت فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ ناراض تھیں ۔ تو یہہ انگشتری جوکہ رسولخدا کی بیان کی گئی ہے اُسکے استعمال کرنے کا کس آیت و کس حدیث کی تحت میں ابوبکر و عمر و عثمان کو حق حاصل تھا کیا صدقہ کے مستحق ابوبکر و عمر و عثمان غنی تھے ۔ پس ثابت ہوا کہ اہلبیت پر چونکہ صدقہ حرام تھا اسواسطے ابوبکر نے بہانہ صدقہ کیا اور اگر اسکو صدقہ بھی تسلیم کر لیویں تو بھی تو جناب فاطمہؑ و دیگر اہلبیت اُس صدقہ سے جو کہ رسولخدا کا ہو اُس سے بھی محروم نہ رہ سکتے تھے ۔ پس ثابت ہوا کہ جائداد رسولخدا کو تصرف بیجا اپنی زندگی اصحاب ثلاثہ کرتے رہے ۔ اور مزید برآن وہ حجرہ جسکو حجرہ عائشہ تسلیم کیا جاتا ہے وہ جہیز مائی عائشہ نہ تھا وہ اصلی مکان حضرت رسولخدا کا تھا اور اس مکان میں بھی تصرف بیجا کرکے قبور ابوبکر و عمر بنائی گئیں ٭

ثبوت منجانب اہل سنت دربارۂ تنقیح نمبر ۱۰ ہماری کتب حدیث میں حدیث عشرہ مبشرہ وارد ہے جس سے حضرت رسولخدا کا مندرجۂ ذیل دس صحابہ کا جنتی ہونا بیان کرکے اور انکو بشارت دیگئی درست معلوم ہوتی ہے اور اس حدیث کو متعدد کتابوں میں ثابت کیا گیا ہے اور ان اصحاب کے نام مندرجۂ ذیل ناموں سے ثابت ہوتے ہیں ۔ ابوبکر[۱] ۔ عمر[۲] ۔ عثمان[۳] ۔ علی[۴] ۔ حسن[۵] ۔ حسین[۶] ۔ عبدالرحمن[۷] ۔ طلحہ[۸] ۔ زبیر[۹] ۔ سعد ابن وقاص[۱۰] ٭

تردید منجانب اہل شیعہ دربارہ تنقیح نمبر ۱۰ سابقہ تنقیحات میں نسبت

ابوبکر و عمر و عثمان کا تذکرہ ہے اس حدیث کے جھوٹھی حدیث ہونے پر پورے طور پر کافی ہے۔ اور بوجہ طوالت دیگر اشخاص کی نسبت تحریر نہیں کیا جاتا صاف طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ یہہ حدیث نہیں ہے +

ثبوت منجانب اہلسنت والجماعت دربارۂ تنقیح نمبر ۱۱ چونکہ بنو امیہ و بنو ہاشم کی قدیم الایام سے عداوت تھی۔ اسواسطے قیاسی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ بنو ہاشم نے ایک جعلی حکمنامہ منجانب عثمان جو کہ خلیفہ وقت تھا۔ بنا لیا ہو اور محمد بن ابی بکر کو حاکم مصر بنانے کے واسطے کوشش کی ہو اور اس کا نتیجہ قتل حضرت عثمان ہو اور بوجہ قرآن پڑھتے ہوئے مارے جانے کے وہ شہید ہیں۔ اور انکے قاتل بھی وہی ہیں جنکو رسالہ میں مؤلف عرضیہ عوے تردید

منجانب اہل شیعہ دربارۂ تنقیح نمبر ۱۱ تاریخ الخلفاء مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی کا اردو ترجمہ مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور صفحہ ۸۴ بعض اصحاب کو خلافت عثمان ناگوار تھی۔ کیونکہ عبد اللہ بن مسعود اور ابوذر غفاری اور عمار بن یاسر کے معاملات میں بنو ہزیل اور بنو زہرہ اور انکے احلاف کو شکایت پیدا ہو چکی تھی۔ اور عبد اللہ بن ابو سرح جو کہ قریبی رشتہ دار عثمان کا تھا جسکو عامل مصر مقرر کیا ہوا تھا۔ اور اس سے لوگونکو بڑی شکایت تھی۔ چنانچہ مصری شکایت لیکر آئے جو سات سو تھے۔ اور اسپر الزام قتل بھی تھا مگر عثمان نے اسکا معزول نہ کیا اور صفحہ ۸۵ پر درج ہے کہ عثمان نے محمد بن ابوبکر کو تقرری کا حکمنامہ اور معزولی عبد اللہ ابن ابو سرح کا فرمان لکھدیا اور بہت سے مہاجر و انصار بھی ہمراہ بن ابوبکر چلے گئے بعدش محمد بن ابوبکر اور اسکے ہمرائیان کو ایک حبشی سانڈھنی والہ ملا اور اس سے خط برآمد ہوا اور مضمون خط یہہ تھا کہ محمد بن ابوبکر اور اسکے ہمرائیان کو عبد اللہ بن ابو سرح قتل کر دیوے اور یہہ لوگ جب مدینہ میں واپس آئے تو وہ خط عثمان کا لوگوں کے سامنے پیش کیا تو عثمان نے غلام اور اونٹنی اپنی بیان کی جو کہ خط لیجا رہا تھا۔ پس اہل سنت کی اس کتاب سے عثمان کسی طرح بھی بریت نہیں پا سکتا۔ کیونکہ اس میں صاف درج ہے کہ خط عثمانی و مہر عثمانی اور غلام عثمانی اور اونٹنی عثمان کی تھی اور اسکا یہہ فعل کہ اصحاب رسول و مہاجر و انصار کے قتل کے واسطے تحریر کرے۔ نہ کبھی خلیفہ یا مومن تسلیم نہیں کیا جاتا اور نہ ہی ایسے آدمی کو کبھی شہید کا خطاب دیا جا سکتا ہے شہید وہ ہے جو راہ خدا میں جان دیوے نہ کہ وہ اپنی کردار کی سزا پانے کا مستحق ہے اور بنو ہاشم کا کوئی حصہ نہ تھا۔ مگر مؤلف عرضیہ عوے بھی جھوٹ بولنے میں بے مثل و بے نظیر ہے۔

غلط بیانیاں اور بیخ و بن قتل عثمان کا +

ثبوت منجانب شیعیان دربارہ تنقیح نمبر ۱۲ مؤلفِ عرضید عوئے نے اپنی عرضی دعوئے کی پہلی دفعہ میں تسلیم کیاہے۔ کہ شیعہ فرقہ ابتدائے اسلام سے ہے اور پھر مزید برآں تحریر کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شیعیان نوح پیغمبر سے تھے اور ہماری ملت ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہے اسواسطے ہمارا فرقہ قدیم سے ہے۔ اور فرقہ شیعہ ہی ہے کہ جس کا تعلق حضرت ابراہیم ہی سے ہے اور اسپر زیادہ روشنی ڈالنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہہ امر مسلمہ ہے اور رافضی کے معنے غیاث اللغات میں اپنے سردار کو چھوڑ کر چلے جانیوالا ہے اور شیعہ تو اپنے آقا مولا جناب علی علیہ السلام کے ساتھ رہے۔ اسواسطے یہہ کسی طرح بھی رافضی نہیں ہو سکتے ؛

تردید منجانب اہلسنت دربارۂ تنقیح نمبر ۱۲ بعضوں نے بیان کیاہے کہ حضرت علی اور معاویہ کی جب لڑائی ہوئی تو طرفداران علی کو شیعہ و رافضی کہا گیا اور ہم لوگ ابتک رافضی انکو کہتے ہیں اور ہماری بعض کتابوں میں ہے کہ اس فرقہ کی ابتداء عبد اللہ ابن سبا یہودی کہ جس نے ایک کتاب کتب خانہ حضرت امام جعفر صادق میں تحریر کرکے رکھدی ہے اُس سے ہے ؛

ثبوت منجانب شیعہ دربارہ تنقیح نمبر ۱۳ جن لوگوں نے امام حسین علیہ السلام کی تابعداری نہ کی وہ خارج از اسلام ہیں اور وہی خارجی ہیں کیونکہ حدیث صحیح متفق علیہ[لہ] من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ ترجمہ جس کسی نے امام زمانہ کی معرفت نہ کی یعنے نہ پہچانا امام زمانہ کو پس وہ مرگیا تو مرگیا کفر میں اور آیہ قرآنی یوم ندعوا کل اناس بامامھم ترجمہ ہر شخص کو بلایا جاویگا دن بلانے ساتھ امام کے اسواسطے بھی معرفت امام ضروری ہے مبادا جھوٹے امام کی پیروی نہ کیجاوے اور امام حسین علیہ السلام تو شیعہ وسنی ہر دو فریق کے نزدیک امام ہیں اسواسطے انکی معرفت نہ کرنی اور اسی حالت میں مرجانا کفر ہے اسواسطے جن لوگوں نے امام حسین علیہ السلام کو نہ تسلیم کیا ؛

تردید منجانب اہلسنت والجماعت چونکہ بعض صحابہ رسولخدا بھی مثل معاویہ وغیرہ اسوقت جبکہ امام حسن رضی اللہ عنہ عہدۂ امامت پر فائز تھے موجود تھے اور اُنہوں نے بھی امام حسن کے ساتھ لڑائی کی۔ اسواسطے کہ شان صحابہ سے کفر دور ہے مندرجہ بالا عبارت جو کہ شیعیان کیجانب سے پیش ہوئیں ؛

ثبوت منجانب شیعیان دربارۂ تنقیح نمبر ۱۴ اگر امام حسین علیہ السلام ملک گیری کی ہوس میں جاتے تو اپنے ساتھ عورتیں اور بچے اور بوڑھے اور جوان جو کہ کل ۸۲ نفر ہوتے ہیں نہ لیجاتے بلکہ وہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ اور دیگر

[لہ] کتاب فلسفۃ الاسلام میں اس حدیث کی مفصل توضیح کیگئی ہے جو قابل دید اور لائق داد ہے۔

عرب اور اور بہت سی جمعیت اکٹھی کر کے لیجاتے اور یزید بن معاویہ جو کہ ایک سلطنت لئے بیٹھا تھا - اور اس سے بنائے مخاصمت صرف بیعت تھی جو حضرت نے نہ کی اور اس درخت اسلام کو جو کہ ہزارہا صحابہ و مومنین کے خون سے سینچا گیا تھا - اور درخت اسلام سرسبز و شاداب تھا - اگر امام حسین علیہ السلام یزید جیسے فاسق و فاجر کی بیعت کر لیتے تو اسلام بالکل ویران ہو جاتا اور اپنے جد کے قائم کردہ دین کو پامال نہ کیا - جیسا ایک عالم سنی المذہب معین الدین چشتی اجمیری نے کہا ہے مصرعہ شاہ ہست حسین شہنشاہ ہست حسین * دین است حسین دین پناہ ہست حسین * سرداد نداد دست بردست یزید * واللہ کہ بنائے لا الہ ہست حسین * بخوف طوالت اسی پر اکتفاء کیا ورنہ اس مضمون پر تو دفتروں کے دفتر تحریر ہو سکتے ہیں - اور امام حسین علیہ السلام کو کوفہ والوں نے دعوت اسلامی دی تھی جس واسطے وہ اسلام کی خدمت

تردید منجانب اہلسنت والجماعت دربارہ تنقیح نمبر ۱۴ یزید بن معاویہ جو کہ بادشاہ اور خلیفہ تھا - گو اُسنے بڑے کاموں کو شروع کر دیا تھا - اُس سے مخاصمت بنا لینی دانائی سے بعید تھا اور اسکا نتیجہ بھی امام حسینؑ

ثبوت منجانب اہلسنت والجماعت دربارہ تنقیح نمبر ۱۵ حضرت نعمان بن ثابت الملقب بہ ابو حنیفہ ہمارے مذہب میں بڑے علماء و صاحب اجتہاد گذرے ہیں اور ہم اہلسنت والجماعت کے امام گذرے ہیں اور اعلے درجہ کے خاندانی یعنے نوشیروان عادل کی اولاد سے تھے اور انکا علم اور اجتہاد اس درجہ تک پہنچا کہ اسلامی طبقہ جو کہ سب سے زیادہ فرقہ ہے وہ انہیں بزرگوار کا مقلد ہے اور آجتک ہزاروں علماء کی گردنیں انکی امامت میں سرتسلیم خم ہیں - اور دین رسول اللہ کی وہ خدمت کی کہ جس کا حد پایاں نہیں ہے اور دین رسول اللہ کو ایسا رواج و فروغ دیا کہ جو اظہر من الشمس ہے اور حنفی مذہب منتہی بر امام اعظم صاحب کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہے *

تردید منجانب شیعیان دربارہ تنقیح نمبر ۱۵ ابو حنیفہ علمائے دین کے مطابق فقیہہ و مجتہد نہ تھا جسکی صداقت فتاوے مندرجہ جواب عو دفعہ ۵ سے ثابت ہوتا ہے اور یہ ابو حنیفہ بعہد امام جعفر صادق تھا اور ہمارے سب امام ائمہ اہلبیت علیہم السلام صادق تھے مگر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے مد مقابل اسوقت امام اعظم جو کہ نعمان بن ثابت کوفی تھا - وہ لقب جناب امام جعفر صادق عم کا صادق اظہار کرتا ہے کہ جو شخص انکے مد مقابل ہے وہ صادق نہ تھا بلکہ کاذب تھا - اور خاندانی حالت اسماء الرجال ترجمہ الاکمال مطبوعہ مطبع محمدی لاہور صفحہ ۱۶۵

لہ شیخ جیلانی کی سیادت اور ان کے مذہب کی مفصل کیفیت رسالہ ... ملاحظہ ہو

پر سو درج ہے کہ یہہ قوم کے تیلی تھے - اور انکے اجتہاد اور اسلام کے فرقہ کی
حضرت شیخ عبد القادر جیلانی نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں یوں فرمایا
ہے - کہ سوائے فرقہ امام احمد حنبل کے باقی تمام گروہ مشرک اور پیروی
کرنیوالے شیطان کے ہیں کیونکہ وہ تحریر کرتے ہیں کہ فرقہ مرجیہ بمعہ دیگر
فرقوں کے خدا کو جھٹلانے والے ہیں اور فرقہ مرجیہ سے فرقہ ابو حنیفہ ہے
پس ایسے الفاظ ہوتے ہوئے پھر کونسا چارہ ہے کہ تم ابو حنیفہ کو بچا سکو -
اور غنیۃ الطالبین کی نسبت صواعق محرقہ میں درج ہے کہ یہہ کتاب غنیۃ الطالبین
شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ کی ہے - اور اس کتاب سے ثابت ہو گیا
اسلئے یہہ شخص تابع دین محمدی نہ تھا بلکہ خلاف شرع شریف تھا - اور فرقہ
ضیف وہ ہے جو کہ ملت ابراہیمی ہے اور عرضیہ دعوے میں مؤلف عرضی
دعوے تسلیم کرتا ہے کہ نعمان بن ثابت کوفی نے اپنا تخلص حنیف رکھا ہے
مقلدان نعمان حنفی کہلائے جس سے ثابت ہوا کہ قبل از نعمان یہہ فرقہ حنفی نہ تھا

ثبوت منجانب شیعیان دربارہ تنقیح نمبر ۱۶ خداوند تبارک و تعالے
قرآن پاک سپارہ ۲۲ سورہ سبا میں ارشاد فرماتا ہے یعملون لہ
ما یشاء من محاریب و تماثیل وجفان کالجواب وقدور
رٰسیٰت ترجمہ - بناتے تھے اسکے واسطے جو چاہتا قلعے اور تصویریں
اور لگن جیسے تالاب اور دیگیں چولھوں پر جمی اس آیہ سے ثابت ہوا کہ
مثال کا بنانا جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کیواسطے بناتے تھے جائز
ہوا اور تعزیہ - علم - ذوالجناح و دیگر شبیہ بنانا جائز ہوا - اور مثال کے
طور پر مناسبت کا قصہ بیان کیا جاتا ہے قرآن کریم دراصل کلام الٰہی ہے
جس کاغذ پر قرآن کریم لکھا جاتا ہے اوس کا ادب کرنا لازمی ہو جاتا ہے اور جو
جلد قرآن کریم کی ہوتی ہے وہ بالعموم چمڑے کی ہوتی ہے اُسکو بھی بوجہ حرمت
قرآن کریم بوسہ دینا پڑتا ہے اور جو جزدان کپڑے کا ہوتا ہے اُس کا بھی
ادب کیا جاتا ہے بلکہ جس رحل پر قرآن کریم رکھکر پڑھا جاتا ہے اسکی بھی
تعظیم کیجاتی ہے کیونکہ ان سب اشیاء کا تعلق ساتھ قرآن کریم کے ہوتا ہے
مگر وہی شخص تعظیم ان اشیاء کی کرتا ہے جس کے دلمیں قرآن کریم کی عزت ہوتی
ہے - پس جس شخص کے دلمیں عزت و عظمت رسولخدا کی اور اسکے اہلبیت علیہ السلام
کی ہوتی ہے اور چونکہ یہہ چیزیں نسبت دیجاتی ہیں طرف امام حسین علیہ السلام
کے اسواسطے وہ بھی قابل عزت و توقیر ہوتی ہیں اور شبیہ بنانے سے اصلی
غرض یہہ پیدا ہوتی ہے کہ محبان حسین اپنی محبت کا ثبوت دیکر فنا فی الحسین
کا رتبہ حاصل کریں اور اس مسئلہ پر ہزار ہا رسالہ جات چھپ چکے ہیں جنمیں ثابت

ہو چکا ہے۔ نہ یہ بُت ہوتا ہے اور نہ ہی بت پرستی کی جاتی ہے۔ غرض تو ہوتی

تردید منجانب اہل سنت دربارۂ تنقیح نمبر ۱۶ ہمارے علماء کا فتوے

ہے کہ تعزیہ۔ مہندی۔ ذوالجناح وغیرہ دیکھنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے

تنقیح نمبر ۱۷ کا ثبوت و تردید منجانب فریقین گذر چکا ہے سابقہ

تنقیحات میں تنقیح نمبر ۱۸ کا بھی ثبوت و تردید سابقہ تنقیحات

میں ہو چکا ہے۔ مگر چند امور جو قابل ذکر ہیں انکو پیش کیا جاتا ہے

جس جگہ پر قرآن کریم میں قصہ خلافت ہے اسجگہ سے تعین خلافت خدا کے

سپرد ہے۔ جیسا کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ وغیرہ وغیرہ اور مزید

براں جس آیت کو حضرات اہلسنت والجماعت صحابہ کی خلافت میں پیش کرتے

ہیں اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ تعین خلافت خدا کے متعلق ہے پارہ ۱۸

سورۂ نور وعد اللہ الذین امنوا الخ کیونکہ اللہ وعدہ فرماتا ہے۔ کہ

کرونگا خلیفے جو کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے جیسے کہ پہلے خلیفے کئے تھے۔

اس سے صاف ثابت ہے کہ تعین خلافت من اللہ ہے اور یہہ خلافت خلیفہ

ابی بکر والی اجماعی ہے جو من اللہ نہیں ہے اور پہلی خلافت جبکہ حضرت آدم

علیہ السلام کی بنیاد شروع ہوئی تو اسوقت اُس خلافت کے خلاف اجماع

فرشتوں نے کیا جس اجماع کی کوئی حقیقت نہ ہوئی یعنے اجماع مسترد کیا گیا اسواسطے

یہہ اجماعی خلافت جو ہے اسکا کوئی اثر ہرگز ہرگز نہیں ہے اور اجماع بھی جملہ

مسلمانوں کا نہیں تھا۔ اور بالخصوص اہلبیت رسالت اس اجماعی خلافت کے

خلاف تھے۔ اور جنکے حق میں آیہ تطہیر بالاتفاق وارد ہے۔ اگر اس اجماعی

خلافت کا خلاف منافی ایمان ہوتا تو اہلبیت اطہار سے یہہ فعل کبھی سرزد نہ

ہوتا۔ اور دوسری خلافت عمر والی اجماعی طور پر نہیں کی گئی اس سے ثابت

ہوا کہ اجماع جو کیا گیا تھا وہ حجت نہ تھا۔ کیونکہ باگ خلافت اکیلے ابوبکر نے

عمر کے ہاتھ میں دیدی اور پھر جب عمر نے خلافت کو چھوڑا تو اسوقت نہ تو

اجماع ہوا اور نہ اکیلے عمر نے عثمان کو خلافت دی۔ بلکہ چھ آدمیوں کے درمیان

خلافت کو چھوڑا یہہ فعل پہلے ہر دو واقعات کے خلاف تھا پس بوجوہات متذکرہ

بالا اس کا کوئی اثر نہیں ہے اور نہ ہی خلاف خدا یا خلاف رسول انحراف

خلافت اجماعی کوئی فعل صادر ہو سکتا ہے۔ اسواسطے یہہ خلافت اجماعی

جو کہ دراصل اجماعی بھی نہ تھی اُسکو نہ تسلیم کرنا کوئی برا نہیں ہے۔ مگر خلاف

ثبوت منجانب اہلسنت دربارۂ تنقیح نمبر ۱۹ متعلق قصۂ عمار

بقول سعدی ؎ دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست

در پریشاں حالی و درماندگی ۔

جسوقت حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم غار کی طرف تشریف فرما ہوئے تو اسوقت نہایت مشکل کا سامنا تھا۔ اور سوائے حضرت ابوبکر صدیق کے اور کوئی بھی ہمراہ رسولخدا نہ تھا اور علی مرتضٰے بھی اُس رات گھر میں ہی رہے اور ایسے مشکل کیوقت اور کوئی بھی سوائے حضرت صدیق اکبر کے رسولخدا کی ساتھی نہ تھا چنانچہ ہمرائیت حضرت صدیق کی نسبت خدا نے اپنی پاک کلام میں ذکر فرما دیا ہے امید ہے کہ حضرات شیعہ بھی قرآن کریم کو مانتے ہوئے اس سے انکار نہیں کر سکیں گے اور یہہ فضیلت صرف حضرت ابوبکر صدیق کے حصہ میں تھی۔ اور اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے کہ خلیفہ ابی بکر نے حضرت رسولخدا کو اپنے کاندھوں پر اُٹھایا اور لیگئے غار میں تاکہ سُراغی بھی نقش پا حضرت رسولخدا کو نہ پا سکیں اور ایسے وقت میں ساتھ دینا صداقت اس امر کی کرتا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر کا جان و مال قربان تھا ذات رسول اللہ پر اور اس سے زیادہ ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ واقعی حضرت رسول خدا کے بعد

تردید منجانب شیعیان تنقیح نمبر ۱۹ بقول سعدی شیرازی

ترا اژدہا گر بود یار غار ✣ ازاں بہ کہ جاہل بود غمگسار

اس بات سے ہرگز ہرگز کسی اہل شیعہ کو انکار نہیں ہو سکتا کہ بوقت چھپنے غار کے ابوبکر ساتھ تھا۔ مگر ابوبکر کے صدیق ہونے سے قطعی انکار ہے۔ جنکی نسبت پہلے تنقیحوں میں ثابت کر دیا گیا ہے۔ پہلے تو حضرت رسولخدا نے اُسی رات سے پہلے جملہ صحابہ کو منع فرمایا تھا۔ کہ رات جو آنیوالی ہے۔ اُس رات کوئی باہر نہ نکلے مگر خلیفہ ابی بکر انحراف قول رسول اللہ کر کے گھر سے رات کو باہر آگئے اور رسولخدا کے حکم کی تعمیل نہ کرنا اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے۔ جسوقت حضرت رسولخدا گھر سے باہر واسطے چھپنے غار کے گئے تو راستہ میں ابوبکر کو پایا اور اس کے دل کے نفاق سے آگاہ ہو کر اُسکو واپس نہ کیا کہ مبادا کفار کو اطلاع دیوے اور ابوبکر کا مطمئن نہ ہونا خدا اور رسول پر اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا فرما دے لَا تَحْزَنْ کہ حزن نہ کر مگر وہ ہاے واے گریہ کناں تھے اُسکی اصلی منشاء تھی کہ جس طرح ہو سکے کفار کو اطلاع ہو اور وہ آکر رسولخدا کا فیصلہ کر دیویں مگر محافظت کنندہ خدا اپنے رسول کا تھا۔ بحکم خداوند کریم اس جگہ پر درختان مغیل (یعنی کیکر خاردار) نمودار ہوگئے اور اس غار پر انڈے جانور نے دیدئے۔ تو پھر ابوبکر کی داد بیداد کو کون سُن سکتا تھا جسکی سزا اسیوقت ابوبکر کو مل گئی ایک سانپ نے اسکو کاٹا اسوقت کے حال پر سعدی شیرازی نے کیا اچھا شعر مندرجہ بالا عنوان تردید فقرہ پر جو تحریر کیا ہے نہایت موزوں ہے۔ اور ساتھ ہونے کے واسطے کوئی فضیلت نہیں بلکہ شرط

ایمان ہے زوجہ لوط و زوجہ نوح جو ان کے ساتھ رہیں انکو اس ساتھ سے کیا فائدہ پہنچا یہاں پر تو ابی بکر نے اپنے کاندھوں پر اُٹھایا اور رسولخدا نے بوقت بت شکنی کعبہ حضرت علی کو اپنے کاندھوں پر اُٹھایا - اور جان و مال قربان کرنیکی حالت یہی تھی کہ اُس ہجرت کیوقت جو اونٹنی حضرت ابو بکر نے جو کہ دو سو کی خرید تھی باایں ہمہ کہ وہ رسولخدا نبیؐ اور داماد بھی ابو بکر کے تھے اون سے بجاے دو سو کے نو سو (۹۰۰) وصول کیا یہہ ہے قربانی مال کی اور جنگوں میں حضرت کو تنہا چھوڑ جانا یہہ تھی قربانی جان کی - پس ایسا آدمی جسکی ظاہری حالت اور برتاؤ ایسا ہو اُس سے اسفل درجہ کا کوئی آدمی نہیں ہوسکتا *

ثبوت منجانب شیعیان دربارہ تنقیح نمبر ٢٠ قرآن پاک میں جو آیہ یاایہا الرسول بلغ الخ و آیہ الیوم اکملت لکم الخ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو مولے بنایا اور یوم خم غدیر جو کہ ١٨ - ذی الحجہ کو تھا اوسدن یہہ کام جناب رسولخدا نے فرمایا اور سب سے پہلے حضرت عمر نے جناب علی علیہ السلام کو تسلیم کیا اور جس کی صداقت اہل سنت والجماعت کی کتاب ارجح المطالب صفحہ ٨٠٧ تا ٨١٠ سے ہوتی ہے نیز اُس کتاب کے صفحہ ٨٣٠ پر درج ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے - کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نبی اور علی چار ہزار برس آدم سے پہلے ایک نور تھے اور جب اللہ تعالے نے خلقت کو پیدا کیا تو اُس نور کو آدم کی پشت میں ملادیا اور وہ نور ہمیشہ ایک ہی شے میں چلا آیا یہانتک کہ عبد المطلب کی صلب میں جدا ہوگیا پس مجھ میں نبوت اور علی میں خلافت پس ثابت ہوا کہ خلافت علی علیہ السلام من اللہ تھی اور اس سے انکار کفر ہے *

تردید منجانب اہلسنت والجماعت - اگر خلافت حضرت علی کو من اللہ سمجھا جاوے تو خلافت ابو بکر و عمر و عثمان کی تردید ہوتی ہے اور حالانکہ وہ خلیفہ رسول تھے اسواسطے خلافت علی من اللہ تسلیم نہیں کیجاتی

ثبوت منجانب اہلسنت دربارہ تنقیح نمبر ٢١ تاریخ اعثم کوفی میں درج ہے کہ عہد حضرت عمر میں ایران کا ملک فتح ہوا اور اُس میں بادشاہ کی لڑکی حضرت شہربانو قیدیوں میں آگئیں اور حضرت عمر نے نواسہ رسول امام حسین کو حضرت شہربانو دیدیں اور انسے انکا نکاح ہوا اگر اتحاد نہ ہوتا تو حضرت عمر یہہ کام کیوں کرتے پس ثابت ہوا کہ اتحاد عمر ساتھ علی و حسنین تھا *

تردید منجانب شیعیان دربارہ تنقیح نمبر ٢١ یہہ امر قابل تسلیم نہیں ہے کہ تاریخ اعثم کوفی جو کہ سنی المذہب مورخ کی ہے وہ ہم شیعیان کیواسطے حجت ہو اور عمر نے یہہ فعل ہرگز نہیں کیا چنانچہ یہی سوال مورخہ ٢٤ دسمبر

نمبر ٢٢

کو بمقام بھائی کا باڈہ تحصیل ضلع فیروز پور مناظرہ جو کہ شیعہ و سنی کا تھا
اُس میں منجانب اہلسنت پیش ہوا جس کو اہلسنت نے بوجہ نہ پیش کرنے
کسی شہادت کے واپس لیا اور یہہ فعل عمر پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتا اور
نہ کوئی برہان و دلیل اسپر ہے۔ پس یہہ قصہ بالکل جھوٹھا پیش کیا گیا ہے

ثبوت منجانب شیعیان دربارہ تنقیح نمبر ۲۲ بوقت جنگ احد و حنین
حضرات اصحاب ثلاثہ مفرور ہوئے۔ جس کا ذکر کتاب خدا میں موجود ہے
نیز مدارج النبوت جو کہ مستند کتاب اہلسنت والجماعت ہے اس میں تو حضرت
عمر کا بھاگنا اس طرح پر بیان ہوا ہے کہ آپ مثل بز کوہی دوڑتے تھے۔
اور نماز و وعظ کے موقعہ پر صحابہ کا چلا جانا۔ رسولخدا کو وعظ و نماز میں
چھوڑ کر قرآن سے سورۂ جمعہ شاہد ہے طول بطویل ثبوت کرنیکی اسجگہ حاجت نہیں

تردید منجانب اہل سنت والجماعت دربارہ تنقیح نمبر ۲۲ اللہ تبارک و تعالی
نے جنگ سے بھاگنے والوں کو معاف کر دیا ہے کیونکہ انکو شیطان نے
ڈگمگا دیا تھا۔ اور اللہ ہے معاف کرنیوالا کیونکہ وہ ہے بُردبار۔ اس سے
ثابت ہے کہ اصحاب ثلاثہ کو معافی دی گئی ہے ÷

تردید ثبوت منجانب اہل شیعہ دربارہ تنقیح نمبر ۲۳ حضرت رسولخدا
کی بیویوں کو حکم تھا کہ وقرن فی بیوتکن کہ تم اپنے گھروں میں قرار پکڑے
رکھو اور مائی عائشہ بوقت جنگ جمل انحراف حکم خدا کر کے گھر سے نکل کر
جنگ میں جا کر شریک ہوئی اور حضرت علی کے ساتھ مقابلہ کیا اور رسولخدا
کے جگر کے ٹکڑے یعنے جناب فاطمۃ الزہرا کے بچے امام حسنؑ کی میت پر تیرزنی
کرائی۔ جنکے ساتھ محبت کرنے کا حکم خدا و رسول کا تھا۔ عہد خدا اور حکم رسول
کو پس پشت ڈال کر یہہ کام کئے اور خدا انکے حق میں سورۂ تحریم میں فرماتا
ہے کہ ٹیڑھے ہو گئے دل تم دو عورتوں کے جن میں ایک یہہ تھیں اسواسطے
جو کوئی دین کے خلاف کرے اسکو کبھی بھی با ایمان شخص اچھا نہیں کہہ سکتا
اور جیسا کہ حضرت نوح اور حضرت لوط کی عورتوں کو کوئی فائدہ اپنے خاوندوں
کی وجہ سے نہیں ملا ویسے ہی یہہ بھی مفاد نہیں پا سکتیں ÷

تردید ثبوت منجانب اہل سنت دربارہ تنقیح نمبر ۲۳ ہماری کتب
حدیث میں جسکی فضیلت حضرت مائی عائشہ کی ہے اور اسقدر ازواج
رسول خدا میں سے کسی کی بھی شان نہیں ہے اور رسولخدا کی سب سے چاہتی
بیوی تھیں اور انسے اس قدر احادیث مروی ہیں کہ حد سے باہر ہیں اور
وہ ایک پوری فقیہہ تھیں اور جس قدر فائدہ امت کو اس بی بی سے دربارہ
دین ملا ہے اور کسی بیوی سے نہیں ملا۔

ثبوت منجانب اہلسنت والجماعت دربارہ تنقیح نمبر ۲۴ چونکہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اولاد حضرت امام حسن علیہ السلام سے ہیں اور شیعہ لوگ انکو تسلیم نہیں کرتے اسواسطے یہہ ثبوت کافی وافی ہے کہ حضرت امام حسنؑ کی اولاد کو شیعہ لوگ اچھا نہیں جانتے ۔

جواب و تردید منجانب شیعیان دربارہ تنقیح نمبر ۲۴ چونکہ نسابین نے اس عبد القادر کو سید تحریر نہیں کیا اور وہ کئی دلیلوں سے سید نہ تھا اور نہ ہی وہ حسن پاک کی اولاد سے سید تھا بلکہ وہ تو ہی تھا اسواسطے اسکو سید نہ کہنے سے یہہ تسلیم نہیں کیا جاتا کہ حضرات شیعہ اولاد امام حسن کو اچھا نہیں جانتے چنانچہ عمدۃ المطالب فی انساب اولاد ابیطالب میں جوکہ جتنے سید نسابہ سنی المذہب کی ہے اس میں تحریر ہے کہ عبد القادر سید نہ تھا بلکہ اُس نے دعوئے سیادت بھی نہیں کیا اور اسکے پوتے نے دعوئے سیادت کا کیا اور کسی ایک سید نے اسکو نہ پہچانا اور اسکے جدیوں نے اُسکی مواقفت دربارہ سید ہونے کے نہ کی اور مزید برآں سبط ابن جوزی جوکہ … کے علامہ ہیں انہوں نے تحریر کر دیا ہے کہ الشیخ عبد القادر جیلانی فکان انہ مشکوک النسب مزید برآں شیخ عبد القادر جیلانی جس کی پیدائش سنہ ۴۷۰ یا ۴۷۱ ہجری میں بیان کی گئی ہے اسوقت امام حسینؑ اور امام حسنؑ کی ۱۵-۱۶ پشتیں اولاد کی تھیں نہ معلوم کہ اسکی گیارہ پشتیں کس طرح ہوئیں اور حضرات حسنین شریفین کی گیارہ پشت ۳۲۵ ہجری میں موجود تھیں۔ جیسا کہ کتب نسب سے ثابت ہے۔ اور سوائے اس عبد القادر کے باقی اولاد حسنین شریفین کو بوجہ سید ہونے کے عزت کی نگاہ سے اہل شیعہ دیکھتے ہیں گمراہ ۔

ثبوت منجانب اہل سنت والجماعت دربارہ تنقیح نمبر ۲۵ ہاں واقعی حضرت عثمان نے اپنی عہد خلافت میں قرآن پاک کو جمع کیا اور شیعہ لوگ بالعموم کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے وہ آیات قرآنی جوکہ بحق علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ تھیں وہ نکالدیں حالانکہ قرآن کریم ان عیوب سے مبرا ہے اور اگر حضرات شیعہ کو یہہ اعتراض ہے تو کم از کم ایک ہی جمع نسخہ قرآنی پیش کر دیویں یا مزید برآں حضرت علی جوکہ حضرت عثمان کے بعد خلیفہ ہوئے وہی اس قرآن کو ۔

تردید منجانب اہل شیعہ دربارہ تنقیح نمبر ۲۵ یہہ ہرگز ہرگز کسی شیعہ کا قول نہیں ہے کہ قرآن کریم کو کم کیا گیا اور نہ ہی اہلسنت کیطرف سے کسی کتاب شیعہ کا حوالہ دیا گیا بلکہ شیعیان بھی اس بات کے قائل ہیں کہ خدا اپنی کلام کا خود محافظ ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون قرآن کریم پارہ ۱۴ بلکہ امام جلال الدین

سیوطی تفسیر درمنثور میں بیان کرتے ہیں کہ اس قرآن کریم کے سورے پورے نہیں ہیں اور حروف قرآن کے بھی پورے نہیں ہیں۔ اور ابو عبید اور ابن منذر اور ابن عباس اور امام مالک یہہ فرماتے ہیں کہ سورۂ توبہ سورہ بقر کے برابر تھی جو اب بہت کم ہے اور نہ شیعوں کا اعتقاد ایسا ہے کہ جب سنیوں نے بیان کیا ہے۔ مگر صرف ایک بات "قابل غور ہے۔ اسکا جواب تحریری مجکو ضرور دیا جاوے آیا حضرت عثمان جو جامع قرآن مشہور ہیں انہوں نے اس قرآن کو بموجب تنزیل جمع فرمایا اور اگر بموجب "تنزیل نہیں ہے تو حضرت عثمان کو تنزیل قرآن کا علم نہ تھا اور اگر علم تنزیل تھا تو پھر اُسنے خلاف "تنزیل کیوں

ثبوت منجانب اہلسنت والجماعت دربارہ تنقیح نمبر ۲۶ جس قدر آیات مندرجہ دعوے ہذا پیش کی گئی ہیں وہ اصحاب ثلاثہ کے حق میں ہیں جس سے وہ صاحب ایمان وخلیفہ رسول اللہ ثابت ہوتے ہیں اور اس سے جو انکار کرے وہ صریح مخالفت قرآن کرتا ہے۔ اور منکر قرآن خارج از اسلام ہے۔

تردید منجانب اہل شیعہ دربارہ تنقیح ۲۶ مندرجۂ ایات قرآنی عرضیدعوے وجواب دعوے سے پورے طور پر ثابت کیا گیا ہے کہ اصحاب ثلاثہ کامل الایمان تو بجائے خود اور خلیفہ رسو لخدا ہونا ایکطرف اُن کا مسلم ومومن ہونا بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ جو عدالت میں پیش ہو چکا ہے۔

ثبوت منجانب اہل سنت والجماعت دربارہ تنقیح نمبر ۲۷ مندرجۂ آیات کتاب مقدس یعنے توریت وانجیل وغیرہ سے صحابہ کرام یعنے حضرت ابوبکر وحضرت عمر وحضرت عثمان پورے مومن بلکہ سردار اسلام کے بھی ثابت ہوا ہے

تردید منجانب اہل شیعہ دربارہ تنقیح نمبر ۲۷ مندرجہ آیات عرضیدعوے وجوابدعوے سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ ابوبکر وعمر شریر تھے اور سرداران اسلام سے کوئی تعلق بواسطہ اصحاب ثلاثہ کا نہ تھا

حکم عدالت

فریقین اپنی اپنی بحث تحریری پیش کریں

بحث تحریری منجانب اہلسنت والجماعت۔ چونکہ ابتدائے مذہب اسلام سے یہہ مراد ہے کہ جو زمانہ حضرت رسولخدا اور خلفاء راشدین کا تھا وہ دراصل ابتدائے اسلام کہلاتا ہے اور چونکہ ہر دو فرقہ اہلسنت والجماعت اور شیعہ اُس زمانہ یعنے بعد وفات حضرت عثمان ظاہر ہو گئے تھے اسواسطے ہر دو فرقہ کو ابتدا سے اسلام سے کہا گیا ہے۔ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے اپنی اپنی لڑکیاں یعنے حضرت (عائشہ) اور حضرت (حفصہ) رسولخدا کے نکاح میں دیں اور حضرت عثمان ذوالنورین کے گھر دو لڑکیاں رسولخدا کی

یعنے (رقیہ) و (ام کلثوم) اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گھر ایک لڑکی حضرت (فاطمہ رضی اللہ عنہ) تھیں اور یہی بزرگانِ اسلام بڑے قریبی رشتہ دار جناب رسولخدا کے تھے - اور انسے رسولخدا ہمیشہ بڑی محبت کیا کرتے تھے - اور انسے بڑھکر اور کون صاحبِ ایمان ہو سکتا ہے کہ ہر وقت رسولخدا کے ساتھ رہے اور اگر معاذ اللہ معاذ اللہ یہہ بزرگان دین کامل الایمان نہ تھے تو پھر اندرینصورت رسولخدا کی تعلیم کیسی ادھوری ہوگی جس کا نقص رسولخدا تک پہنچتا ہے - اور خدا کا فرمان لا تنکحو المشرکات حتی یؤمن الخ ترجمہ نہ کرو نکاح مشرکوں سے جب تک کہ ایمان نہ لے آویں اگر معاذ اللہ یہہ بزرگانِ دین کامل الایمان نہ تھے تو پھر رسولخدا نے نکاح کیوں حضرت عائشہ و حضرت حفصہ سے کیا اور کیوں حضرت عثمان کو دو لڑکیاں دیں اور حضرت علی علیہ السلام کو ایک لڑکی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دی - اور خلفاء راشدین کا ہجرت کرکے اور اپنے وطن مالوفہ کو چھوڑکر اور اپنے رشتہ داروں سے علحدگی اختیار کر کے حضرت رسولخدا کی صحبت کو بمقابلہ کل مفاد وطنی ترجیح دیکر مکہ معظمہ جیسے شہر کو چھوڑ کر ہمراہ رسولخدا آگئے اور از حد خدمت اسلام کی اور بموجب حدیث نبوی من مس جلدی لم تمس النار یعنے جس کسی نے مس کیا رسولخدا سے اسکو مس نہ کریگی آگ جہنم کی اور رسولخدا ہمیشہ اپنے صحابہ کبار خصوصاً حضرت ابوبکر و حضرت عمر و عثمان و حضرت علی سے مس کرتے رہے اور بغلگیر بھی ہوتے رہے - بالخصوص عیدین کے وقت و موقعہ پر یہہ رسم ادا ہوتی رہی اور جو حضرت رسولخدا کی بیویاں تھیں اُنسے تو مس کرنا ایک لازمی امر تھا - اور دیگر حدیث کہ جو رسولخدا نے فرمایا کل حسب و نسب ینقطع الا لا ینقطع حسبی نسبی - دن قیامت کے ہر ایک کا حسب و نسب قطع ہو جاویگا مگر نہ قطع ہوگا میرا حسب و نسب یعنے کل کی رشتہ داریاں منقطع ہو جاوینگی مگر نہ قطع ہوگی رشتہ داری رسولخدا کی اسواسطے چونکہ صحابہ رشتہ دار رسولخدا تھے اسواسطے انکی رشتہ داری کبھی بھی قطع ہونیوالی نہیں ہے اور اہل شیعہ ناحق الزام خلاف واقعہ بیان کر دیتے ہیں جو کہ مبنی بر الزامات ہیں اور جب تک کوئی شخص کلمہ طیبہ رسولخدا کا یعنے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ زبان سے کہتا رہے وہ خارج از اسلام نہیں ہوتا اور بعد از رسولخدا جملہ صحابہ نے اجماعی طور پر خلیفہ حضرت ابوبکر کو تسلیم کیا اور حضرت کی حین حیات میں ابوبکر صاحب نے نماز با جماعت پڑھائی اور رسولخدا نے بھی ابوبکر صاحب کے پیچھے نماز ادا کی اور یہہ شرف کسی دیگر شخص کو صحابہ سے حاصل نہ ہوا اور رسولخدا کا فرمان کہ میرے کل صحابہ عادل ہیں اور مزید بران

فرمایا رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کا میرے صحابہ مثل ستاروں کے چمکنے والے ہیں جسکی اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے اور حضرت ابوبکر صدیق تھے اور حضرت عمر فاروق تھے اور حضرت عثمان ذوالنورین تھے۔ اور حضرت رسولخدا کی انگشتری حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان کا پہننا اور انمیں سے ہر ایک شخص کو اُس انگشتری کا پورا ہونا اور عہد حضرت عثمان میں اسکا گم ہونا جس سے مشیت ایزدی کا اظہار ہوتا ہے کہ ان اصحاب ثلاثہ کا زمانہ نہایت ہی اچھا گذرا اور چونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو وہ انگوٹھی نہ ملی اس سے ثابت ہے کہ زمانہ خلافت حضرت علی اچھا نہ گذریگا چنانچہ ویسا ہی عمل میں آیا جسکی تاریخ شاہد ہے۔ اور منجملہ تمام صحابہ کبار کے حضرات عشرہ مبشرہ وہ لوگ دس بزرگوار سلام تھے جنکو رسولخدا نے بہشت کی خوشنودی سے مطلع فرمایا اور بوقت معزولی حاکم مصر قیاس اس بات کا ضرور ہو سکتا ہے کہ چونکہ بنوہاشم و بنوامیہ میں ابتداء سے مخاصمت تھی اسواسطے انہوں نے چالاکی کر کے ایک جعلی حکمنامہ اور جعلی مُہر شاہی یعنے عثمانی مہر کا بنانا کچھ غیراغلب نہیں اور موجودہ شیعیان کی ابتدائی واقعی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اور عبداللہ ابن سبا یہودی کے وقت بھی پائی جاتی ہے۔ اور صحابہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص بھی مرتد یا خارج از اسلام نہیں ہو سکتا۔ اور یہہ امر ظاہر طور پر تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کے ساتھ جنگ کرنے میں اور کوفیوں کے دھوکہ میں آجانے سے غلطی کھائی ہے۔ یہہ امر صحیح نہیں معلوم ہوتا کہ بادشاہ سے مقابلہ کرنے کے واسطے صرف بہتر آدمی کافی ہو سکیں۔ اس سے بہتر ہوتا کہ حضرت امام حسین اپنی اور لپنے ہمراہیان کی حرمت کا بچاؤ کسی ایسی طرح سے کرتے کہ جسمیں کسی قسم کا نقصان نہ ہوتا۔ اور حضرت امام حسن و حضرت معاویہ کی لڑائی میں ہم مسلمانوں کو کسی کو بھی کچھ کہنے کا حق نہیں ہے کیونکہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نواسہ رسولخدا اور حضرت معاویہ اصحاب رسول اللہ تھے۔ اور حضرت نعمان بن ثابت الملقب بہ ابوحنیفہ امتِ رسولخدا سے ایسے عالم و متبحر و فاضل بے بدل گذرے ہیں کہ حضرات اہلسنت انکے مقلد ہو کر انکی ہدایت کے مطابق عمل کرکے حنفی المذہب مشہور ہوئے اور اُنسے بڑا عالم کوئی بھی نہیں گذرا اور انکا طریق عمل ساری زندگی میں خدمت اسلام ہی رہا اور یہی کوشش انکی تھی کہ جملہ مسلمانان آتش جہنم سے بچیں۔ اور شیعوںکی بدعتیں تعزیہ بناکر اُسکے سامنے رونا پیٹنا اور ایسی ہی دیگر بدعات کا قائم کرنا یہہ رسوم خلاف تہذیب اسلام ہیں۔ اور اب حضرت امام حسین کو انکے رونے اور پیٹنے سے کوئی

مفاد نہیں پہنچتا بلکہ ان حرکات پر دیگر مذاہب تمسخر اڑاتے ہیں اسواسطے ایسا
فعل اسلام میں جائز نہیں کیونکہ اسلام تو نمونہ تہذیب ہے اور چونکہ ایسی قبیح
رسومات تعزیہ و مہندی و دلدل کا دیکھنا اور لوگوں کو روتے پیٹتے دیکھنا
سخت بدعت ہے اسواسطے ہمارے علماء کرام نے جو فتوے دربارہ ٹوٹ گئے
نکاح کے دیا ہے۔ وہ اس بات پر مبنی ہے کہ کوئی بھی مسلمان نہ دیکھے اور
نہ ان قبیح رسومات میں شامل ہو سکے۔ اور حضرت ابوبکر نے بموجب حدیث
نبوی کے کہ جو کچھ رسولخدا کا ترکہ ہو وہ صدقہ ہوتا ہے اور باغ فدک کے
نہ دینے میں کوئی غلطی نہیں کی بلکہ رسولخدا کی حدیث جو کہ عین ایمان و اسلام
ہے اسکی تابعداری کی اور خلیفہ کیواسطے عدل کرنا نہایت اعلے درجہ کی نیک
نیتی ہے۔ اور عدل کو خلیفہ ابی بکر کا نہ ترک کرنا بمقابلہ دختر رسولخدا دلالت
کرتا ہے کہ وہ واقعی برحق خلیفہ تھا۔ اور حضرت فاطمۃ الزہرا کے گھر لکڑیاں
اور آگ لیکر حضرت عمر کا جانا اسواسطے نہ تھا کہ اس گھر کو جلا دیا جاوے در
اصل بات تو یہہ تھی کہ حضرت علی اور چند اشخاص جو کہ ابوبکر صدیق کی خلافت
کیوقت بیعت نہ کرتے تھے اور جس سے اندیشہ تھا کہ شیرازۂ اسلام نہ بگڑ
جاوے اسواسطے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ کا یہہ طریق عمل مبنی بر مصلحت
تھا نہ کہ مبنی بر عداوت اور اگر اسمیں ہمارے بھائی شیعہ کو غلط فہمی ہو
تو انکی عقل کا قصور ہے نہ کہ ہمارا اور حضرت عمر سب سے زیادہ حضرت
فاطمہ اور حضرت علی کے رشتہ دار تھے۔ اور حضرت ابوبکر وہ بزرگوار تھے
کہ جنہوں نے رسولخدا کے ہمراہ غار میں جاکر ہمراہیت کو ترک نہ کیا اور خدا نے
انکی مدح و توصیف قرآن کریم میں فرما دی۔ اور تمام دین کی باتیں سب کی سب
ختم ہو چکی تھیں اسیواسطے خدائے کریم نے الیوم اکملت فرما دیا۔ اگر خلافت
وغیرہ میں کسی بات کی کمی ہوتی تو یہہ آیت نازل نہ ہوتی اسواسطے مسلمانوں
کی خلافت بھی تکمیل پا چکی تھی یعنے ابوبکر عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم میں امام مسلمانوں کے بن چکے تھے۔ اور اگر حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ
کو خلیفہ من اللہ سمجھا جاوے تو حضرت اصحاب ثلاثہ جو کہ ان سے پہلے خلیفے
تھے وہ بھی تو من اللہ ہی ہوتے ہیں کیونکہ خدا کی مرضی کے بغیر کبھی اصحاب
ثلاثہ خلیفہ نہ بن سکتے تھے خدائی طاقت کے سامنے بندوں کی طاقت کیا
چیز ہے۔ اور حضرت عمر نے جو یہہ احسان اہلبیت نبی پر کیا کہ انکے عہد میں
حضرت شہر بانو دختر بادشاہ ایران قید ہو کر آئیں تو انکا نکاح ہمراہ حضرت
امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کرا دیا۔ اس سے زیادہ محبت اہلبیت رسولخدا
سے اور کیا ہو سکتی ہے اور حضرات اصحاب ثلاثہ کا جھگڑا سے بھاگ جانا

یہہ امر پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتا عرصہ یکہزار سو سال سے زاید گذر چکا ہے اور جن کتب کا حوالہ دیا جاتا ہے وہ اس عہد میں نہ بنی تھیں اسواسطے ان کتب کا حوالہ درست نہیں ہے اور عقل اس بات کو کبھی بھی تسلیم نہیں کرتی کہ ایسے اصحاب باوفا ہوکر رسولخدا کو تنہا جنگ میں چھوڑ کر چلے جاویں اس بات سے ہم اہلسنت والجماعت کو قطعی انکار ہے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رسولخدا کی نہایت چاہتی بیوی تھیں اور اسلام کے مسائل کو اسطرح پر سمجھتی تھیں گویا کہ وہ تو ایک پورے درجہ کی فقیہہ تھیں۔ اور ایسے بزرگوار کی قدر نہ کرنا سخت غلطی ہے۔ اور حضرت پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سید حسنی و حسینی تھے جنہوں نے اسلام کو چار چاند لگا دئے اور دین اسلام کو روشن کر دیا۔ اور صوفیائے کرام کے گھرانے کے اعلے درجہ کے رکن ہوئے۔ اور انکی کرامتیں از حد مشہور ہیں۔ اور انکو نہ تسلیم کرنا گویا چاند پر تھوکنا ہے۔ اور وہی تھوک اپنے منھ پر اُس تھوکنے والے کے آتی ہے۔ اور اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اہل شیعہ حضرت امام حسن کی اولاد کو نہیں مانتے۔ اور حضرت عثمان نے وہ خدمت اسلام کی کی ہے کہ جس کا حد پایاں نہیں ہے۔ آج دُنیا میں جس قدر قرآن کریم موجود ہیں وہ حضرت عثمان کے ترتیب دئے ہوئے ہیں اور اس سے بڑھکر اور کوئی چیز مسلمانوں کے پاس نہیں ہے ایسے فیاض کا فیض نہ تسلیم کرنا نہایت ہی برا ہے اور کسی صحابہ کا یہہ فیض نہیں ہے بلکہ اس بات کا مقابلہ اور کوئی نہیں کریگا اور اسلام کے سات بزرگوں کی نسبت قرآنی آیات و آیات کتاب مقدس توریت وغیرہ سے پورے طور پر ثابت کر دی گئی ہیں۔ اب ان حضرات کی بزرگی کو نہ تسلیم کرنا انحراف کلام خدا کا ہے اسواسطے اہل التشیع بالکل غلطی پر ہیں اور اصلی اسلام جو کہ ناجی فرقہ ہیں وہ حضرات اہل سنت والجماعت مقلدان حضرت ابوحنیفہ یعنے فرقہ نعمان بن ثابت ہے جو کہ تمام بزرگان اسلام کی عزت کرتا ہے اسواسطے عدالت حضرت انصاف میں بحث تحریری پیش کرکے امید وار ہیں کہ ڈگری بحق اہلسنت والجماعت بدین مضمون صادر کی جاوے کہ حضرات شیعہ اس کے بعد زیر سایہ بزرگان دین یعنے حضرت رسول خدا و ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان ذوالنورین و علی کرم اللہ وجہ و حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم اجمعین کے رہیں اور باطل خیالات کو چھوڑ دیں *

بحث تحریری منجانب شیعیان پنجتن پاکؑ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ چونکہ ابتداء اسلام جیسے خداوند کریم نے اپنے

خلیفہ حضرت آدم علیہ السّلام کو خلق فرمایا تب سے ہے کیونکہ حضرت آدم علیہ السّلام
نبی و خلیفہ برحق خدا کے تھے اور حضرت رسولخدا یعنے محمد الرّسول صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم ملت جناب حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر تھے اور ملت حضرت
ابراہیم حضرت نوح علیہ السلام کی تھی اور سب پہلے حامل شریعت حضرت
نوح علیہ السلام تھے اور حضرت نوح علیہ السلام اتباع جناب آدم
علیہ الصّلوٰۃ پر تھے رسول سے ابتداء اسلام خلقت بنی آدم سے ہے
اور مؤلف غرضیہ غوثیہ نے اپنے دعوے کی دفعہ ۱۰۸ میں تحریر کیا ہے۔
بموجب نص قرآن کریم کے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شیعہ تھے اور شیعہ
بھی حضرت نوح علیہ السلام کے تھے جو سب سے پہلے شریعت لائے تھے میں
ثابت ہوا کہ شیعہ فرقہ ابتداء اسلام سے ہے۔ نیز شیعہ فرقہ کو عبدالواحد نے
اپنی کتاب میں جو کہ مدعی ہے ابتداء اسلام سے تسلیم کیا ہے۔ اور دین حضرت
محمد الرسول اللہ و دین حضرت ابراہیم و دین حضرت نوح و حضرت آدم
علیہم السلام ایک ہی جو کہ مبنی بر اسلام ہے تھا۔ اور وہ صرف شیعہ ہی تھا۔
جیسا کہ مذکور ہوا اور یہہ قابل تسلیم نہیں ہے کہ فرقہ اہلسنت جو کہ عہد معاویہ
اور یزید میں تھا یا بقول مؤلف غرضیہ غوثیہ بوقت ابو حنیفہ جو کہ جناب
رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت مدت کے بعد پیدا ہوا ہے اسوقت
سے ہے جس لئے یہہ فرقہ کبھی بھی ابتداء اسلام سے نہیں ہے اور یہہ کبھی
بھی تسلیم نہیں کیا جاتا کہ اصحاب ثلاثہ مومن تھے بلکہ وہ تو زمرۂ منافقین سے
تھے جنکی تصریح بوقت شہادت ہوچکی ہے اور جو آیہ السّابقون الاوّلون
پیش کیگئی تھی اس سے صاف طور پر اہلسنت کی کتب سے پیش کیا گیا ہے کہ وہ
آیہ بحق علی علیہ السّلام میں ہے کیونکہ حضرت علی علیہ السلام نے قبل از ابوبکر سات
سال نماز ہمراہ رسولخدا پڑھنی شروع کی تھی۔ اور اگر بعض جہلا یہہ کہیں کہ
اسوقت حضرت علی علیہ السلام بوجہ نابالغ ہونے کے اُنکا اسلام معاذ اللہ معاذ اللہ
قابل پذیرائی نہیں تو اسکا جواب حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا بوقت لڑکپن
ارشاد کرنا انا عبداللہ واتانی الکتاب وہ بھی قابل پذیرائی نہیں تو
پھر صاف انکار کلام الٰہی سے کرنا ہے۔ اور سبقت ہونے کی نسبت کتب
اہلسنت سے ثابت کردیا گیا ہے کہ کل دنیا میں صرف تین سبقت کرنے والے گذرے
ہیں۔ اول ان میں سے یوشع بن نون جنہوں نے حضرت موسےٰ علیہ السّلام
اور الیاسین جنہوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السّلام اور حضرت علی نے حضرت
محمد الرّسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سبقت کی ہے اسلام لانے میں
اور ابوبکر و عمر کے گھرانے کی دو لڑکیاں یعنے (عایشہ) و (حفصہ) رسولخدا

کی بیویاں تھیں جنسے یہہ رشتہ جوکہ ایک قسم کا سبب ہے تھا اور اس سے ایمان کا کوئی ثبوت نہیں ہوتا۔ اور رسولخدا کا ابو سفیان بھی توخسر تھا۔ اور جب مکہ میں ابوسفیان نے اظہار اسلام کیا تھا اور اسکی لڑکی پہلے سے ہی زوجۂ رسولخدا تھی۔ تو کیا اپنی لڑکی کیوجہ سے اسکا ایمان ثابت ہوا تھا۔ رشتہ داری اثبات ایمان کے واسطے کافی نہیں بلکہ ابی لہب جوکہ چچا رسولخدا اور آذر جوکہ چچا حضرت ابراہیم کا تھا انکو اس رشتہ سے کوئی مفاد نہوا اور ایسی رشتہ داری سے کبھی ایمان ثابت نہیں ہوسکتا۔ اور رقیہ وام کلثوم ہرگز ہرگز رسولخدا کی لڑکیاں تسلیم نہیں کیجاتیں جیسا کہ شہادت میں پورے طور پر ثابت بھی کردیا گیا ہے۔ اور اگر فرضی طور پر تسلیم بھی کیا جاوے تو رشتہ داری اثبات ایمان کے واسطے کافی نہیں ہوسکتی جیسا کہ قبل ازیں درج بحث ہے۔ اور جو آیۂ مبارکہ لا تنکحوا المشرکات بیان کی گئی ہے اُسکا کوئی تعلق اسجگہ نہیں ہے کیونکہ وہ آیہ مبارکہ مشرکوں سے منع کرتی ہے نکاح کرنے سے مگر منافقین کیساتھ نکاح کرنیسے کسی جگہ بھی منع نہیں کیا گیا اور رشتہ دار رسولخدا ہوکر اگر منافق ہوں تو پھر انکو بہت زیادہ سزا ہونی چاہیئے۔ اور اس رشتہ داری کے لحاظ سے ایمان کا اثبات نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ حضرت لوط و حضرت نوح علیہ السلام کی بیویوں کو کوئی مفاد اس رشتہ داری کیوجہ سے نہ ہوا اور زوجہ فرعون کو کوئی نقصان فرعون کی زوجہ ہونے سے نہ پہنچا جس کا قرآن کریم شاہد ہے۔ جیسا کہ بوقت شہادت پیش کیا گیا ہے۔ اسیطرح اُن زوجہ ہائے رسولخدا کو جوکہ صاحب ایمان نہ تھیں اور منافقہ تھیں انکو بھی کوئی مفاد اس رشتہ داری سے نہیں ہوسکتا۔ اور اس رشتہ داری کیوجہ سے جبکہ رسولخدا کی اُن بیویوں کو فائدہ نہ پہنچا تو اُنکے والدوں کو کیا فائدہ ہوسکتا ہے۔ اور رقیہ اور ام کلثوم جنکو رسولخدا کی دختران بیان کیا گیا ہے اور اُنکے نکاح ہمراہ عتبہ و عتیبہ جوکہ پسران ابولہب مسلمہ کافر و مشرک تھے اُنسے تھا۔ اور بموجب آیہ لا تنکحوا المشرکات ثابت ہوتا ہے کہ اگر وہ رسولخدا کی بیٹیاں یا وہ رسولخدا کے ماتحت ہوتیں تو انکا یہہ نکاح ہرگز ہرگز مشرکوں اور کافروں سے رسولخدا کبھی نہ کرتے مگر ہاں یہہ تو ایمان اہلسنت ہے کہ عثمان کی رشتہ داری ثابت ہوجاوے اور خواہ ذات رسولخدا پر دھبہ آجاوے بدیں عقل و دانش بباید گریست۔ اور مزید برآں اگر رقیہ وام کلثوم دختران رسولخدا ہوتیں تو اُنکے واسطے بھی حضرت رسولخدا ضرور سفارش فرماتے جیسا کہ حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے واسطے فرمایا کہ فاطمہؑ میرے دل کا ٹکڑا ہے اور حضرت فاطمہؑ کی اذیت

ـــه اس موضوع کا کافی شافی جواب رسالہ "النظر" میں دیا گیا ہے اور اسکے متعلق تمام اعتراضات حل کئے گئے ہیں۔

کو حضرت رسولخدا نے اپنی اذیت اور حضرت فاطمہ کا غضبناک ہونا اپنا غضبناک
ہونا فرما دیا ہے اور مزید برآں حضرت فاطمہ علیہم السّلام کے خطابات زہرا۔
رضیہ۔ مرضیہ۔ بتول۔ خاتون قیامت۔ صدیقہ۔ زاہدہ۔ زکیہ وغیرہ ہیں
اور اگر رقیہ و ام کلثوم بھی دختران ہوتیں تو کچھ تو انکے واسطے بھی ضرور
ہوتا۔ حالانکہ کسی سنی المذہب کے علماء نے بھی تحریر نہیں کیا اور نہ کوئی
ایسی صحیح حدیث نبوی انکے واسطے ہے۔ اور ایمان کا تعلق ساتھ اتباع
محمدی کے ہے۔ جیساکہ خدا نے فرما دیا ہے اگر تم دوست رکھتے ہو اللہ کو تو
اتباع محمدی کرو۔ اور اتباع بدون محبت کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور اب ذرا
اصحاب ثلاثہ کی محبت سنئے اور دیکھئے۔ کہ بوقت ہجرت ابوبکر نے اپنی اُس
اونٹنی کی قیمت جوکہ دو صد کی خرید کردہ تھی بالعوض ہشتصد فروخت کردی
حالانکہ حضرت رسولخدا جوکہ ابوبکر کے داماد تھے اگر داماد نہ ہوتے تو نہ معلوم
کہ کیا قیمت وصول کرتے۔ یہہ ہے محبت اور یہہ تھی رشتہ داری اور جنگگاہ
کے وقت رسولخدا کو تنہا چھوڑکر اصحاب ثلاثہ کا مفرور ہو جانا اور تلواروں
کے سایہ میں رسولخدا کا ہونا اور انکا بھاگ جانا اور اپنی جانکو رسولخدا سے
بہتر جاننا اس سے بڑھکر اور کیا نفاق ہو سکتا ہے۔ اور رسولخدا کی وصیت
کا مانع ہونا اور انکار کاغذ و دوات سے کرنا اور رسولخدا کو معاذاللہ
یہہ کہنا کہ یہہ مرد اسوقت بکواس کر رہا ہے اور سند بھی رسولخدا سے
یہہ پانا (قوموا عنی اُٹھ جاؤ یہاں سے اگر مومن ہوتے تو رسولخدا
کبھی بھی مومنوں کو ایسا نہ کہتے۔ اور انکار نبوت جناب رسول خدا کرنا۔
اور رسول خدا کی بیٹی کا غضبناک ہونا اور ابوبکر کے اور عمر کا لکڑیاں اور
آگ لیکر واسطے جلانے گھر فاطمۃ الزہرا کے جانا اور قسم خدا کی کھانا کہ اس گھر
کو جلادوں گا اور حضرت علی و حسنین شریفین و فاطمۃ الزہرا وغیرہ کو مفسد
و باغی کہنا اور حضرت فاطمۃ الزہرا کو رولانا اور اُس مخدومہ کا اپنے باپ کو
یاد کرکے آہ و بکا کرنا۔ اور قرآن کریم کو جلانا اور عمار یاسر اور ابوذر غفاری
کو معذب کرنا۔ یہہ تمام باتیں مبنی بر منافی ایمان ہیں اور اگر ایسے شخص صاحب
ایمان ہیں تو پھر دنیا میں کوئی بھی منافق نہیں ہو سکتا۔ اور اپنی حکومت کے
قیام میں فاطمۃ الزہرا کو اُس کے حق سے باز رکھنا اور اسکو کچھہ نہ دینا یہہ
محبت رسولخدا کی ہے۔ سبحان اللہ ان واقعات کو پیش نظر رکھکے کوئی
بھی اُن اشخاص کو مومن و مسلم تسلیم نہیں کر سکتا۔ اور اگر یہی اسلام و ایمان
ہے تو پھر اُن سے بدتر کوئی بھی دنیا میں نہیں ہو سکتا۔ اور ایسے سنگدل اور
شقی القلب لوگ کبھی بھی امید شفاعت و نجات نہیں رکھ سکتے۔ جس کا

ثبوت بوقت شہادت پیش کیا گیا ہے اور حوالۂ کتب بھی مذکور ہیں۔ اور
۔۔ مورد عتاب الٰہی ہیں کما قال اللہ تعالےٰ یوذون اللہ ورسولہ
لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ پس ثابت ہوا ہے کہ اصحاب ثلاثہ
مورد عتاب الٰہی ہیں۔۔ اور اگر ایسے سردار اسلام ہوں تو بقول شاعر
گر ہمیں مکتب است و ایں ملاں ۞ کار طفلاں تمام خواہد شد اور سب سے
طرہ تو یہہ ہے کہ ثبوت محبت رسولخدا دیتے ہوئے اصحاب ثلاثہ کا نماز
جنازہ رسولخدا کو ترک کرنا اور بنوہاشم سے کسی کو بھی بوقت مشورہ
سقیفہ بنی ساعدہ نہ طلب کرنا اور عثمان کا شرابیوں اور زانیوں کو
حاکم مسلمانوں کا کرنا اور مروان جیسے بدکار و بدکردار کو والیس مخالفت
رسولخدا کرکے عہدۂ وزارت دینا اور بالآخر اسکا بادشاہ ہونا اور
رسولخدا کا ارشاد کہ میرے ممبر پہ بندر کودینگے۔ جنمیں عثمان بھی اُن
بندروں میں شامل تھا۔ یہہ منافی اسلام و ایمان نہیں ہے۔ اور ابوبکر
و عمر کا حلفاً کہنا کہ ہم منافق ہیں۔ اور رسولخدا کا ارشاد کرنا کہ ابوبکر میں
شرک چیونٹی کے مطابق چل رہا ہے اور عمر کا بوقت صلح حدیبیہ کہنا کہ
جس قدر شک آج مجھکو نبوت حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم میں ہوا ہے۔ قبل ازیں اتنا بڑا شک آگے نہیں ہوا تھا۔ جس سے
صاف ثابت ہے کہ عمر کو بالعموم شک نبوت میں ہوتا رہا۔ جیسا کہ تفسیر
اہلسنت معالم التنزیل میں درج ہے اگر ایسے لوگ مومن و مسلم ہیں تو ہمارا
اس اسلام کو دور سے سلام ہے۔ اور رسولخدا کو جنگاہ اور تلواروں کے
سایہ میں چھوڑ جانے پر فریقین کی کتب تواریخ و نیز تواریخ غیر مذاہب شاہد
ہیں۔ اور خلافت کا تعین کلام الٰہی سے خدا سے ہے اور جلال دین سیوطی
نے اپنی کتاب "تاریخ الخلفاء" میں تحریر کر دیا ہے کہ رسولخدا نے کسی کو بھی خلیفہ
مقرر نہ کیا۔ اور مزید برآں اسمیں یہہ بھی تحریر ہے کہ ابوبکر زیر تسلط
شیطان تھا پس اگر خلافت اصحاب ثلاثہ خلافت ہوتی تو علی ابن ابیطالب
بھی خلافت سے جو کہ سنیوں کا بھی چوتھا خلیفہ ہے کبھی انکار خلافت
اور حدیث من مسّ جلدی ۔۔ دیگر حدیث کل حسب نسب والی
حدیث کا جواب یہہ ہے کہ ابولہب جو کہ چچا رسولخدا و آذر جو کہ چچا
حضرت ابراہیم تھے انکے حسب و نسب بھی قطع ہوگئے اور ابولہب وغیرہ
جو کہ لڑکپن میں حضرت رسولخدا کو مس کرتے رہے کوئی مفاد انکو نہ ہوا
پس ثابت ہوا کہ مس کرنا اور حسب و نسب کا ہونا بھی اُسی کے واسطے مفید ہے
جو کہ مومن و مسلم ہے نہ کہ منافق کیلئے۔ اور عمر کا کوئی نکاح ہمراہ حضرت

ام کلثوم بنت علی و فاطمہ ہرگز ہرگز نہیں ہوا اور نہ یہ امر قابل تسلیم ہو سکتا ہے
کہ چار سالہ لڑکی کا نکاح ہمراہ ۶۰ سالہ آدمی کے کبھی ہو سکتا ہے۔ بلکہ جو
لوگ اس بات کے قائل ہیں وہ ہرگز ہرگز مسلم نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ گالیاں
علی و فاطمہ کو ناحق دیتے ہیں اور جو گالی دیوے علی و فاطمہ کو وہ گالی رسولخدا
کو دیتا ہے اور ان حضرات کو گالیاں دینا کفر ہے۔ اور بوقت شہادت
ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت علی کا نکاح ہمراہ محمد بن جعفر طیار
تھا۔ اور جو ام کلثوم دختر ابی بکر زوجہ عمر تھی وہ عہد عمر میں مر گئی تھی۔ اور
دختر علی علیہ السلام حضرت ام کلثوم تو معرکہ کربلا میں موجود تھیں یہ نکاح
کبھی بھی عمر کے ساتھ پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچتا اور نہ ہی ہوا تھا۔ اور نکاح
حضرت ام فروہ جو کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ہوا اس سے ابوبکر
کو کوئی مفاد نہیں پہنچتا جیسا کہ قبل ازیں بحث میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور معاویہ
جو کہ حضرت علی علیہ السلام کو گالیاں دیتا اور دلواتا تھا۔ اور سخت بدکردار
تھا وہ کبھی مسلم و مومن نہ تھا۔ جس کا ثبوت یزید علیہ لعن نے پورے طور
پر دیا ہے کہ جسوقت اسیران اہلبیت دمشق میں پہنچے تو یزید نے حکم دیا
تھا کہ ان قیدیوں کو میرے باپ کی قبر پر لیجا کر ٹھرایا جاوے کہ اسکی روح
خوش ہو۔ اور کوئی نکاح محمد بن ابی بکر کا ہمراہ کسی دختر حضرت علی علیہ السلام
کے نہیں ہوا مگر ہاں والدۂ محمد بن ابی بکر یعنے اسماء بنت عمیس کا ہمراہ حضرت
علی علیہ السلام ہوا تھا۔ اور اس نکاح محمد بن ابی بکر کو مؤلف عرضیہ عوے
نے بھی ثابت نہیں کیا۔ اور عثمان کا اپنے رشتہ داروں کو جو کہ شرابی و زانی و فاجر
تھے انکو مسلمانوں کا حاکم کرنا یہ فعل مبنی بر بد دیانتی تھا اور نہ ہی عثمان
مسلم و مومن تھا مسلم و مومن کی کیا مجال کہ قرآن شریف کو جلا دیوے اُسکا
قرآن کو جلا دینا صاف ثابت کرتا ہے کہ وہ منافق تھا اور منافق کلام الٰہی
کے جلانے والا کبھی شہید نہیں ہو سکتا اور شہید کا قاتل جہنمی ہوتا ہے جو مومن
مسلم نہیں ہوتا۔ اسواسطے قاتل عثمان جہنمی نہیں ہے کیونکہ اُسنے ایک منافق
کو قتل کیا تھا اور معاویہ نے اسوقت عثمان سے کیوں مخاصمت نہ کی جبکہ
اُسنے قرآن شریف کو جلایا تھا پس ثابت ہوا کہ معاویہ بھی مسلم و مومن نہ
تھا اور اُس کا بہانہ عثمانی ڈالکر حضرت علی سے لڑنا اور صحابہ رسولخدا کا
قتل کرنا یہ اُسکے واسطے بھی منافی ایمان و اسلام ہے اور عائشہ کا معاونت
معاویہ کرنا اسکے بھی خارج از اسلام ہونے کی دلیل ہے نیز قرآنی حکم کا انحراف
کرکے پردہ کو چھوڑ کر جنگ جمل میں جانا اسبات کی دلیل ہے کہ وہ بھی قرآن
کو کلام خدا نہ جانتی تھی جو قرآن شریف کے خلاف ہو کر جنگ جمل میں شریک

ہوئی۔ اور عائشہ کی تیر زنی گرانی نعش حضرت امام حسن علیہ السلام پر تصدیق کرنی اسبات کی ہے کہ وہ دشمن علیؑ و امام حسنؑ تھیں جو کہ اہل بیت رسول تھے انکی دشمن تھی اسواسطے خارج از اسلام ہو کر خارجی بنی اور مسلم و مومن نہ رہی اور نہ ہی تھی۔ اور مصداق صخت قلوبکما کی ہوئی۔ اور دو دفعہ عہد رسول اللہ میں حضرت علی علیہ السلام خلیفہ مقرر ہوئے ایک تو بوقت جنگ تبوک اور دوسرے بوقت خم غدیر اور ابوبکر و عمر و عثمان نے بوقت غدیر خم حضرت علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کی اور سب سے پہلا بیعت کنندہ عمر ابن الخطاب تھا اور سب سے پہلے انحراف کنندہ اس بیعت کا عمر ہی تھا۔ اسواسطے خلافت اصحاب ثلاثہ خلافت نہ تھی۔ اور اس خلافت کا جو کہ خلاف خدا و رسول چند مفسد اور اشرار کے نام اجماع جو کہ دراصل اجماع نہ تھا جبکو بوقت شہادت پورے طور پر پیش کیا گیا ہے اور اس کا کوئی اثر اسلام پر نہیں ہے اور امام حسین علیہ السلام فریقین کے نزدیک اہلبیت علیہ السلام سے ہیں اور وہ تو رئیس المومنین تھے اور انکا قاتل قطعی طور پر جہنمی ہے کما قال اللہ تعالےٰ ومن یقتل مؤمنًا الخ اور یہ غلط ہے کہ جب تک کلمہ کوئی شخص پڑھتا رہے وہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا اسکا جواب تو صرف یہی کافی ہے کہ ایک فرقہ نجات پاویگا باقی سب فرقے جہنم میں ہوں گے حالانکہ کوئی مومن جہنم میں نہیں جاسکتا اسواسطے ان جہنمی فرقوں کو کلمہ طیبہ کے پڑھنے سے کوئی مفاد نہیں ہوسکتا اور ابوبکر و عمر کا زندگی میں بحیثیت منافق قریب رسولخدا رہنا کوئی مفید نہ تھا اور بعد مرنے کے قریب رسولخدا انکی قبور کا ہونا ثابت قرآن سے کیا گیا ہے کہ وہ باعث نجات نہیں ہے بلکہ انحراف قرآن کریم سے ہے اور کتاب یسعیاہ نبی سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ شریر تھے جنکے درمیان قبر رسول اللہ ہے۔ اور خدا کے فرمان کے مطابق یوم ندعوا کلّ اناس بامامہم کے مطابق و حدیث من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ کے حکم کے تحت میں جن لوگوں نے امام زمانہ یعنے امام حسین سے انحراف کیا وہ کافر ہوگئے اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام ملک گیری کی ہوس میں نہیں گئے تھے۔ بلکہ وہ بزرگوار تو عین اسلام کیخدمتیں کرنے میں مشغول رہے تھے۔ اور جنکی شہادت معین الدین اجمیری کے قول کے مطابق کیگئی ہے۔ اور نعمان بن ثابت کوفی نے وہ فقہ اور وہ شرح بیان کی جو کہ خلاف دین محمد علیہ السلام ہے جس کا پورا ثبوت شہادت و جواہد عولے میں دیا گیا ہے۔ نیز شیخ عبد القادر جیلانی نے فرقہ ابو حنیفہ کو جنتی قرار نہیں دیا۔ جیساکہ ثابت کردیا گیا ہے۔ اور نعمان بن ثابت کا اپنے اور اپنے فرقہ کیواسطے جو قبل از نعمان

حنفی یا ملقب بہ حنیف تھا اُسکا یہہ تخلص خالی از بدعت نہیں ہے - اور شبیہہ
تعزیہ امام حسین علیہ السلام کا بنانا بھی پورے طور پر ثابت کر دیا گیا ہے -
اور قرآن پاک بھی ایکدوسرے کی نقل ہے اور مساجد بھی ایک دوسرے
کی تشبیہ پر بنتی ہیں - اور جس قدر چیزیں ساتھ اعلے چیزوں کے تعلق رکھتی
ہیں اُسی طرح اُنکی بھی عزت ہوتی ہے جیسے قرآن کی جلد و جزدان در حل کی
عزت باعث قرآن کیجاتی ہے ویسے ہی ان چیزوں کی بھی تعظیم و حرمت
کیجاتی ہے جنکا تعلق امام حسین علیہ السلام سے ہے اور جو لوگ حامئے بنوامیہ
یزید و معاویہ اس فعل سے منع کرتے ہیں اور اُنکا منع کرنا مبنی بر عداوت
امام حسین علیہ السلام ہے کیونکہ انکے بزرگان کی کرتوت ظاہر ہوتی ہے - اور
اہلبیت علیہم السلام جو کہ صاحب آیہ تطہیر ہیں انکی مخالفت کفر ہے - اور کوئی
ثبوت مؤلف عرضیہ عوے نے دربارۂ حضرت شہر بانو پیش نہیں کیا کہ جس سے
عمر کا احسان امام حسینؑ پر ہو - بلکہ نفاق عمر کا ثابت ہوتا ہے - بلکہ اصحاب
ثلاثہ کا رسو لخدا کو چھوڑکر بوقت جنگ و نماز و وعظ چلے جانا ثابت ہوتا
ہے - اور شیخ عبد القادر جیلانی کی نسبت تو صاف طور پر اظہار ہو چکا ہے کہ
وہ سید تھا بلکہ نسابین جنہوں نے نسب نامہ سادات تحریر کیا ہے وہ تو اسکو
سید نہیں سمجھتے اور نہ ہی وہ سید تھا - جسکو کتب اہلسنت سے بھی ثابت
کیا گیا ہے کہ وہ سید نہ تھا اور مؤلف عرضیہ عوے کے کہنے سے یہہ ثابت
نہیں ہو سکتا کہ شیعہ امام حسینؑ کی اولاد کو ہی اچھا سمجھتے ہیں اور امام حسنؑ پاک
کی اولاد کو اچھا نہیں تسلیم کرتے بلکہ شیعہ تو اہلبیتؑ اور انکی جملہ اولاد کی عزت
کرتے ہیں - بشرطیکہ وہ سید ہوں اور جو مفت میں سید جعلی بنے ہوئے ہیں
اور جن کا علم ہوتا ہے کہ سید نہیں اسکی تعظیم و تکریم کرنیکی کوئی ضرورت
نہیں - اور شیعہ کبھی بھی تسلیم نہیں کرتے کہ قرآن مجید کی آیات نکالدی ہوئی ہیں
اور یہہ بالکل شیعوں کے خلاف الزام و بہتان دیتے ہیں اور جھوٹھ بولتے
ہیں ہمارا تو ایمان ہے کہ یہہ قرآن مجید پورا ہے مگر عثمان نے تنزیل کے
مطابق اس قرآن کی ترتیب نہیں رہنے دی - اور اہل سنت کے علماء اس
قرآن کریم کی کمی بیشی کے قائل ہیں جیسا کہ بوقت شہادت ثابت کیا گیا ہے
اور اصحاب ثلاثہ کی بریت کیواسطے کوئی آیہ مبارکہ قرآن مجید سے اظہار
نہیں کرتی - اور نہ ہی کوئی اوصاف اصحاب ثلاثہ کے قرآن پاک میں درج ہیں
بلکہ قرآن کریم تو ایسے اشخاص کی توہین کرتا ہے جو کہ منافق ہوں اور ایمان
اصحاب ثلاثہ ہرگز ہرگز نہ ثابت ہوا ہے اور نہ ہی ہو سکتا ہے - اور توریت
کی کتاب سے جو کوشش مؤلف عرضیہ عوے نے واسطے اثبات ایمان ثلاثہ

کی ہے انکا کوئی تعلق ہمراہ ثلاثہ نہیں ہے مگر توریت کتاب پیدائش میں صاف مدح بارہ امام کی گئی ہے - اور اصحاب ثلاثہ کیواسطے کوئی بھی بریت نہیں ہے اور

اور اسوقت یا قبل از عہد معاویہ و یزید و نعمان کوئی لفظ اہلسنت والجماعت
یا سنی حنفی کسی زبان یا کسی کتاب پر نہ تھا - اور دنیاوی رشتہ داری یعنے
کسی کا سُسرا ہونا نجات کیواسطے بدون ایمان کافی نہیں ہوتا صرف
ایمان و عمل صالح نجات کیواسطے ضروری ہیں - اور ام کلثوم و رقیہ ہرگز
ہرگز صلبی دختران رسولخدا نہ تھیں - اور رسولخدا کی دنیاوی محبت کسی سے
بھی نہ تھی - رسولخدا کی جس کے ساتھ محبت تھی - محض اسواسطے حضرت
محبت کرتے تھے کہ جو محبوب خدا تھا - جیسے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام
کی محبت حضرت یوسف علیہم السلام سے زیادہ بمقابلہ ساری اولاد کے
اسواسطے تھی - کہ وہ زیادہ محبوب خدا تھے - اور حضرت رسولکریم کی محبت
ساتھ علی و فاطمہ و حسنین اسواسطے تھی - کہ وہ محبوب خدا تھے - اور ابوبکر
و عمر و عثمان سے حضرت کی کوئی محبت نہ تھی - کیونکہ اُنہوں نے نو رسولخدا
کو جنگاہ میں بارہا تنہا چھوڑا اور حضرت رسولخدا کے حکم کی تعمیل نہ کی اور
ابوبکر سے سورہ برات واپس منگواکر طریق عمل سے لوگوں کو سمجھا دیا کہ یہ
تو ایک سورہ کی تبلیغ کی بھی طاقت نہیں رکھ سکتا چہ جائیکہ بار نبوت
کو اٹھاکر متحمل خلافت کا ہوسکے اور ابوبکر نے خود بھی اپنی زبان سے کہا
کہ خلیفہ نہیں ہوں بلکہ خالف یعنے مخالفت کنندہ ہوں - اور عمر جیسا شخص
جسکی رائے ہمیشہ حضرت رسالتمآب کے خلاف اور رسولخدا کی نبوت میں
شک لانے والا اور کتاب خدا کو جلا دینے والا اور فتاوے خلاف شریعت
حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرنے والا اور رسولخدا
کے خلاف کرنیوالا اور اہلبیت رسولخدا کو اور بالخصوص جناب فاطمۃ الزہرا
دختر رسولخدا کو اذیت پہنچانے والا اور حقوق جناب فاطمۃ الزہرا کا
غصب کنندہ کبھی بعہدۂ خلافت و امامت تعین ہو سکتا ہے ہرگز نہیں
و نیز ایسے افعال کے ارتکاب کنندگان جو کہ مذکورہ بالا ہیں وہ بزمرۂ اسلام
و ایمان رہ سکتے ہیں اور ایسے اشخاص کو اور اُس شخص معاویہ جیسے کو جو کہ
علانیہ گالیاں حضرت علی علیہ السلام کو دیتا اور دلواتا تھا اور یزید جیسے
ملعون کو جو کہ خاندان رسالتمآب کو ذبح کر دینے والا اور علانیہ شرابخوری
کرنیوالا اور زناکرنیوالا اور محرمات ابدی کی حرمت کو نگاہ نہ رکھنے والا اور
مدینہ منورہ پر حملہ کرکے اسجگہ کی عورتوں سے زناکاری کرنیوالا اور خانہ
بیت اللہ کو آگ سے جلوانے والا اور دیگر بُرائیاں اس قسم کی کرنے
والونکو جو اشخاص خلیفہ تسلیم کرنیوالے کسدرجہ کے مسلمان ہوں گے -
ایسے مذہب کی نجات ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتی جو لوگ خلاف قرآن و خلاف

۳ اہلبیت سے ہوگا - لہذا بحث تحریری عدالت حضرت انفصا میں پیش کرکے عرض پرداز ہیں کہ دعوے مدعی قابل اخراج ہے خارج فرماکر فرقہ اہلسنت کو ہدایت فرمائی جاوے بقیہ ۱۴۱

کردہ اصل دین محمدی جو کہ رسولخدا لیکر آئے تھے۔ اُنکے اور اُنکے اہلبیت کے زیر سایہ آنکر اپنے آپکو کشتی اہلبیت علیہم السلام جو مثال کشتی نوح علیہ السلام ہے اور راکب ہو کر طوفان کفر و بدعات وضلالت سے باز رہکر نجات اخروی حاصل کریں

تتمۂ بحث منجانب شیعیان

یہہ مسلمہ امر ہے کہ جب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوئے نبوت کا کیا تو اُسوقت کفار قریش و دیگر قریش دشمن رسولخدا ہو کر درپے آزار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے اور از حد تکلیفیں دینی شروع کردیں۔ اور جب اُن کفار نے دیکھا کہ رسولخدا اِن تکلیفوں کو برداشت کر کے بھی تبلیغ اسلام میں کوشاں ہیں اور اسلام روز بروز روبترقی ہے تو اُسوقت اُنہوں نے لڑائی شروع کردی تو اسوقت حضور انور نے حفاظت خود اختیاری عمل میں لاکر غار میں جا چھپے اور اپنے وطن مالوفہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تھے کہ وہاں بھی کفار قریش و دیگر منکران خدا و رسول نے رسول اللہ کو چین نہ لینے دیا تو جہاد بھی شروع ہو گئے مگر اُن لڑائیوں میں بھی کفار مشرکین ناکام رہے تو اسوقت انہوں نے یہہ پالیسی اختیار کی کہ ظاہرا اسلام لاکر دلمیں نفاق رکھکر اس دین اسلام کی جو کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہیں اسکی بیخ کنی کریں چنانچہ منافقین لوگ اپنا عمل کرنے میں مشغول ہوئے چنانچہ قرآن کریم وجود منافقین کی شہادت دیتا ہے اور منافق لوگ بزمرۂ اصحاب رسول شامل ہو گئے۔ چنانچہ منافقوں کی کارنمایاں کی صداقت اسوقت بھی موجود ہے حالانکہ اسلام والوں کے نزدیک خدا ایک حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اور قرآن ایک دین محمدی ایک باایں ہمہ یہہ اسلام اسوقت بہت سے فرقوں پر تقسیم ہو گیا ہے۔ اور یہہ امر مسلمہ ہے کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کوئی نماز ترک نہ کی اور روزانہ پانچ وقتوں کی نماز باجماعت سالہا سال ہوتی رہی۔ اور صحابہ کا مجمع ہمراہ نماز باجماعت پڑھتا رہا۔ اور وضو بھی ہمیشہ ہوتا رہا اور آج اسلامی حالت یہہ ہے کہ کوئی تو ہاتھوں کو بوقت نماز سینہ پر باندھتا ہے کوئی اوپر ناف کے اور زیر ناف اور کوئی ہاتھ کھول کر کوئی عدم رفع یدین کرتا ہے کوئی اس فعل کو برا جانتا ہے کوئی قنوت پڑھتا ہے کوئی تو اس قنوت کو پسند نہیں کرتا کوئی نماز کو سبحانک اللہ الخ سے شروع کرتا ہے کوئی وجّہت وجہی للذی الخ سے شروع کرتا ہے کوئی وضو کی حالت میں پاؤں کو دھوتا ہے کوئی مسح پاؤں پر کرتا ہے۔ غرضیکہ جو فعل سالہا سال ہمراہ رسولخدا علیہ السلام ہوتا رہا۔ اسکی تو یہہ حالت ہے کہ

ایک شخص کو اسلام کی نماز و وضو کیواسطے صحیح اندازہ کرنا نہایت ہی مشکل ہوگیا اور ہر قسم کی حدیث ملجاتی ہے منافقین کا یہہ فعل وسلام میں ایسا گھر کر گیا کہ اسلام کو فرقہ فرقہ کر دیا - اور منافقین لوگ اپنے اس فعل کو کہ جسکی غرض سے وہ ظاہرا مسلمان بنے تھے - کامیاب ہوئے چنانچہ بخاری میں مروی ہے کہ روز محشر کو فرشتے میرے چند صحابہ کو ہانکتے ہوئے جہنم کی طرف لیجاتے ہونگے تو رسولخدا فرماوینگے خداوندا یہہ تو میرے صحابہ ہیں تو جواب ملیگا کہ بعد تیرے تیرے دین میں انہوں نے وہ بدعتیں کیں کہ تو نہیں جانتا پس رسولخدا فرماوینگے کہ انکو ہٹادو انکو ہٹادو پس ثابت ہوا کہ سوائے صحابہ اخیارین کے باقی جو منافق لوگ تھے - انکو رسولخدا سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور نہ وہ دراصل اسلام لائے تھے - اور رسولخدا کی تعلیم کبھی بھی بجبر و اکراہ نہیں ہوتی کیونکہ خداوند تبارک وتعالے جسکی طاقت کا مقابلہ کوئی طاقت بھی نہیں کر سکتی اسکے خلاف تمام مشرکین و کافرین تھے - پھر دنیا جائے امتحان و آزمائش ہے جو چاہے اپنے واسطے اچھا کرے یا برا اسواسطے رسولخدا کا بھی دین یہی ہے کہ خواہ وہ اچھا کرے یا برا اسکا اپنے نفس کیواسطے ہے اور اصحاب ثلاثہ کا ہجرت کرنا بھی مبنی بر منافقت تھا نہ کہ برائے اسلام اور مس کرنے کا جواب بھی ابولہب وغیرہ کے مس کرنے سے دیا گیا ہے - اور رشتہ بھی ساتھ ایمان و اسلام کے رسولخدا کے ساتھ ہو سکتا ہے نہ کہ منافقوں اور کفاروں کا رشتہ قائم رہ سکتا ہے جبکہ رشتہ داری نے حضرت نوح علیہ السلام کے لڑکے کو فائدہ نہ دیا - حالانکہ وہ پسر تھا مگر خدا نے فرمادیا کہ لیس من اھلک یعنی اے نوح یہہ تیرا اہل نہیں ہے یہہ نہیں کہا کہ تیرا بیٹا نہیں ہے اور نہ ہی ابولہب کو جو کہ چچا رسولخدا کا تھا اسکی رشتہ داری نے اسکو کوئی فائدہ پہنچایا ویسا ہی ابوبکر و عمر جو کہ منافق تھے انکو بھی خسر رسولخدا ہونا کوئی مفید نہیں ہو سکتا - معاذ اللہ معاذ اللہ پیشنماز ہر فرقہ کے نزدیک مقتدیوں سے بہتر ہونا چاہیئے - ہرگز ہرگز ابوبکر کے پیچھے رسولخدا نے نماز نہ پڑھی ورنہ ابوبکر رسولخدا سے بہتر ثابت ہوگا اور جو کوئی رسولخدا سے کسی کو بہتر سمجھے وہ صاحب ایمان نہیں جو لوگ اس بات کے ناقل ہیں وہ خارج از اسلام ہیں اور امام حسین علیہ السلام ہرگز ہرگز بطلب ریاست نہیں گئے تھے بلکہ انہوں نے تو ثابت کر دیا کہ دنیا کا مال و متاع یا فرزند بمقابلہ دین اسلام کچھ چیز نہیں ہے اگر جان تک بھی جاوے اور دین بچے تو اسکی پرواہ نہ کیجاوے بمقابلہ دین حضرت امام حسین علیہ السلام نے کسی چیز کی بھی پرواہ نہ کی - اور رونے اور پیٹنے پر جو اعتراض کیا جاتا ہے حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ تعالے نے اپنی محبت کا

ثبوت پیش کرتے ہوئے اپنے دانتوںکو نکلوا دیا تو وہ فعل مقبول اسلام ہوا اور
اگر ہم اپنی محبت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے اپنے خون کو نکلتے ہیں یا آہ و بکا
کرتے ہیں تو ہم بھی مثل حضرت ویس ہمکو فنا فی الرسول کہا جاتا ہے تو ہم بھی
تو فنا فی الحسین کا درجہ پاتے ہیں۔ اور باغ فدک یا دیگر اشیاء متروکہ جناب رسولخدا
حضرت فاطمۃ الزہرا کو نہ دینا مبنی بر عدل و انصاف نہ تھا بلکہ وہ تو غصب
کر لینکی نیت پر تھا جیسا کہ انگشتری کا قصہ ابوبکر و عمر و عثمان کا ثابت مؤلف
عرضیدعو نے کیا ہے اور حضرت علی مال مغصوب پر قابض ہونیوالے تھے۔
اسواسطے انہوں نے اُس انگشتری پر قبضہ نہ کیا۔ اور عمر کا کوئی رشتہ سوائے
اسکے نہ تھا۔ کہ حضرت فاطمۃ الزہرا کی سوتیلی والدہ کا باپ تھا۔ جو کہ قریبی رشتہ
داری نہ تھی۔ اور آیہ اکملت لکم دینکم الخ اسوقت آئی تھی جبکہ رسولخدا نے
بحکم خدا یوم غدیر کو بیعت لوگوں سے علی المرتضےٰ کی خلافت و امامت کیواسطے لی[۱]
اور دین تکمیل کو پہنچا اگر خلافت ابوبکر و عمر و عثمان خدا کی مرضی کے خلاف نہیں
ہوسکتی تھی۔ تو پھر کیا ہاماں و فرعون و شداد وغیرہ جو کہ خلاف خدا تھے وہ
کیوں بادشاہ ہوئے جو خلاف خدا کرتا ہے وہ اپنے واسطے کرتا ہے اسکی بدفعلی
کیوجہ سے خدا کسی کی روزی کو بند نہیں کرتا۔ اور جو کتب کی بابت لکھا گیا ہے
کہ تیراں سو سال گذر چکے اسوقت یہ کتابیں جو کہ شیعہ لوگ سنیوں کی پیش کرتے
ہیں موجود نہ تھیں اسواسطے انکا کوئی تعلق نہیں ہے اس کا جواب تو یہ ہے
اسوقت تو سنی صاحبان موجود تھے انکی کتب کہاں سے آئیں مگر قرآن کریم تو
اسوقت سے موجود ہے جس سے فرار صحابہ ثابت ہوتا ہے۔ اور اہلسنت کے پیر
دستگیر حضرت شیخ عبد القادر اس فرقہ نعمان بن ثابت کو ناجی بھی نہیں قرار دیتے
نہ معلوم کہ ہم سنیوں کے پیر دستگیر کو معتبر سمجھیں یا انکو۔ اور حضرت عثمان نے
اُن قرآنوں کو جلا دیا جو کہ تنزیل کے مطابق لکھے گئے تھے اور اس قرآن کو جو کہ
تنزیل کے مطابق نہیں ہے لوگوں سے جمع کرا کر مسلمانوں کے حوالہ کر دیا اور جو
سات بزرگ اسلام بیان کئے گئے ہیں انمیں سے ابوبکر و عمر و عثمان ہرگز ہرگز
سردار یا بزرگ اسلام نہ تھے۔ اسواسطے اہلسنت کبھی بھی اُس اسلام کے تابعدار
نہیں ہیں کہ جو صحیح طور پر جناب محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم لائے تھے

مکرر بحث منجانب اہلسنت والجماعت

عالیجاہا ہماری بحث مبنی بر صداقت اسواسطے ہے کہ جن لوگوں نے دین اسلام میں
شامل ہو کر تکلیفیں اُٹھا کر اپنی دیگر رشتہ داریوں کو نظر انداز کرکے ہمراہیت رسولخدا
کی وہ لوگ پورے پورے مسلمان ہیں اور انکی تابعداری کرنی نہایت لازمی امر ہے ✤
فیصلہ بمقدمہ حضرات اہلسنت والجماعت بذریعہ عبد الواحد حاجی سکنہ لاہور

۱؎ رسالہ "موعظہ غدیر" صرف اسی موضوع پر چھپ کر شائع ہو گیا ہے جو ایکبار بہ مطالعہ کرلیگا شیعہ ہوئے بغیر نہیں رہیگا جو قابل دید اور لائق داد ہے ✤

چونکہ بنی کوچہ پیر شیرازی مدعی بنام حضرات اہل تشیع بذریعہ سید رحمت اللہ شاہ خلف سید رحمت شاہ قوم سید بخاری نقوی سکنہ جمال موضع سانده دعوائے رد شیعہ آیات قرآن مجید سے آج یہہ مقدمہ بغرض تجویز عدالت انصاف میں پیش ہوا۔ اور بعد گزرنے جواب دعوے کے ۲۷ عدد تنقیحات قائم کیگئی ہیں جو کتاب ہذا میں درج ہیں (تنقیح نمبر ۱) یہہ تھی کہ آیا ہر فرقہ اہلسنت و شیعہ ابتدائے اسلام سے ہیں اسپر عرضیہ دعوے اور جواب دعوے اس تنقیح کے متعلق دیکھ کر اور شہادت فریقین کا ملاحظہ کر کے فیصلہ دیا جاتا ہے کہ مدعی نے یعنے عبدالواحد نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ ہر دو فرقہ ابتدائے اسلام ہیں۔ اور شیعوں نے یہہ تسلیم نہیں کیا کہ فرقہ اہلسنت قدیم اسلام سے ہے اور شہادت پیش کردہ فریقین پر غور کرنے سے ثابت ہوا ہے کہ فرقہ اہلسنت عہد معاویہ و یزید میں موسوم ہوا اسلئے تنقیح نمبر ۱ کا فیصلہ بحق مدعاعلیہ یعنی شیعہ۔ اور برخلاف مدعی یعنے اہل سنت والجماعت کیا جاتا ہے۔ اور یہہ قرار دیا گیا ہے کہ فرقہ اہلسنت والجماعت ابتدائے اسلام سے نہیں ہے۔ اور تنقیح نمبر ۲ و ۳ یہہ تھی۔ کہ کیا ابوبکر و عمر و عثمان کامل الایمان تھے۔ اور ابوبکر و عمر و عثمان اس قابل تھے کہ انکو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاوے اور انکی عزت نہ کرنی منافی ایمان و اسلام ہے تنقیح نمبر ۲ کی نسبت حضرات اہلسنت نے پہلے آیہ مبارکہ السابقون الاوّلون پیش کر کے کہا کہ سبقت اسلام میں کرنیوالا حضرت ابوبکر تھا۔ اور ابوبکر و عمر ہر دو نے اپنی اپنی لڑکیاں رسولخدا کے نکاح میں دیں اگر ہر دو یہہ لڑکیاں انکی مسلمان نہ ہوتیں، تو پھر رسولخدا کیوں انسے نکاح کرتے حالانکہ مشرکوں سے نکاح کرنا خدا نے منع فرمایا ہے۔ اور بعد از رسولخدا اصحاب ثلاثہ عہدۂ خلافت پر تعین ہوئے اور ہجرت بھی ہمراہ رسولخدا کر کے مکہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ اور منجانب اہل شیعہ جواباً یہہ کہا گیا کہ سبقت اسلام میں کرنیوالا یعنے سب سے پہلے دین محمدی کو قبول کرنیوالا حضرت علی ابن ابیطالب تھا جسکو اہل سنت کی کتاب سے ثابت کیا ہے۔ اور اسکو تسلیم کیا ہے کہ عائشہ دختر ابی بکر و حفصہ دختر عمر رسولخدا کی بیویاں تھیں جو کہ در اصل مومنہ نہ تھیں بحوالہ قرآن پاک سورۂ تحریم صغت قلوبکما پیش کر کے انکی مثال زوجہ حضرت نوح و زوجہ حضرت لوط سے دیکر بیان کیا کہ جیسا عورت نوح اور عورت لوط کو کوئی فائدہ زوجیت پیغمبران سے نہ ہوا ویسا ہی ان ہر دو کو بھی کوئی مفاد زوجیت جناب رسولخدا سے نہ ہوا اور مفاد کی شرط ایمان رکھکر ایک اور مثال اُسی سورۂ مبارکہ سے زوجہ فرعون کی دیکر بیان کیا کہ فرعون کی زوجیت کیوجہ سے فرعون کی بیوی کو کوئی نقصان نہ پہنچا کیونکہ زوجہ فرعون مومنہ تھی اور ام کلثوم و رقیہ جو کہ زوجہ عثمان بیان کیگئی ہیں انکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ دختران رسولخدا

نہ تھیں اور اسپر اُسی آیہ مبارکہ لا تنکحو المشرکات کو پیش کرکے کہا ہے کہ پہلے
یہہ دونوں یعنے ام کلثوم و رقیہ ابولہب کے بیٹوں یعنے عتبہ و عتیبہ کی عورتیں تھیں جو
مسلمہ کافر تھے اگر وہ دختران رسولخدا یا کم از کم تحت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم ہوتیں تو کبھی ان مشرکین و کفار سے انکے نکاح نہ ہوتے۔ اور اسپر ایک اس سے
بھی زیادہ حاشیہ چڑھایا گیا ہے کہ حضرت فاطمہؑ جو کہ دختر رسولخدا ہے اسکیواسطے
القاب و خطابات دئے گئے ہیں وہ درج جواہر غوے دعجت ہیں اور اس فاطمۃ
الزہرا کی اذیت کو رسولخدا نے اپنی اذیت بیان فرمائی ہے اور فاطمہ کا غضبناک
کرنا رسول خدا نے اپنا غضبناک ہونا فرمایا ہے اگر رقیہ و ام کلثوم دختران ہوتیں
تو انکے واسطے بھی ضرور کوئی حدیث یا کوئی لقب یا کوئی خطاب ضرور ہوتا۔۔ اور
اثبات اسلام و ایمان کو موقوف رکھا اور محبت جناب رسولخدا کے اہلبیت
رسولخدا کے اور صاف طور پر بیان کیا کہ بوقت ہجرت خلیفہ ابی بکر نے ایک اونٹنی
جو کہ دو صد کی خریدی تھی وہ حضرت رسولخدا کے پاس بالعوض نصف قیمت فروخت کی
اور اُسکا حوالہ کتاب اہلسنت سے دیا گیا ہے۔ اور بحوالہ کتب بخاری و مسلم جو کہ اہلسنت
کی بڑی معتبر کتابیں ہیں بیان کیا کہ حضرت فاطمۃ الزہرا دختر رسولخدا کو ابوبکر نے باغ
فدک نہ دیا اور وہ ابوبکر پر اسقدر ناراض ہوئیں کہ کلام نہ کی مرتے دم تک اور نہ
ہی اپنی موت کی خبر دی بلکہ جنازہ پر آنیکی اجازت بھی نہ دی۔ اور ماسوائے اسکے مندرجہ
ذیل کتب[1] جو اہلسنت کی ہیں انکا حوالہ بھی اسی مضمون پر دیا گیا۔ مسند احمد حنبل
ینابیع المودۃ۔ تاریخ خمیس۔ سنن امام ابوداؤد۔ براہین قاطع۔ صواعق محرقہ
معارج النبوۃ۔ شرح مواقف۔ اور عمر کا دروازہ جناب فاطمۃ الزہراؑ کے گھر کو
آگ لگانے کے جانا اسکو بھی بحوالہ کتب معتبرۂ اہلسنت بیان کیا گیا ہے۔ ملل نحل
شرح ابن ابی الحدید۔ حد تحقیق بمشرب سنی۔ الفاروق کتاب امامۃ والسیاست
اور عثمان کا قرآن کو جلا دینا بھی کتب اہل سنت اور ایک تواریخ انگریزی سے ثابت
کیا ہے۔ صحیح بخاری۔ تاریخ خمیس۔ صواعق محرقہ۔ روضۃ الاحباب۔ مشکوۃ
تاریخ اعثم کوفی۔ تفسیر اتقان۔ تحفہ نذریہ۔ سکیسر زآف محمدن واشنگٹن
آرونگ صفحہ ۱۶۰ اور خلافت کے مسئلہ کو آیت قرآن کریم سے خلافت کا من اللہ
ہونا ثابت کیا ہے۔ اور یہہ بھی اہلسنت کی کتاب تاریخ الخلفاء جلال الدین
سیوطی سے ثابت کیا ہے کہ رسولخدا نے کسیکو بھی خلیفہ مقرر نہیں کیا اور اصحاب
ثلاثہ نے رسولخدا کے حکم کی تعمیل جبکہ اسامہ بن جیش کے ماتحت کرکے بغرض لڑائی
جانیکا حکم دیا تھا اور انہوں نے انحراف کیا اور نہ گئے اور مانع ہوا عمر دوات کاغذ
سے اور کہا کہ رسولخدا کو یہہ مرد اسوقت ہذیان یعنے (بکواس) کر رہا ہے اور
حضرت رسولخدا نے غصہ ہوکر فرمایا اٹھ جاؤ یہاں سے اور غسل و کفن رسولخدا کو چھوڑ کر

[1] ان مذکورہ کتابوں کی مکمل عبارتیں مع التراجم بحوالہ صفحہ و سطر و مطبع۔ رسالہ "موعظہ حسنہ" میں ملاحظہ کریں۔

سقیفہ بنی ساعدہ میں جاکر مشورہ خلافت کرتے رہے اور ابوبکر خلیفہ بنا لیا۔
پس صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ ان اصحاب ثلاثہ کا کوئی تعلق محبت رسولخدا
سے نہ تھا۔ بلکہ ان اثبات کے ہوتے ہوئے وہ تو دشمن حضرت رسولخدا و فاطمۃ
الزہرا ثابت ہوا اور ایمان و اسلام ختم ہے اور بر محبت رسولخدا کے اور اسکے سوا
وہ قابل عزت نہ تھے۔ اور ان ہر دو تنقیحات ۱ ۲ کو برخلاف اہلسنت والجماعت
و بحق شیعہ فیصلہ دیا جاتا ہے۔ تنقیح نمبر ۲ یہہ ہے کہ ابوبکر و عمر و عثمان حضرت
رسولخدا کے رشتہ دار تھے۔ اور یہہ رشتہ داری انکی باعث نجات ہے۔ اہلسنت
والجماعت نے ظاہر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر کی بیٹی حضرت عایشہ اور حضرت عمر کی
لڑکی حضرت حفصہ رسولخدا کی بیویاں تھیں اور رقیہ و ام کلثوم دونوں لڑکیاں
رسولخدا کی تھیں اور وہ عثمان کی بیویاں تھیں اور حضرت ام کلثوم دختر علی
زوجہ عمر تھی اور حضرت ام فردہ پوتی ابوبکر کی ہمراہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام
کے شادی شدہ تھیں جواباً اہل شیعہ نے یہہ تسلیم کرلیا ہے کہ عائشہ اور حفصہ
ہر دو رسولخدا کی بیویاں تھیں مگر وہ مومنہ نہ تھیں جسکا تذکرہ تنقیح نمبر ۲ میں کردیا
ہے۔ اور رقیہ اور ام کلثوم کو یہہ تسلیم کیا ہے کہ یہہ ہر دو زوجہ عثمان تھیں مگر دختران
رسولخدا نہ تھیں جنکی بنسبت بھی تنقیح نمبر ۲ میں فیصلہ ہوچکا ہے اور ام کلثوم دختر
علی و فاطمہ کی بنسبت ہر دو فریق کی سوال و جواب و شہادت پیش کردہ فریقین
و بحث فریقین سے کوئی بھی ذیعقول تسلیم نہیں کرسکتا کہ چار سالہ لڑکی کا نکاح
ہمراہ ۶۰ سالہ آدمی کے ہوا اور جب اس مرد میں مادہ رجولیت بھی نہ ہو اور اس
امر کو تسلیم کرلیا ہے کہ حضرت ام فردہ کا نکاح ہمراہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
کے ہوا تھا مگر رشتہ ایسا قابل نجات نہیں ہے جیسا کہ تنقیح نمبر ۲ میں گذرا ہے پس تنقیح
نمبر ۲ بھی بحق شیعیان فیصلہ کیجاتی ہے۔ اور تنقیح نمبر ۵ کیا محمد بن ابی بکر داماد حضرت
علی تھا۔ اور وہ واقعی قاتل عثمان تھا۔ اور حضرت علی نے واقعی قصاص میں محمد
مذکور کو نہ دینے میں اسلامی غلطی کھائی تھی۔ اور حضرت علی خلیفہ برحق تھا۔ اور
خلیفہ برحق کا مقابلہ منافی ایمان و اسلام ہے۔ اہلسنت والجماعت کیطرف سے کوئی ثبوت
در بارہ نکاح محمد بن ابی بکر کہ وہ کسی دختر علی سے شادی شدہ تھا نہیں دیا گیا
اور شیعوں کی جانب سے اسکی تردید ہوئی ہے اور اس امر کا ثبوت بھی مدعی کیجانب
سے بوقت شہادت پیش نہیں ہوا کہ واقعی محمد بن ابوبکر قاتل عثمان تھا۔
اور اسوقت تک اسکے قتل کا پورا پتہ نہیں ملا۔ جو کسیطرح بھی اسلامی طور پر
اُسکے قصاص کے نہ دینے میں غلطی نہیں تھی۔ اور بوقت بحث شیعیان نے ثابت
کردیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام دو دفعہ عہد رسول خدا میں بوقت جنگ
تبوک و غدیر خم خلیفہ رسول اللہ مقرر ہوئے اور ثابت ہوا کہ حضرت علی خلیفہ

سو مقابلہ کیا وہ خارج از اسلام ہوا اسیواسطے اُن مقابلہ کنندہ و منکر خارجی کا لقب دیا گیا تھا۔ تنقیح نمبر ۵ برخلاف اہل سنت و بحق شیعیان فیصلہ ہوئی

بقیہ ص ۱۴۷

تنقیح نمبر ٦ کیا امام حسین علیہ السلام کا شہید کردینا خارج از اسلام ہوتا ہے اور قاتلان حسین جہنمی ہیں۔ کیا مسلمہ طور پر امام حسین اہلبیت نبوت سے تھے اور آیہ تطہیر انکے حق میں پاکیزگی اور طہارت کی شہادت دیتی ہے جس سے فریقین کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ نیز فریقین امام حسین کو امام تسلیم کرتے ہیں اور امام کے معنے پیشوا کے ہیں اور اسواسطے وہ مومنوں کے پیشوا اور رئیس المومنین ہیں اور قران کریم شاہد ہے کہ مومن کا قاتل جہنمی ہوتا ہے۔ اسواسطے امام حسین کے قاتل واقعی جہنمی ہیں اور وہ خارجی خارج از اسلام ہیں تنقیح نمبر ٦ بحق مدعا علیہ یعنے شیعہ کے حق میں فیصلہ ہوئی۔ تنقیح نمبر ٧ کیا ابوبکر و عمر و عثمان برحق خلیفہ تھے۔ اور ابوبکر و عمر کی قبور کا نزدیک قبر رسولخدا ہونا قابل عزت و توقیر ہے منجانب اہل سنت شہادت و بحث میں کہا گیا ہے کہ زندگی میں بھی ابوبکر اور عمر رسولخدا کے ساتھی تھے اور بعد مردن بھی رسولخدا کے ساتھی رہے اسواسطے وہ حضرات قابل تعریف تھے۔ اور حضرات خلفائے ثلاثہ خلیفۂ رسول اللہ ہونے کی حیثیت سے برحق خلیفے تھے اور منجانب اہل شیعہ خلفاء ثلاثہ کی نسبت پورے طور پر پہلی تنقیحات میں بحق شیعیان فیصلہ دیا گیا ہے کہ وہ خلیفہ برحق نہ تھے اور باقی قبور ابوبکر و عمر کی نسبت جو جو شہادت و بحث پیش ہوئی ہے اسمیں ایک دلیل منجانب شیعیان جو کہ قرآنی آیت لاتدخلوا بیوت النبی پیش کیگئی ہے اور اس میں صاف ظاہر ہے کہ بدون اجازت جناب رسولخدا انکے گھروں میں مداخلت صاحب ایمان نہیں کرتے اور اُس گھر کے برتنوں پر نظر اندازی نہ کر سکتے تھے جس گھر کو آہنی کسبون سے اُکھاڑ کر ان دونوں کی قبور بنانا خلاف قرآن کریم ہے اور اسوقت حضرت محمد الرسول اللہ موجود نہ تھے۔ تو صاف ثابت ہے کہ اجازت نہیں لی گئی اور اگر یہہ جوابدیا جاوے کہ عائشہ و حفصہ نے انکو قبور کیواسطے اجازت دیدی تھی تو بقول ابوبکر رسولخدا کا ترکہ صدقہ ہوتا ہے تو اندریں صورت کوئی بھی مالک نہ تھا جب مالک نہ تھا تو اسکی اجازت بھی کوئی چیز نہ تھی۔ اور غصب کی جگہ پر قبر بنانے کی وصیت کے رو سے وہ غاصب ہوئے۔ اسواسطے باعث عزت و توقیر نہ تھے اسواسطے اس تنقیح کو بھی بحق شیعیان فیصلہ دیا گیا۔

تنقیح نمبر ٨ کیا ابوبکر صدیق تھے اور عمر فاروق تھے اور عثمان ذوالنورین اور اسکی نسبت بھی تنقیح نمبر ٢ و ٣ میں فیصلہ بحق شیعیان دیا گیا ہوا ہے۔ اور بحث میں کتب اہل سنت سے منجانب شیعیان صاف طور پر درج ہے کہ ابوبکر صدیق نہ تھا اور عمر فاروق نہ تھا اور عثمان ذوالنورین نہ تھا اسواسطے تنقیح مذکور بحق شیعیان فیصل ہوئی۔ تنقیح نمبر ٩ کیا رسولخدا کی انگوٹھی ابوبکر و عمر و عثمان نے

پہنی اور اُسکا کیا تعلق تھا۔ اہلسنت والجماعت نے تو اُس انگوٹھی کو بوقت شہادت وبحث بڑا ہی بابرکت ثابت کیا مگر شیعوں کی جانب سے بوقت ثبوت وبحث ایک عجیب جواب دیا کہ خلیفہ ابوبکر نے حضرت رسولخدا کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا کو کہا کہ متروکہ جائداد رسول صدقہ ہوتی ہے تو اندر اینصورت ابوبکر و عمر و عثمان کا اُس انگوٹھی کو پہننا کس طرح جائز تھا۔ اور وہ بھی مال مغصوبہ تھی۔ اور وہ غاصب حق رسول اللہ تھی۔ اسواسطے یہہ تنقیح بھی اہل سنت کے خلاف فیصل ہوئی۔ تنقیح نمبر ١٠ کیا حدیث عشرہ مبشرہ صحیح و درست ہے۔ اہل سنت والجماعت نے اسکی بابت بہت کوشش بوقت بحث وثبوت کی مگر عشرہ مبشرہ میں چونکہ ابوبکر و عمر و عثمان بھی شامل ہیں اور پہلی تنقیحات میں خلاف ابوبکر و عمر و عثمان فیصلہ ہو چکا ہے اسواسطے اس حدیث کی صحت قطعی طور پر نہیں ہو سکتی اور نہ ہی وہ اس قابل تھے کہ انکے واسطے رسولخدا ایسی بشارت دیویں لہذا تنقیح ہذا بھی برخلاف اہلسنت فیصل کیجاتی ہے۔ تنقیح نمبر ١١ کیا بنو ہاشم نے عہد عثمان میں جعلی مہر بنائی تھی۔ اور اس سے محمد بن ابی بکر کو حاکم مصر بنانا چاہا تھا۔ اور اس کا نتیجہ قتل عثمان تھا۔ اور کیا حضرت عثمان شہید تھے۔ اور انکے قاتلان مسلم و مومن تھے۔ کوئی ثبوت اس امر پر منجانب اہلسنت و الجماعت نہیں دیا گیا کہ بنو ہاشم نے قتل عثمان میں کوشش کی یا قتل کیا مگر جو ثبوت منجانب اہل شیعہ قتل عثمان پر دیا گیا ہے وہ کتب اہل سنت والجماعت سے پیش کیا ہے۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی جو ایک بڑا عالم اہلسنت کا ہے اسکی کتاب سے ثابت ہو گیا ہے۔ کہ حضرت عثمان نے بعض اکابر اصحاب رسول اللہ کو از حد تکلیفیں دیں۔ یعنی ابوذر غفاری اور عمار یاسر اور عبد اللہ ابن مسعود اسواسطے صحابہ رسولخدا عثمان پر سخت ناراض تھے نیز محمد بن ابوبکر کو حاکم مصر کر کے عثمان کا بھیجنا بھی اُس کتاب یعنے تاریخ الخلفاء سے ثابت ہے۔ اور جو سانڈھنی سوار معہ خط محمد بن ابی بکر کے قتل کا نامہ لیکر بجانب مصر جا رہا تھا۔ جو راستہ میں پکڑا گیا اور حضرت عثمان نے خود اقبال کیا کہ سانڈھنی اور غلام ہر دو میرے ہیں پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ فعل عثمانی تھا نہ کہ بنو ہاشم کا اسلیئے اس تنقیح کو خلاف اہلسنت فیصلہ دیا جاتا ہے اس معاملہ میں بنو ہاشم کی کوئی سازش نہ تھی۔

تنقیح نمبر ١٢ کیا شیعہ فرقہ کی ابتدا اسوقت سے ہوئی جبکہ ہمراہ حضرت علی ہو کر معاویہ سے لڑے یا کب سے یہہ شیعہ فرقہ ہے۔ اور شیعہ کا لقب کب سے شروع ہوا اور کیا یہہ موجودہ شیعہ رافضی ہیں اور رافضی کے اصل معنے مولف عرضیدعوے نے اپنے دعوے کی دفعہ ۲ میں یہہ تسلیم کر لیا ہے کہ شیعہ فرقہ

اسکے فتوے بموجب شارع اسلام ہیں اور اُسکا فرقہ ناجی ہے اور اُس کا
لقب حنیف واقعی وہ حنیف ہے کہ جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے
اور اسکے متضاد نہیں فریقین کے عرضید عوے و جواب دعوے و ثبوت
و بحث کو بنظر غور پڑھا ۔ منجانب شیعیان یہہ ثبوت اسماء رجال سے
گذرا ہے کہ وہ قوم کا تیلی تھا اور اسکے فتاوے مندرجۂ جواب دعوے جو کہ
کتب اہلِ سنت سے پیش ہوئے اُنکو کوئی بھی مسلم صاحب ایمان تسلیم نہیں
کرسکتا کہ وہ فتوے جناب رسولخدا کے حکم کے موافق ہیں بلکہ بعض تو
ایسے فتوے ہیں جنکو کوئی مذہب بھی تسلیم نہیں کرتا کہ یہہ فتوے کسی شرع
کے موافق ہوں بلکہ لامذہب بھی انکے فتوے سے گریزاں ہوں گے ۔ اور وہ
حنیف جو کہ قرآن پاک میں ہے اُسکا اس حنفیت سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ اور
اور انکے فرقہ کا ناجی ہونا خلاف از عقل ہے ۔ اور سنیوں کے پیر دستگیر نے بھی
اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں تحریر کر دیا ہے کہ مرجیہ فرقہ باراں فرقوں پر
ہے جن میں سے ایک فرقہ ابو حنیفہ ہے جو ناجی نہیں ہیں ۔ اسواسطے تنقیح
ہذا بحق شیعیان برخلاف اہلسنت فیصلہ ہوئی ۔ تنقیح نمبر ۱۶ کیا تعزیہ و دیگر
شبیہہ بنا کر ذکر امام حسین کرنا جائز ہے ۔ اہل سنت والجماعت کی کتب سے
ثابت ہے کہ رسولخدا کی جوتی کی شبیہہ بنائی اور اُسکی عزت کرنی جائز
ہے اور محمل عائشہ بنانا کعبہ میں مروج ہے کیونکہ یادگار عائشہ ہوتی ہے
اور کتاب خزانۃ الروایات میں درج ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسولخدا
کے پاس آکر عرض کی کہ یا حضرت مینے قسم کھائی تھی کہ جنت کی چوکھٹ پر بوسہ
دوں گا مگر اب یہہ فعل محال ہے ۔ میں اس قسم کی نسبت کیا کروں تو حضرت
نے جواب دیا کہ تو اپنے باپ کی پیشانی اور مادر کے پاؤں کو بوسہ دو تمہاری
قسم اُتر جائے گی تو اُس شخص نے جواب دیا کہ یا حضرت میرے والدین مر چکے
ہیں تو آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ تو والدین کے قبور پر بوسہ دو تو اسوقت
سائل بولا کہ مجھے والدین کی قبور کا علم نہیں ہے تو حضرت رسولخدا نے حکم دیا
کہ دو لکیریں یعنے خط کھینچکر ایک کو باپ کی قبر اور دوسرے خط کو والدہ
کی قبر تصور کرکے اونپر بوسہ دو ۔ پس قسم اُتر جاویگی اور عرضید عوے اور
جواب دعوے اور شہادت پیش کردہ فریقین و بحث سے ثابت ہوتا ہے
کہ شبیہہ بنا کر جو ذی روح کی نہ ہو ذکر امام حسین علیہ السلام کرنا جائز
ہے اسواسطے یہہ تنقیح بحق شیعیان و خلاف سنیان فیصل کی گئی ہے +
تنقیح نمبر ۱۷ کیا خلیفہ ابی بکر نے باغ فدک غصب کیا اور حضرت عمر نے آگ
دروازۂ حضرت فاطمۃ الزہرا کو لگائی یا دھمکی آگ لگانے کی دی اور اس

گھر میں جو لوگ تھے انکو باغی و مفسد بنایا اور حضرت عثمان نے قرآن پاک کو جلایا اور معاویہ حق پر تھا۔ عرضیہ دعوے و جوابدعوے و ثبوت فریقین و بحث فریقین کو اس تنقیح کے واسطے نہایت غور سے معائنہ کیا جس سے صاف طور پر سنیوں کی کتابوں سے ثابت ہو گیا ہے کہ ابو بکر پر حضرت فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ از حد ناراض گئیں کیونکہ ابو بکر نے باغ فدک و دیگر اشیاء متروکہ رسولخدا سے ناحق محروم الارث کر دیا اور سب کچھ غصب کر لیا اور اس درجہ تک اور اس درجہ تک ناراض ہوئیں بیٹی رسولخدا کی کہ نہ کلام کیا ابو بکر کے ساتھ یہاں تک کہ مر گئیں اور نہ دی اجازت نماز جنازہ کی اور واقعی عمر لکڑیاں اور آگ لیکر بغرض جلانے کے درِ فاطمہؑ پر گیا اور کہا کہ قسم خدا کی میں اس گھر کو جلا دوں گا کیونکہ اس گھر میں مفسد و باغی ہیں اور اُس گھر میں حضرت فاطمۃ الزہراؑ و حضرت علی و حسنین علیہم السلام تھے۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ واقعی عثمان نے قرآن کریم کو جلایا۔ اور معاویہ چونکہ کھُلے مونھ جناب علی کو جو کہ مسلمہ طور پر اہلبیت محمدؐ سے تھے انکو گالیاں دیتا تھا اور وہ واقعی مسلم نہ تھا۔ اور وہ حق بجانب نہ تھا۔ اسلئے تنقیح ہذا خلاف اہلسنت بحق شیعیان فیصلہ دیا گیا۔

تنقیح نمبر ۱۵ کیا تعین خلافت من اللہ ہوتا ہے۔ یا کہ اجماعی اور اجماع کا کیا اثر ہے اور کیا بوقت تعین خلافت ابی بکر کل اہل اسلام کا اجماع تھا۔ یا کہ نہیں اور اجماعی خلیفہ کا انحراف منافی و اسلام ہے۔ حضرات شیعیان کیجانب سے جہاں لفظ خلافت آیا ہے اسکو من اللہ بہ ثبوت قرآن بیان کیا گیا ہے اور جس جگہ بھی بیان کیا ہے یا جو آیہ مبارکہ قرآنی پیش کیگئی ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ تعین خلافت خدا پر لازم ہے اور اور جس قدر خلفاء قبل از محمد رسول اللہ گذرے ہیں وہ سب کے سب من اللہ ہوئے ہیں اور خلافت ابی بکر کے وقت اجماع چند صحابہ کا تھا جو کہ مدینہ میں موجود تھے۔ اور کل اہل اسلام جو کہ اسوقت مدینہ میں تھے وہ سارے اُس مشورہ اجماع میں شریک نہ تھے۔ بلکہ بنو ہاشم سے تو ایک شخص بھی وہاں موجود نہ تھا۔ جو قریبی رشتہ دار رسولخدا کے تھے۔ بلکہ بنو ہاشم تو اسوقت غسل و کفن رسولخدا کے واسطے مشغول تھے۔ اور وہ اجماع جملہ مسلمانوں کا نہ تھا۔ کیونکہ اسلام اسوقت غیر ممالک میں پہنچا ہوا تھا۔ اور نہ معلوم کہ اس اجماع معدودے چند آدمیوں کو اجماع اسلام کیوں کہا جاتا ہے۔ نہ تو جملہ اہل اسلام کی جانب سے کوئی مختار نامہ عام یا خاص اون اجماع کنندگاں کے پاس تھا۔ نیز جبکہ خلافت اول یعنے حضرت آدم علیہ السلام

کی خلافت کیوقت فرشتوں کا اجماع جوکہ ان اجماع کنندگان سے ہزار درجہ
بہتر معلوم ہوتا ہے اُسکا کوئی اثر نہیں ہے تو اس اجماع کی حد تک بھی نہیں
پہنچتا اس کی کیا ہستی ہوسکتی ہے۔ اور ایسے اجماع کا کوئی اثر نہیں اور اس
اجماع کا انکار عین اسلام ہے کیونکہ جو کام خدا کے متعلق ہے۔ اسکو کوئی انسان
اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا۔ اسواسطے تنقیح ہذا خلاف حضرات اہل سنت
بحق شیعیان فیصلہ کی گئی۔ تنقیح نمبر ۱۹ پارہ ۱۰ سورۂ توبہ رکوع ۶
آیت ۴ جوکہ غار میں ابی بکر کا جانا ہمراہ رسولخدا اس سے عزت و توقیر خلیفہ
ابی بکر کی ثابت ہے۔ اس تنقیح کے متعلق نہایت غور و خوض کیا کیونکہ یہہ
تنقیح متعلقہ قرآن کریم ہے۔ غرضیکہ دعوے و جوابدعوے و ثبوت فریقین و بحث کو
متعدد دفعہ معائنہ کیا مگر فرمان ایزدی لاتحزن بھی نازل ہوا اور ابی بکر
کا حزن نہ تھا نیز اسوقت سانپ یا بچھو کا کاٹنا گویا فوری سزا اسکی بھی
ان وجوہات پر بھی خیال کیا مگر کوئی عزت و توقیر ابی بکر کی ثابت نہیں ہوتی
جسکا پورا ذکر جوابدعوے اور بحث میں گذر گیا ہے۔ اسواسطے یہہ تنقیح کبھی
بھی بحق خلیفہ ابی بکر ثابت نہیں ہوتی۔ کہ جس سے عزت و توقیر ابی بکر کی
ثابت ہوسکے۔ لہذا تنقیح ہذا برخلاف اہلسنت فیصلہ کیگئی ؂

تنقیح نمبر ۲۰ کیا حضرت علی خلیفہ من اللہ تھے۔ اور خلیفہ بلا فصل تھے۔ چونکہ
خلافت حضرت علی پر اہلسنت بھی متفق ہیں کہ چوتھے درجہ پر خلیفہ تھے۔ مگر
شیعوں کی جانب سے پورے طور پر پیش کیا گیا ہے کہ حضرت علی کو بوقت
جنگ تبوک حضرت رسولخدا نے اور بوقت خم غدیر خلیفہ مقرر فرمایا اور فعل
رسول مطابق حکم خدا ہوتا ہے۔ اور رسولخدا کی عین حیات میں خلیفہ مقرر
ہوئے تھے۔ اسواسطے وہ خلیفہ بلا فصل و من اللہ خلیفہ تھے اسواسطے
تنقیح ہذا بحق شیعیان فیصل کیجاتی ہے۔ تنقیح نمبر ۲۱ کیا حضرت شہربانو
خلیفہ حضرت عمر نے حضرت امام حسین کے نکاح میں دی اور اس سے اتحاد
عمر اہلبیت سے ثابت ہوتا ہے چونکہ تنقیح ہذا بذمہ اہلسنت تھی اور کوئی ثبوت
یا کوئی بحث جوکہ قابل پذیرائی ہو نہیں گذرا اور چونکہ شیعیان نے نہ تو اس
نکاح کی نسبت عمر کا کوئی احسان مانا ہے اور نہ ہی تسلیم کیا ہے کہ یہہ نکاح
بکوشش عمر ہوا اور اتحاد کی نسبت جوکہ عمر کا ہمراہ اہلبیت علیہ السلام تھا
اس کی نسبت پہلی تنقیحوں میں فیصلہ ہوچکا ہے اسلئے تنقیح ہذا خلاف اہلسنت
والجماعت بحق شیعیان فیصل ہوئی۔ تنقیح نمبر ۲۲ کیا اصحاب ثلاثہ رسولخدا
کو نماز و وعظ و جہادوں میں چھوڑکر چلے جایا کرتے تھے۔ اور ان وقتوں میں
چلے جانا منافی ایمان ہے چونکہ تنقیح ہذا کا بہت سا تعلق قرآن کریم سے ہے

اور ثبوت جو منجانب شیعیان اس تنقیح کی نسبت پیش ہوا ہے صاف آیہ قرآنی
پیش کی ہے کہ بدون اذن رسولخدا بوقت جمع ہونے کے چلا جانا منافی ایمان
ہے نیز شیعوں نے یہہ بھی ثابت کر دیا کہ بوقت جنگ تبوک اذن جہاد سے جانے
کے واسطے طلب کرنیوالا منافق ہے اور وہ اذن طلب کرنیوالا عمر ابن الخطاب
تھا۔ اور اصحاب ثلاثہ کی فراری جنگاہ قرآن و تاریخ سے پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔
اور نماز سے چلے جانا بالخصوص نماز جمعہ اور خطبہ کو چھوڑ کر چلے جانا جو کہ اسوقت
خطبہ جمعہ کا سننا نہایت لازمی امور سے ہے اُسکو بھی قرآن کریم کے سورہ جمعہ
سے کما حقہ ثابت کر دیا ہے اور کوئی جواب منجانب اہلسنت بوقت شہادت
یا بحث میں سنیوں کی جانب سے جو کہ بریت اصحاب ثلاثہ کی نسبت ہو
قابل تسلی بخش نہیں پیش ہوئی اور شیعوں کی بحث نہایت زبردست تھی جس
واسطے تنقیح ہذا خلاف اہل سنت فیصلہ ہوئی۔ تنقیح نمبر ۲۳ کیا شیعہ رسولخدا
کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہ کو بُرا جانتے ہیں اور اگر بُرا جانتے ہیں تو کیوں
اور انکا بُرا جاننا منافی ایمان ہے تنقیح ہذا کی نسبت پردہ کی آیت کو شیعوں نے
پہلے پیش کیا اور ساتھ ہی پردہ نہیں تھا بلکہ یہہ تھا کہ اے زوجات نبی تم اپنے
گھروں میں قرار پکڑے رکھو چونکہ عائشہ زوجۂ رسولخدا تھیں اسواسطے اُسکو
گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہ تھی اور وہ تو بوقت جنگ جمل مدینہ طیبہ سے
جو کہ بہت دور تھا گئی اور جا کر شریک جنگ ہو کر حکم خدا و رسول کی منحرف
ہو کر اور سارٹیفکٹ صفت قلو بکما کا حاصل کرنے کے بعد اسکو پورے
طور پر تصدیق فرما کر بمقابلہ علی ابن ابی طالب کھڑی ہو کر ہمسری زوجہ حضرت
موسے علیہ السلام کر کے رسولخدا کے وصی سے لڑی۔ اور برنعش حضرت امام
حسن علیہ السلام پر تیر زنی کرائی۔ اسواسطے ایسے آدمی سے جو نیک آدمی ہو
اور شرع محمدی کا تابعدار ہو کبھی بھی تعلق نہیں رکھ سکتا۔ اور ہدایت رسولخدا
سے صاف انکار عائشہ کا ہے اور منجانب اہلسنت والجماعت کوئی دلیل سوائے
اس کے کہ وہ فقیہہ تھیں نہیں گذرا اور فقیہہ کی نسبت بخاری سے جہانتک
کہ مسائل ہماری نظر سے گذرے ہیں معاذ اللہ کبھی بھی کوئی شخص
تسلیم نہیں کر سکتا کہ ایسے کلمات رسولخدا کی زوجہ کے سامنے پیش کئے جاویں
ہمیں تو سخت شرم دامنگیر ہوتی ہے۔ کہ اُنکا تذکرہ کیا جاوے مگر مجبور ہو کر
صرف ایک مسئلہ پیش کرتا ہوں کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ پر سوال کیا کہ جس کپڑے
پر منی لگی ہے کیا اُس کپڑے سے نماز ہو سکتی ہے۔ تو آپنے جواب دیا کہ کپڑے
کو منی جگہ لگ گئی تھی اور مینے اُس منی کو اپنے ناخن سے کھرچ دیا اور
رسولخدا نے اُس کپڑے سے نماز پڑھی معاذ اللہ یہہ کسکو جرأت تھی کہ رسولخدا

کی بیوی سے ایسی باتیں کرے اور وہ رسولخدا کی زوجہ تھیں وہ کبھی ایسی باتوں کا جواب دے سکتی تھیں کیا انکو شرم دامنگیر نہ تھی اور رسولخدا کی زوجہ پردہ نہ کرتی تھی - حالانکہ ایک نابینا کے سامنے ہونے سے رسولخدا نے اسکو منع فرمادیا تھا - ان باتوں سے فقیہہ بتائی گئیں جو قابل تسلیم نہیں پس تنقیح ہذا بحق شیعیان خلاف اہلسنت فیصلہ ہوکر قرار پایا کہ ایسی حرکات کنندہ سے نفرت وہی کرتا ہے کہ جو صاحب ایمان ہو اور اس سے نفرت کرنا ہرگز ہرگز منافی ایمان نہیں ہے - تنقیح نمبر ۲۴ کیا شیعہ اولاد حضرت علی سے صرف اولاد امام حسینؑ کو ہی اچھا جانتے ہیں اور باقی اولاد حضرت علی کو اچھا نہیں جانتے تنقیح ہذا کی نسبت کوئی ثبوت اہلسنت نے پیش نہیں کیا اور شیعوں کا ہرگز اقبال نہیں ہے کہ وہ سوائے امام حسینؑ کی اولاد کے اولاد حسنؑ پاک یا دیگر اولاد حضرت امیر المومنین کے اچھا نہیں جانتے یہ بالکل غلط ہے اور مبنی بر بہتان ہے اور شیخ عبد القادر چونکہ سید حسنی نہ تھا اسکو نہ تسلیم کرنیسے یہ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا کہ شیعہ اولاد حسینؑ پاک کے سوا باقی اولاد حضرت علی کو اچھا تسلیم نہیں کرتے پس تنقیح ہذا بحق شیعیان فیصلہ ہوئی - تنقیح نمبر ۲۵ کیا قرآن مجید کو حضرت عثمان نے جمع کیا - سُنیوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان نے قرآن جمع کیا مگر شیعوں نے کہا ہے کہ عہد عثمانی سے پہلے قرآن پاک کی کتابت ہوچکی تھی اور بہت سے نسخے قرآن کریم کے موجود تھے - جنکو عثمان نے آگ کی نذر کردیا تھا - اور اس ترتیب موجودہ پر جو مطابق تنزیل نہیں اور لوگوں سے کتابت کرائی تھی - اور یہ غلط ہے کہ کسی شیعہ کا اعتقاد ہو کہ جو آیات قرآنی بحق حضرت علی تھیں وہ نکالدی گئیں حالانکہ حضرت علی کیواسطے جس قدر آیات شیعہ لوگ پیش کرتے ہیں وہ سب اسی قرآن میں موجود ہیں اور کوئی بھی علمائے شیعہ تحریف قرآنی کا قائل نہیں ہے - مگر شیعوں نے چند علماء اہلسنت مثل جلال الدین سیوطی وغیرہ کا حوالہ دیکر ثابت کردیا ہے کہ وہ تحریف قرآن کے قائل ہیں پس تنقیح ہذا کا فیصلہ برخلاف اہلسنت والجماعت کیا گیا - تنقیح نمبر ۲۶ آیات قرآنی مندرجہ عرضیہ دعوے اصحاب ثلاثہ کی بریت کراتی ہیں اسپر نہایت غور سے اور ملاحظہ تفاسیر فریقین سے کوشش کی مگر ان آیات کا کوئی تعلق نہ تو مذہب موجودہ اہلسنت سے ہے اور نہ ہی وہ اصحاب ثلاثہ کی بریت کراتی ہیں - اسواسطے تنقیح ہذا خلاف اہلسنت و بحق شیعیان فیصلہ ہوئی -

تنقیح نمبر ۲۷ جو آیات کتاب مقدس سے پیش کیں وہ اصحاب ثلاثہ کی بریت کراتی ہیں - ہرچند توریت، و انجیل یعنے پُرانا عہد نامہ اور نیا عہد نامہ دیکھ

دیکھ کر غور کیا مگر وہ آیات اصحاب ثلاثہ کے حق میں نہیں ہیں اور دو باتیں شیعوں
کی پیش کردہ نہایت تسلی بخش ہیں ایک تو کتاب مقدس پرانا عہد نامہ کتاب
پیدائش سے بارہ امام کی امامت کو نہایت اعلےٰ درجہ پر ثابت کیا اور دوسرا
ابوبکر بن ابی قحافہ و عمر کی نسبت کتاب یسعیاہ نبی سے ثابت ہوا کہ جو پیشگوئی
حضرت محمد الرسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیواسطے ہے کہ وہ کونپل کیطرح
پھوٹ نکلا اور اس پیشگوئی کے اخیر پر ہے کہ اسکی قبر شریروں کے درمیان
ٹھیرائی گئی پس تنقیح ہذا الحق شیعیان برخلاف اہلسنت والجماعت فیصلہ ہوئی
اور اخیر پر جو آیت پارہ ۲۶ سورہ فتح رکوع ۴ محمد رسول اللہ
والذین معہ اشداء علی الکفار کہا گیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ حالانکہ
اسکا جواب ہزارہا دفعہ دیا گیا ہوا ہے اسکے جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے
صرف اتنا ہی کافی ہے کہ جس کو کفار کے واسطے سخت بیان کیا گیا ہے ساری
زندگی میں اس غریب نے کسی کافر کو بھی نہیں مارا اور رحماء بینھم عمر
کو بیان کیا ہے جسکی تعریف سنی مذہب والے بیان کرتے ہیں کہ وہ سخت
طبیعت سبحان اللہ ایسا متضاد بیان کیا ہے کہ جس کو کوئی بھی ذیعقول
تسلیم نہیں کر سکتا۔ اور کوئی تعلق و واسطہ اس آیہ کریمہ کا ساتھ ابوبکر
و عمر و عثمان نہیں ہے۔ لہذا عدالت کی رائے میں ابوبکر و عمر و عثمان کوئی
قابل قدر و لائق مومن و مسلم نہ تھے۔ اور نہ ہی وہ سردار اسلام کے ہو سکتے
ہیں۔ بوجوہات بالا دعوےٰ ڈسمس ہو کر حکم دیا جاتا ہے کہ حضرات اہل
سنت والجماعت اپنے جملہ اسباب دین و اسلام کو جھونپڑی نعمان بن ثابت
و ابوبکر و عمر و عثمان وغیرہ سے اٹھا کر زیر قصر جناب پنجتن پاک علیہم السلام
لے آویں اور پچھلی کردار سے توبہ کریں اور حضرات ائمہ اہلبیت اثنا عشر
علیہ السلام کے تابعدار ہو کر سچے اسلامی ناجی فرقہ میں داخل ہوں ورنہ
نجات محال بلکہ غیر ممکن اور مذہب شیعہ ناجی فرقہ قرار دیا گیا *

تمت بالخیر

مولف سید رحمت اللہ شاہ نقوی البخاری عفی اللہ تعالےٰ عنہ
سکنہ حال موضع ساندہ کلاں تحصیل و ضلع لاہور * ۱۴ - جنوری ۱۹۲۳ء

التماس بخدمت حضرات مومنین یہہ ہے کہ کتاب ہذا کو پڑھکر دعائے خیر بحق مولف
فرماویں کہ یہہ کتاب میرے لئے زاد عقبےٰ بنے - اور زیر سایہ پنجتن پاک جملہ مومنین معہ سادات عظام ہیں

پنجاب شیعہ مشن لاہور

ہندوستان کے تمام مذاہب پر نظر ڈالیئے کوئی بھی ایسا بدنصیب فرقہ نہ ملیگا جس نے اپنے مذہب کے تحفظ اور اُسکی ترقی کے لیئے باقاعدہ مشن کا انتظام نہ کیا ہو۔ خاصکر آریاؤں۔ قادیانیوں اور عیسائیوں کی جماعتوں پر نظر ڈالیئے کہ اُنہوں نے تھوڑے عرصہ کے اندر کیا کچھ ترقی کرلی ہے یہ صرف انکے مشنریوں کی بدولت نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اور ایک ہم ہیں جو اس روشنی و آزادی کے زمانہ میں خواب غفلت میں اپنے قیمتی وقت کو ضائع کررہے ہیں افسوس صد افسوس اے قوم اور مستغنی قوم اب تو خواب غفلت سے جلد بیدار ہو جا اپنے دقیانوسی خیالات کو گلدستہ طاق نسیان بنادے۔ اور ذرا دیکھ کہ دنیا بھر کی قومیں اپنے اپنے مذہب کی ترقی و بہبودی کی راہیں ڈھونڈھ رہی ہیں۔ ایسے موقعہ پر تو بھی اپنے پراگندہ شیرازہ کو جمعیت خاطر سے ملادے۔ کیونکہ تیرے واسطے زمانہ حریت میں نعمت غیر مترقبہ ہے۔

اے میرے قومی بزرگو! آپکی غیرت کافور ہو گئی آپکی روحانیت کیوں ضایع ہو گئی۔ آؤ نیند سے بیدار ہو جاؤ اور غفلت کے پردوں کو سامنے سے اُٹھادو۔ آجکل بیرونجات میں شیعہ مشنریوں کی از حد ضرورت ہے اس تھوڑے سے کام کو کر گذرو پس اس مقصد کو مدنظر رکھکر مجلس منتظمہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان نارووالی نے بسرپرستی حضور حجۃ الاسلام والمسلمین صدر المفسرین نائب الائمۃ المعصومین ضیاء الملت والدین سرکار شریعتمدار علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ اسکا بیڑا اُٹھایا ہے اور یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ کہ چونکہ پنجاب شیعہ مشن لاہور عرصہ سات سال سے لاہور میں قایم ہے جسنے اتنے عرصہ میں نمایاں ترقی کی ہے جو قابل داد ہے دینی امورات کو انجام دینے کیوجہ سے قبولیت عامہ کا فخر حاصل کرچکی ہے لہذا مناسب یہی ہے کہ اسکے سلسلہ کو وسیع کیا جائے۔ جو بیرونجات میں بھی ہو فہرست معہ نام و پتہ روانہ فرماکر عند اللہ ماجور ہوں۔ یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ سالانہ چندہ صرف ۵ ر اور داخلہ ممبری صرف ۲ ر ہوگا پنجاب شیعہ مشن لاہور کی مطبوعہ مکمل اغراض ومقاصد مومنین کی فہرست آنے پر ارسال کیئے جائینگے۔ میں اپنے حقیقی خداوند عالم قاضی الحاجات کی بارگاہ عالی میں دعا کرتا ہوں کہ بہت جلد وہ قادر مطلق اس کار خیر میں مجھے فتح و نصرت عطا فرمائے اور آپ میں علو ہمت بخشے آمین ثم آمین۔ یارب العالمین

خادم المتقین شیخ حکیم بہادر حسین آنریری سکرٹری شیعہ ینگمین سوسائٹی خواجگان نارووالی

شیعہ کی کتابیں

خاصکر طبقۂ مصنفین واعظین اور ذاکرین کیلئے زیادہ مفید اور کارآمد

فلسفۃ الاسلام مصنفہ رئیس الشیعہ۔ مدار الشریعہ حجۃ الاسلام والمسلمین صدر المفسرین فاضل دہر۔ فقیہ عصر۔ حکیم الامہ سرکار شریعتمدار علامہ حائری صاحب مجتہد العصر دام ظلہ ایک دید و لائق داد کتاب ہے جسمیں نبوت۔ رسالت اور اسلام کے جملہ دس مسائل کا مکمل فلسفہ اور اسکے ہر ہر مسئلہ کی گوناگون خوبیوں کو ایسا مدلل ثابت کیا ہے۔ کہ سلیم العقل محقق اسکو مطالعہ کر لینے کے بعد کبھی تسلیم اسلام کئے بغیر چین نہیں لے سکتا ۱۸۰ صفحات حجم کاغذ سفید

موعظہ تحریف قرآن – یہ وہی تین گھنٹے کی مکمل تقریر ہے جو ۲۶۔ جنوری ۱۹۲۳ء کو لاہور میں پانچہزار کے مختلف المذاہب کے مجمع عام میں حکیم الامہ سرکار علامہ حائری قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ نے فرمائی اور بدلائل قاہرہ قاطعہ کتب معتمدہ مسلمہ اہل سنت سے ثابت کیا کہ تحریف اغلاط اربعۂ قرآن کا قائل۔ نا ناقل اور عامل فرقۂ اہلسنت ہے۔ تکمیل اور عدم تحریف قرآن کا ناقل قائل اور عامل فرقہ شیعہ ہے اس وعظ میں بھی متعدد لوگ مذہب شیعہ میں

موعظہ حسنہ الملقب بہ اظہار حقیت بجواب رسالہ اظہار حقیقت۔ یہ وہی پانچ گھنٹہ کی مکمل اور دلپذیر تقریر اور معرکۃ الآرا حکمت بھرا موعظہ حسنہ ہے جو ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء بموقعہ بازار موچی دروازہ لاہور میں سنیوں کے سات سوالوں کا جواب دیتے ہوئے جناب سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام علامہ حائری صاحب مدظلہ نے تقریباً دس ہزار کے مجمع عام میں ۴۸ کتب معتمدہ اہل سنت سے عبارتیں پڑھکر سنائیں اور کسی مخالف کو اعتراض کرنیکی جرأت نہ ہوسکی۔ اور علماء اہل سنت کو اپنے مواعظ میں آج مجبوراً ان مسائل کا اقرار کرنا پڑا موعظہ حسنہ کے مقبول عام ہونیکی اس سے بہتر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ ڈیڑھ ماہ کے اندر دو ہزار کی تعداد میں فروخت ہو گیا۔ اور سوسائٹی کو اب دوسرا ایڈیشن ایک ہزار کی تعداد میں چھاپنا پڑا قیمت فی نسخہ ۶ ر

موعظہ غدیر – یہ وہی تین گھنٹہ کی معرکۃ الآرا مکمل تقریر موعظہ غدیریہ ہے۔ جو ۱۸ ماہ ذیحجۃ الحرام کو امام باڑہ خواجگان نارووالی لاہور میں عالیجناب سرکار حجۃ الاسلام نائب الامام علامہ حائری صاحب دام ظلہ نے تقریباً پانچہزار کے مجمع عام میں حدیث غدیر بیان فرماتے ہوئے معتمدہ کتب اہلسنت کی عبارتیں پڑھکر سنائیں۔ اور تبلیغ رسالت غدیر خم کا نقشہ دکھا کر قلوب مخالفین پر کبھی نہ ٹوٹنے والی مہر ہمیشہ کے لئے لگا دی قیمت ۵ ر

موعظہ تقیہ – جس میں تقیہ کے متعلق مکمل تقریر بحوالہ کتب اہلسنت چھپ گئی ہے اثنائے دوران تقریر میں تین سنی حضرات متاثر ہو کر مجمع عام میں اپنے شیعہ ہونے کا اعلان کیا نہایت موثر اور پر معانی رسالہ ہے۔ قیمت فی نسخہ ۵ ر ۲

موعظہ مباہلہ } یہی معرکۃ الآراء قابل دید تقریر ہے۔ جس میں عالیجناب علامہ حائری صاحب قبلہ مدظلہ حقائق علمیہ اور نکات حکمیہ کے دریا بہائے ہیں۔ خصوصاً لفظ انفسنا۔ نسائنا اور ابنائنا کے الفاظ کی تشریح میں حق و باطل کے درمیان نہ ٹوٹنے والی حد فاصل باندھ دی ہے۔ قیمت ۵ ر ۲

حکیم شیخ بہادر حسین آنریری سکرٹری شیعہ ینگمین سوسائٹی خواجگان نارووالی لاہور

بحسن اہتمام کربلائی شیخ غلام علی شہید یہ منیجر خواجہ بک ایجنسی لاہور

... داخل ہوئی سفید اعلیٰ کاغذ پر خوشخط طبع ہوئی ہے قیمت صرف ۵ ر

تفسیر لوامع التنزیل تیس ۳۰ جلدیں

مصنفہ صدر المفسرین حجۃ الاسلام والمسلمین سرکار شریعتمدار علامہ السید علی الحائری قبلہ مجتہد پنجاب لاہور۔ وہ تفسیر ہے کہ جس میں حقیقت وحقیقت قرآن واسلام براہین عقلیہ نقلیہ سے واضح کی گئی ہے۔ یہ تفسیر کیا ہے۔ ایک بحر ذخار ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی اور تفسیر کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسکی تعریف وتوصیف میں یہی بس ہے کہ اکابر مجتہدین عراق عرب عجم اس کے جامع العلوم ہونے میں رطب اللسان ہیں۔ یہ تفسیر جملہ نکات تفسیریہ پر حاوی ہے۔ اس تفسیر نے مخالفین اسلام کی رگ حیات کو ایسے تیز حربے سے کاٹ ڈالا ہے کہ قیامت تک اب انمیں ہنگامہ آرائی کی جرأت پیدا ہی نہ ہو سکے گی۔ جملہ اعتراضوں کے جوابات عقلی وفلسفانہ نئے رنگ میں دئے گئے ہیں۔ درخواست آنے پر روانہ ہو سکتی ہیں۔

۲ - ۴ - ۶ - ۸ - ۹ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶

مطبوعہ جلدیں [illegible] محصول بذمہ خریدار

فتاویٰ حائری۔ مرتبہ آغا سید محمد رضی الرضوی۔ حصہ پنجم۔ حصہ ششم۔ حصہ ہفتم حصہ ہشتم چھپکر شائع ہو گئے ہیں۔ جس میں معرکۃ الآراء مسائل متنازعہ فریقین پر معقول ومنقول بحث کی گئی ہے۔ اور براہین لاطوں کے زبردست اور تیز حربوں سے مخالفین کی رگ حیات کو ایسی طرح کاٹ ڈالا ہے۔ کہ تا زیست ہنگامہ آرائی کی اب انمیں جرأت پیدا نہ ہوگی

برہان المتعہ۔ ثبوت مسئلہ متعہ میں شیعہ اور سنی کی مستندات سے قطعی فیصلہ

قاطع البرہان۔ علم کلام اور عقاید فرقہ حقہ شیعہ

تنبیہ الغافلین۔ پند ونصائح۔ اور طریقہ وعظ سکھانے کا علم وقاعدہ

بصائر الناس۔ علم اصول دین وفروع دین مذہب شیعہ

تحفۃ الاخیار۔ نجات مشرکین وکفار کا مدلل ثبوت

تقریظات المشاہیر۔ عربی خطوط نویسی اور انشاپردازی کا معلم

لمعۃ لمعانی۔ خاک پاک کربلا پر سجدہ کرنے کا فلسفہ

بشارات احمدیہ۔ نبوت پیغمبرؐ۔ خلافت وامامت جناب امیرؑ شہادت امام حسینؑ انجیلی توراۃ سے

میزان الاعمال قیامت کے روز عملوں کو تولے جانے کی مفصل کیفیت

ہدایات حائری۔ بچوں اور مستورات کی تعلیم کے لئے دینیات کا ضروری ذخیرہ

اجوبہ زاہرہ۔ سنیوں کے مستند معرکۃ الآراء اعتراضوں کا دندان شکن جواب

تحفۃ المسلمین۔ عیسائیوں کے مشکل اعتراضوں کا مدلل جواب

سیف صارم۔ صحیح النسب اور مشکوک النسب سادات کا بیان

منہاج المعاد۔ سرکار علامہ حائری قبلہ کی منظرین کیلئے نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ۔ نکاح۔ طلاق وغیرہ

المذبوح۔ امام حسینؑ کے قاتل سب سنی تھے۔ مکمل اور مدلل ثبوت

الذبیح۔ امام حسینؑ کی شہادت کے آثار۔ اور اعتراضوں کے دندان شکن جواب

برہان البیان۔ خلافت بلا فصل علیؑ کا ثبوت اور خلافت اجماعیہ کا بطلان

رویائے صادقہ۔ سچے خوابوں کا بیان۔ رد نفی رویت دیدار خدا محال ہونیکا مدلل ثبوت

نفی الاجبار۔ خدا کے عادل ہونے اور مسئلہ قضا وقدر۔ خیر وشر کی توضیح

ملنے کا پتہ

سید ابو الفضل الرضوی القمی محلہ شیعیان موچی دروازہ لاہور